بسم اللہ الرحمن الرحیم

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (ال عمران)

مختصر
تاریخ عالم اسلام

26

از:

I-03

پی۔ حسین خاں۔ ادیب فاضل

ایوارڈ یافتہ صدر جمہوریہ ہند

بانی و ناظم مدرسہ فیض القران۔ حسینیہ۔ کاولی

ناشر:

مکتبہ نور۔ مسلم پورہ۔ کاولی۔ 524201

(آندھرا پردیش)

نام کتاب : مختصر تاریخ عالم اسلام

نام مؤلف : پی ۔ حسین خاں

تعداد : دو ہزار

کمپیوٹر کتابت : شارپ کمپیوٹرس، محبوب بازار کامپلکس، چادر گھاٹ، حیدرآباد ۔ ۲۴ فون : 4574117

کمپوزنگ : محمد ذکی الدین لیاقت و محمد صلاح الدین بدر

قیمت : ۸۰ روپیہ

ناشر :

مکتبہ نور ۔ مسلم پورہ ۔ کاولی ۔ 524201 ضلع نیلور (اے پی)

ملنے کے پتے :

1. ظفر بک ڈپو ۔ کچھیری مٹ ۔ 10-49-64 کاولی ۔ 524201 ۔ ضلع نیلور
2. ہندوستان پیپر ایمپوریم ۔ مچھلی کمان ۔ حیدرآباد
3. اسٹوڈنٹس بک ہاؤس ۔ چارمینار ۔ حیدرآباد
4. ہمالیہ بک ڈسٹری بیوٹر ۔ ایم جے روڈ ۔ حیدرآباد ۔ 500001
5. مکتبہ حسینیہ ۔ پیس ۔ سڈلاپلی ۔ بنگلور روڈ ۔ ہندو پور 515211 ۔ (اے ۔ پی)
6. رحیمیہ بک ڈپو ۔ انجمن بلڈنگ ۔ گنٹور (اے پی)
7. گوہر بکڈپو ۔ ٹرپلکین ہائی روڈ ۔ 323 مدراس ۔ 600005
8. وزیر بکڈپو ٹرپلکین ہائی روڈ ۔ 323 مدراس ۔ 600005
9. کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد ۔ دہلی ۔
10. مجلس علمیہ آندھراپردیش ۔ محبوب بازار ۔ چادر گھاٹ ۔ حیدرآباد 500024

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئینہ ترتیب ☆ مختصر تاریخ عالم اسلام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

دیباچہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو قوم اپنی تاریخ کو بھلا دیتی ہے وہ ہمیشہ کے لئے قعرِ مذلت میں گر جاتی ہے۔ قوموں کی زندگی میں ان کی زندگی کا وہی مقام ہوتا ہے جو افراد کی زندگی میں ان کے حافظے کا۔ اگر کسی قوم کی تاریخ گم ہو جائے یا مسخ کر دی جائے تو اس قوم کے لئے ایسا ہی حادثہ ہوگا جیسے کسی شخص کا حافظہ و یادداشت ختم ہو جائے جس سے کہ اس کا تعلق ماضی سے وابستہ تھا۔

اس مختصر سی کتاب میں دنیا کی مکمل اسلامی تاریخ اور دور ماضی کے اکابرین کی ایجادات و اختراعات، ملکی نظم و نسق اور تعلیمی ترقی وغیرہ کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت رسم غلامی چلی آ رہی تھی لیکن کسی نے بھی رسم بد کو مٹانے کی سعی نہیں کی بلکہ جس کے پاس جتنے زیادہ لونڈی اور غلام ہوتے تھے وہ اتنا ہی بڑا آدمی مانا جاتا تھا لیکن آپؐ نے اس رسم قبیح کو بالکل ختم کر دیا:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

جہاں درس گاہوں کا تصور نہیں تھا وہاں۔ چپہ چپہ پر درس گاہیں قائم ہوئیں اور خاص کر مدینۂ منورہ میں ایک عظیم الشان یونیورسٹی صفہ کے نام سے قائم ہوئی۔ جہاں عورتوں کو سوسائٹی میں کوئی حیثیت نہ تھی وہاں ان کے حقوق بالکل مردوں کے برابر ہو گئے اور وراثت میں بھی شریک قرار پا گئیں۔ "آئرینا میڈکس کہتے ہیں" کہ عورت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے قابل احترام تھی۔ اس معاشرے میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کر دیتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جینے کا حق دیا۔ عورتوں کے حقوق کا تحفظ جس

طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اس کی مثال دنیا کی پوری قانونی تاریخ میں نہیں ملتی۔(WOMENINISLAM (1930))

ملک عرب کے اندر کسی منظم سلطنت کے تصور سے بھی لوگ بالکل ناآشنا تھے۔ جب مکہ فتح ہوا تو آپؐ نے فوراً بعد ہی مختلف مقبوضہ علاقوں کو صوبوں اور اضلاع میں تقسیم کیا۔ گورنروں اور کلکٹروں کا تقرر کیا۔ ملک کے گوشے گوشے میں جج یا قاضی معمور کیئے۔ تعلیم عام فرض اور مفت تھی۔ تمام ملک میں معلّمین کا تقرر کر دیا۔ افتادہ زمینوں کو آباد کیا۔ بنجر زمین درست کروائے۔ جاگیریں تقسیم کیں عہد نبویؐ میں کوئی جداگانہ فوج نہ تھی بلکہ تمام صحابہؓ سپاہی کی حیثیت رکھتے تھے۔ سب کے نام ایک رجسٹر میں درج تھے۔ تنخواہیں دی جاتی تھیں اور اسلحہ خود عطا کرتے تھے۔

صیغۂ کتابت و فرامین کا بھی ایک محکمہ تھا۔ چنانچہ سلاطین عالم کو بھی دعوت نامے یہیں سے لکھے جاتے تھے، امیر معاویہؓ کے دور میں جہاز سازی کے نئے نئے کارخانے قائم ہوئے اور اس صنعت میں کافی ترقی ہوئی۔ اکثر یوروپین ممالک بھی مسلمانوں سے جنگی جہاز خریدتے تھے۔ آپؐ کے عہد میں منجنیق کا استعمال ہوا۔ عہد عبدالملک بن مروان میں اسلامی سکوں کا رواج ہوا اور اندھوں و مفلوجوں کی فہرست مرتب کراکے ان کے روزینے مقرر کیئے اور انہیں حکم دیا کہ گھر سے نہ نکلنے پائیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں انسداد شراب نوشی کی گئی۔ ابو جعفر منصور کے زمانے میں رصدگاہیں قائم ہوئیں اور بے شمار کتب خانے قائم کر دیئے گئے۔ عہد مہدی بن منصور کے دور ۱۶۰ھ میں حکیم ابن عطاء معروف "مقنع" نے اجزائے سیمابی کی ترکیب سے چاند بنا کر روشن کیا۔ یہ چاند بعد مغرب روشن ہو کر کنوئیں سے نکلتا اور غروب ہو جاتا جو ماہ نخشب کہلاتا تھا۔ موجودہ دور میں سائنس کی اتنی ترقی ہونے کے باوجود ایک ستارہ تک نہ بنا سکے اور اسی دور میں کبوتروں سے

پیام رسانی کا کام بھی لیتے تھے۔

زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف میں تحریر ہے کہ: خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں گھڑی ایجاد ہوئی۔ حکیم احمد بن یونس پولیس کمشنر قرطبہ گھڑی سازی کا موجد تھا۔ جتنے گھنٹے بجتے اتنے مصنوعی سوار نکلتے تھے۔

المتمدن اسلامی جرجی زیدان میں تحریر ہے کہ:

حکیم فتح اللہ سائنس دان نے آٹا پیسنے کی چکی ایجاد کی جو ہوا اور پانی کے بغیر چلتی تھی۔

مشہور فرانسیسی مورخ ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ:

"منجملہ عربوں کی ایجادوں کے ایک بہت بڑی ایجاد بارود ہے۔"

مسٹر سی پی اسکاٹ لکھتا ہے کہ:

"اہل عرب ہی بارود اور توپوں کے موجد تھے۔"

عیسائی مورخ جرجی زیدان لکھتا ہے کہ:

"بارود مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ مسلمانوں نے ایجاد کر کے یورپ کو سکھائی اور خوبی یہ ہے کہ بارود کے اجزاء آج بھی وہی ہیں اور اسی تناسب اور مقدار سے ہیں جو عربوں نے ترتیب دئے تھے۔" [تمدن عرب]

عہد مامون ۲۰۰ھ میں ابو عبداللہ محمد بن یوسف نے سیاروں کا فاصلہ معلوم کرنے کی دوربین بنائی۔ اسحٰق کندی فلاسفر نے دوربین کے ذریعے فاصلے کی پیمائش کا آلہ تیار کیا جس کے ذریعہ سینکڑوں میل کی پیمائش ہوجاتی تھی۔

مقتدر باللہ کے عہد میں شفاخانوں میں کافی ترقی ہوئی۔ جیل خانوں کے لئے علیحدہ ڈاکٹر مقرر تھے۔ اور عارضی دواخانوں کا ایک صیغہ قائم کیا۔ بہت سے طبیب مقرر کر کے چھوٹے چھوٹے قصبات میں جہاں طبیب اور ہسپتال نہیں تھے۔ دورہ کر کے اور ہر جگہ دو، دو اور چار چار دن ضرورت کے موافق قیام کر کے بیماروں کا علاج کیا کرتے تھے۔ اور ان ڈاکٹروں کے ساتھ حسب ضرورت ایک دواخانہ بھی

ہوتا تھا۔ موجودہ دور میں اتنی ترقی کے باوجود اس قسم کا ایک بھی نمونہ پیش نہیں کیا جاسکتا۔

عہد معتضی ۵۲۰ھ میں ابو سلت اندلسی نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جس سے غرق شدہ جہاز بہ آسانی نکال لیا جاتا تھا۔

مورخ ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ۔

" عہد ناصر میں قطب نما ایجاد ہوا، جس کے بغیر سمندر کا راستہ طے ہونا ناممکن ہے۔ یہ بھی مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ اسی خلیفے کے زمانے میں " ابوالقاسم " نے ہوائی جہاز ایجاد کر کے اس میں بیٹھ کر پرواز کی، ہوائی جہاز کا فن اس کے ذریعے یورپ میں پھیلا۔

خلفائے اندلس کے کتب خانوں میں چھ لاکھ جلدیں مختلف زبانوں کی موجود تھیں جن کی فہرست ۴۴ / جلدوں میں مرتب کی گئی تھی اور ۷۰ کتب خانے خاص اور عام لوگوں کے لئے بھی موجود تھے۔

آج مغرب کو اپنے جس سائنس و تہذیب و ثقافت پر ناز ہے اس کی بنیاد اسپین کے مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں ڈالی تھی کہ اقوام مغرب کے خیالات تاریکی میں بھٹک رہے تھے۔ جس کی تصدیق سرایڈورڈ تھارپی اپنی کتاب علم کیمیا کی ایک مستند تاریخ میں کر رہا ہے:

" مغرب کی تاریکی کو مسلمانوں نے اپنے علمی اور تحقیقی مشغلوں سے روشن اور منور کیا۔ روگر بیکن جیسا مشہور سائنسدان بھی اپنی معلومات کے لئے ابن رشد اور بو علی سینا کا رہین منت رہا "۔

عرب بہت بڑے جہاز راں تھے۔ انھوں نے جہاز سازی میں کافی ترقی کی۔ خلیفہ عبدالرحمٰن نے ایک اتنا بڑا جہاز بنایا تھا کہ اس وقت یورپ میں کوئی جہاز اس پایہ کا نہ تھا۔ سلاطین فاطمیہ کے پاس زبردست بحری بیڑا تھا جو یورپ کے مقابلے میں کسی طرح کم نہ تھا۔ ہر طرح کے چھوٹے بڑے، تجارتی، سفری اور جنگی

جہاز تیار کئے جاتے تھے ۔ صرف ایک مرتبہ مصر کے کارخانے میں جہاز شمار کئے گئے تو ان کی تعداد چھ سو قطعات پر مشتمل تھی ۔ جہاز مختلف شکلوں اور سائزوں کے ہوا کرتے تھے ۔

مسٹر موسیہم لکھتا ہے کہ :

اسپین کے عرب طب ، فلسفہ ، علم فلکی کا سرچشمہ ہیں ۔ جو بلاد یورپ میں اسلامی بادشاہوں نے رائج کئے ۔

مسٹر ڈرائرا اپنی کتاب " اسلامؐ دینؐ عامؐ خالدؐ " میں لکھتا ہے کہ :

" عربوں نے یورپ میں وہ راستہ قائم کیا جو ان کی ادبیات کا مسلک ہے ۔ جنوبی اطالیہ میں ان کے علوم عام ہوگئے ۔ اطالیہ میں ۹۰ھ میں ایک طبی یونیورسٹی قائم کی اور پہلی رصدگاہ عربوں نے اسبیلیہ میں بنائی ۔ عربوں نے اپنے دور اقتدار میں جہاز رانی کے فن کو درجہ کمال تک پہنچایا اور سمندروں پر بھی ان کا کافی اقتدار قائم تھا ۔"

تجارت میں بھی عرب تاجر دنیا کی کسی قوم سے پیچھے نہیں تھے ۔

فان کریمر لکھتا ہے کہ :

" جس زمانے میں کہ عرب تاجر اور ان کے گماشتے وسط الشیاء میں ہر جگہ پہنچے ہوئے تھے بحر خزر اور بحر اسود میں تجارت کے لئے سفر کر رہے تھے اندلس اور صیقلیہ کے راستے یورپ کے ساتھ ان کی تجارت جاری تھی ۔ اس زمانے میں افریقہ کی سرزمین میں بھی ان کی تجارت گاہ بنی ہوئی تھی ۔ دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کے انتہائی مدارج طے کر لئے اور ان کے قافلوں کی رسائی وسط افریقہ کے بڑے بڑے دریاؤں تک تھی ۔ تو دوسری طرف اس براعظم کی جھیل چاڈ تک ان کی تجارت پھیلی ہوئی تھی ۔ "

فلپ کے ہٹی لکھتا ہے کہ :

"بغدا اور دوسرے تجارتی مرکزوں سے بھی عرب تاجر مشرق بعید یورپ اور افریقہ کے کپڑے، جواہرات، شیشہ کا سامان اور گرم مسالہ جہازوں کے ذریعہ بھیجا کرتے تھے"۔

چنانچہ عبدالرحمٰن ثالث کے زمانے میں بھی تجارت کی ترقی میں اضافہ ہوا۔ قرطبہ سے سونا، چاندی، لوہا، پیتل، ریشمی پارچہ جات، اونی کپڑے، زیتون، عنبر، سیماب، عطریات، کتب اور دیگر اشیاء باہر جانے لگیں۔

مسلمانوں کو علم و ادب سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ قرطبہ کی یونیورسٹی کا شمار دنیا کی بہترین یونیورسٹی میں ہوتا ہے۔ اس وقت یونیورسٹی کی لائبریری میں دنیا کی تمام لائبریریوں سے زیادہ کتب موجود تھیں۔ ہر سال یونیورسٹی کا جلسہء تقسیم اسناد ہوتا تھا۔ سالانہ جلسوں میں علمی مجالس گرم ہوتیں، طبیعات، کیمیا، طب، فلسفہ، تاریخ اور دیگر بیشتر مضامین کو جدید تحقیقات پر اظہار خیال ہوتا اور تنقید کی جاتی۔

علم جغرافیہ میں عربوں نے بے پناہ ترقی کی اور اس میدان میں ان کی بیش بہا علمی خدمات لائق ستائش اور قابل قدر ہیں۔ رات کی سیاحتوں کی وجہ سے چاند اور ستاروں کے طلوع و غروب کے اوقات موسم اور ان کی گرش کے بارے میں ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ عربوں نے بغداد، قاہرہ، اندلس میں علم ہئیت کے مدارس قائم کئے جہاں ہئیت دانوں کی کافی بڑی تعداد وسط الشیا سے لے کر سواحل بحر اوقیانوس تک، دمشق، سمرقند، خیوہ، قاہرہ، فاس، طلیطلہ اور دیگر مقامات میں مصروف تھی۔ [جغرافیہ عالم اسلام۔ ص۔ ۲۵]

عہد ملک شاہ سلجوقی حکیم خواجہ ابوالحاکم نے کئی سال کی متواتر کوشش سے ایک ترازو بنایا اور اس کو خزانے میں رکھا گیا۔ اس کے ذریعے سے روپیہ کا کھرا اور کھوٹا اور خزانے کی کمی و بیشی معلوم ہوجاتی، اتفاقیہ ٹوٹ جانے سے یہ حکیم اسی صدمے سے فوت ہوگیا۔

ہندوستان میں بھی سلاطین مملوک کے زمانے میں بعض شاندار عمارتیں

تعمیر ہوئیں - پارچہ بافی کے صدہا کارخانے کھلوائے اور بڑی بڑی ترقیاں کیں - صدہا قسم کے کپڑے بنوائے جن کی تفصیل بہت لمبی ہے - (چند نام دیکھئے اسی کتاب میں) خلجی خاندان کے بادشاہوں کے دور اقتدار میں اردو زبان کی بھی تشکیل ہوئی۔

جلال الدین محمد اکبر کے زمانے میں بھی پارچہ بافی کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہوئے - ایران اور چین سے کاریگر بلوا کر قیمتی کپڑے تیار کروائے - اس کے زمانے میں لاہور میں ہزار سے زیادہ شال کے کارخانے جاری ہوگئے - اسی بادشاہ کے زمانے میں جانوروں کی نسلوں میں بھی ترقی ہوئی - اکبر کے صناعوں نے مختلف قسم کی توپیں ایجاد کیں - خس کی ٹٹی بھی اکبر ہی کی ایجاد ہے -

دور حاضرہ میں نوجوان طبقہ تاریخ اسلام سے بالکل ناواقف ہے - بڑے لوگوں کو تو مطالعے کی فرصت ہی نہیں - آج دنیا میں مسلم ممالک کتنے ہیں اس بات سے کتنے لوگ واقف ہیں؟ جس کی وجہ سے موجودہ مسلم ممالک کے حالات، آبادی رقبہ، دارالحکومت، قومی پرچم، مادری اور دفتری زبان، مسلمانوں کا تناسب اور ان کی سیاسی، جغرافیائی اور مالی حالت کا مجموعی خاکہ بھی پیش کیا گیا ہے تاکہ تاریخ کے طالب علموں پر یہ واضح ہو جائے کہ دنیا میں مسلم ممالک کتنے ہیں اور وہ کہاں کہاں پر ہیں اور اب ان کا پوزیشن کیا ہے جب تک کہ تاریخ کا مطالعہ نہ ہو ہمیں یہ پتا نہیں چلتا کہ ہمارے آباء واجداد کیا تھے اور ہم کیا ہیں:

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

تاریخ ہی ایک ایسی شئے ہے جو مردہ دلوں میں ایک نئی روح پھونکتی ہے - زندگی کا ولولہ پیدا کرتی ہے - اور پڑھنے والوں کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دیتی ہے - تاریخ ہی سے قوموں کے عروج و زوال کا پتہ چلتا ہے - اقوام کو زندہ رکھنے اور مشعل راہ کا کام دینے کے لئے تاریخ سے بڑھ کر اور کوئی علم نہیں۔ تاریخ ہی قومی روایات کو زندہ اور محفوظ رکھتی ہے - چنانچہ مسلمانوں نے بھی اپنے

بزرگان سلف کے کارناموں اور ان کے بلند کردار نمونوں کو لوح تاریخ پر محفوظ کر دیا ہے ۔ اس ذخیرے کو صحت کے اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچانے کے لئے تاریخ و سیر نگاروں نے بڑی جان کاہیاں کی ہیں تاکہ ہم ان تاریخی روایات کو اپنے اندر جذب کرلیں ۔ جن قوموں نے اپنی تاریخ سے روگردانی کی اور اس سے کسی قسم کا استفادہ نہ کیا وہ اپنے منزل مقصود سے بھٹک گئے اور جو قوم اپنے بزرگوں کے سرمایے اور تجربے سے فائدہ حاصل کرنا نہیں جانتی وہ زندگی کی دوڑ میں اپنے حریفوں سے پیچھے رہ جاتی ہے ۔ اپنے بزرگوں کے کارنامے تو تاریک سے تاریک ماحول میں بھی روشنی کے مناروں کا کام دیتے ہیں جن سے بھٹکے ہوئے قافلوں کی منزل مقصود کی طرف رہنمائی ہوتی ہے ۔

یوں تو اردو زبان میں مکمل و مفصل تواریخ کی کمی نہیں ہے لیکن ماحول جس گندگی میں مبتلا ہے اور جس فحش لٹریچر کو پسند کرتا ہے اس کا اندازہ کرتے ہوئے علاوہ ازیں موجودہ دور کے اردوداں طبقے کی اختصار پسندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے چونکہ وہ ضخیم اور قیمتی کتب کے پڑھنے کی فرصت اور صبر نہیں رکھتا ۔ اس لئے یہ "مختصر تاریخ عالم اسلام" تحریر کی گئی ہے چونکہ یہ سستی اور مکمل تاریخ ہر گھر پہنچ سکے اور دینی اداروں میں پڑھنے والے طلباء کے لئے بھی موجب استفادہ ہو اور اس مجمل تاریخ کے مطالعے سے مفصل تاریخ پڑھنے کا رجحان پیدا ہو اور قاری عالم اسلام کو بہتر طور سے سمجھ سکے ۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس ناچیز کی سعی کو دین کے لئے قبول فرمائے اور ذخیرۂ آخرت بنائے اور امت مسلمہ کے لئے اس کو خیر و نفع رسانی کا ذریعہ بنائے ۔ آمین یارب العالمین ۔

کاولی
مسلم پورہ
۱۰ / ۵ / ۹۸ء مطابق ۱۳ / محرم ۱۴۱۹ھ

خاکسار
حسین خاں عفی عنہ

پیش لفظ

عالی جناب الحاج مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی قادری صاحب

ایم ۔ کے ایچ ۔ پی مولوی کامل مولوی فاضل منشی فاضل ۔ ادیب فاضل

پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی ۔ حیدرآباد (اے پی)

جناب مولوی حسین خاں صاحب کی یہ علمی کاوش "مختصر تاریخ عالمِ اسلام" میری نظر سے گزری ، موصوف نے نہایت محنت و جانفشانی سے سہل الحصول الفاظ و عبارت میں مستند تاریخ اور سنین ولادت و وفات وغیرہ ، حوالے کے ساتھ لکھے ہیں جو قابلِ اعتماد ہیں۔

میرے خیال میں موصوف کی یہ علمی خدمت پبلک اور علمی اداروں میں قابلِ قدر افزائی اور موجب استفادہ ہے ۔ خاص طور پر چھوٹی جماعتوں میں میٹرک تک کے طلبا اس سے کامل فائدہ حاصل کر سکتے ہیں ۔ چوں کہ یہ کتاب آسان زبان اور عام فہم الفاظ میں لکھی گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ منشی صاحب کو اچھی چیز کی پیش کشی پر جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین

محمد حامد صدیقی قادری

حیدرآباد

تقاریظ

عالی جناب ڈاکٹر محمد مرتضیٰ صدیقی صاحب یم ۔ اے ، پی ۔ ایچ ڈی
کالج آف ایجوکیشن ۔ یونیورسٹی آف ریاض ۔ سعودی عربیہ

میں نے جناب مولوی حسین خاں صاحب ادیب فاضل و اردو منشی کی کتاب " مختصر تاریخ عالمِ اسلام " دیکھی ، مولانا صاحب نے اسلامی تاریخ کی ایک جھلک اور موجودہ دور میں مسلمانوں کی حکومتوں کے مختصر حالات اچھے اور دل چسپ انداز میں پیش کئے ہیں ۔ اس سلسلہ میں مولوی صاحب قابل بہ مبارکباد ہیں۔ اور ان کی یہ علمی کاوش قابل ہمت افزائی ہے ۔ جب کہ عام طور پر بہت کم حضرات آج کل اسلامی تاریخ ، فلسفہ ، مذہب اور ادب پر قلم اٹھاتے ہیں ۔ حالانکہ موجودہ دور میں سارے اسلامی ادب کو عوام کے سامنے اور خاص طور پر تعلیم یافتہ حضرات کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے اور یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام نے سابق میں دنیا کے مسائل کو بہت معقول طریقے پر حل کیا تھا اور آج بھی اسلام موجودہ دور کے پورے مسائل کو حل کر سکتا ہے ۔ اس کا پیغام محبت ۔ بین الاقوامی اخوت اتحاد انصاف ، رواداری اور حق پرستی پر مبنی ہے ۔

مولانا صاحب کی کتاب گو مختصر ہے مگر اسی سلسلہ میں ایک اچھا اور مبارک قدم ہے ۔

خاکسار
محمد مرتضیٰ صدیقی
سعودی عربیہ

" مقام محمود "
لال ٹیکری ، حیدرآباد دکن

بسمہ تعالیٰ

ممتاز عالم دین حضرت مولانا سید سلمان الحسینی ندوی زید مجدہ استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ و صدر جمعیت شباب الاسلام۔ لکھنؤ

رابطہ ادب اسلامی کے سمینار منعقدہ جامعہ اسلامیہ دار العلوم سبیل السلام ۱، ۲، ۳/ نومبر کے موقع پر حاضری ہوئی، مندوبین سمینار میں ایک نئی شخصیت سے تعارف ہوا۔ جناب حسین خاں صاحب نہایت خلیق، متواضع، ملنسار، علم و ادب کی خاموش خدمت کرنے والے، پرانے اہل علم و فضل کی یادگار، ان سے ملاقات کر کے ان کی خدمات سے متعارف ہو کر ان کی بڑی قدر آئی۔ اپنی تصنیفات بھی انہوں نے بطور ہدیہ عطا فرمائیں۔ ہر تصنیف ایک سجا سجایا گلدستہ، اور علم و معرفت کا ایک بہترین نقش۔

جامعہ کی لائبریری کے ایک ہال میں انہوں نے ایک نمائش کا انتظام کر رکھا ہے سپچاس سال سے وہ اردو زبان کے پرانے اور نئے رسائل، اخبارات میگزین، ڈائجسٹ وغیرہ جمع کر رہے ہیں۔ انہیں اخبارات میں چھوٹے سائز کا ایک اخبار دیکھا۔ "اخبار طلسم" جو ۱۸۵۶ء میں لکھنؤ سے نکلتا تھا۔ ان کے اس ذوق و شوق کو دیکھ کر دل سے صدائے آفرین نکلی، اور یہ یقین مزید مستحکم ہو گیا کہ جب تک اردو زبان کے ایسے قدر دان اور اس کے پرزوں اور پرچوں کے ایسے محافظ موجود رہیں گے۔ زبان زندہ و پایندہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ حسین خاں صاحب کے علم و قلم میں خوب برکت عطا فرمائے۔ اور تادیر اس خدمت کا موقعہ عنایت فرمائے تاکہ ان کا وجود ہی نئی نسل کے لئے روشنی کا مینار بنا رہے۔

سلمان الحسینی

۲۰/ جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ

مولانا محمد عبدالقوی صاحب

ناظم مدرسہ اشرف العلوم، اکبر باغ، حیدرآباد

تاریخ کسی بھی قوم کا قیمتی اور قابل فخر سرمایہ ہوتی ہے۔ مستقبل کی تعمیر ماضی کی تاریخ کے بغیر مکمل بلکہ ممکن نہیں ہوتی۔ اس لئے مسلمانوں کو بھی اپنی عظمت رفتہ اور شوکت گذشتہ سے واقف رہنا بہت ضروری ہے۔ آج مسلمان تاریخ کے ایک نازک مرحلہ سے گذر رہے ہیں اور پوری دنیا اس وقت ان کی حرکت و عمل پر گہری نظر رکھی ہوئی ہے۔ اگر آج کا مسلمان تاریخ داں نہیں ہے تو تاریخ ساز بھی نہ ہو سکے گا۔ اس لئے اپنی تاریخ سے واقفیت خصوصاً اس دور میں مسلمان نوجوانوں کے لئے بڑی اہمیت کی چیز ہے۔ مگر چونکہ اس وقت ہمتیں پست ہو گئی ہیں اور طبائع و تقاضے بدل چکے ہیں اس لئے ماہرین تعلیم کے نزدیک ہر فن کو سہل مختصر کر کے پیش کرنا بھی ضروری ہو گیا ہے۔

جناب پی حسین خاں صاحب گذشتہ پچاس برسوں سے پیشہ تدریس سے وابستہ اور طلبہ کے بدلتے ہوئے احوال و رجحانات کے دانستہ ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس میدان میں خاصے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ زیر نظر کتاب "مختصر تاریخ عالم اسلام" ان ہی کی ایک سنہری ... ہے۔ حق تعالیٰ موصوف کی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے اور اسکے نفع کو عام فرمائے۔

(محمد عبدالقوی)

مولانا محمد عبدالقوی

۴/ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

۲۶/ اکتوبر ۱۹۹۸ء

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی: صدر مدرس دار العلوم سبیل السلام، بارکس، حیدر آباد
نائب قاضی شریعت آندھرا پردیش، رکن تاسیسی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ۔
سرپرست عائشہ نسوان۔ حیدر اباد (اے۔پی)

کہا جاتا ہے کہ تاریخ قوموں کا حافظہ ہے، قومیں اپنی ماضی کی تاریخ سے روشنی حاصل کرتی ہیں اور اسی روشنی میں اپنے مستقبل کا سفر طے کرتی ہیں۔ تاریخ سے قوموں کو آگے بڑھنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ مسلمان دنیا کی ان حوصلہ مند قوموں میں ہیں جن کی تاریخ ورق ورق روشنی کا مصداق ہے، لیکن بد قسمتی سے مسلمانوں نے خود اپنی تاریخ کو پڑھنا چھوڑ دیا، اس نے مسلمانوں کو احساس کمتری میں مبتلا کر دیا ہے، اور یہ ایسا نفسیاتی مرض ہے جو کسی قوم کے لئے سم قاتل سے کم نہیں۔

ہرچند کہ عربی زبان کے علاوہ اردو زبان میں بھی اسلامی تاریخ کے موضوع پر متعدد کتابیں موجود ہیں۔ لیکن یہ کتابیں طویل اور مفصل ہیں، آج کل مطالعہ کا ذوق جس درجہ روبہ انحطاط ہے، وہ ظاہر ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر نوجوان ان کتابوں کے مطالعہ سے محروم ہیں۔ اس لئے اس موضوع پر ایک ایسی مختصر کتاب کی ضرورت تھی جو عالم اسلام کی تاریخ پر حاوی ہو، کم وقت میں اس کا مطالعہ ممکن ہو، اور درس گاہوں میں داخل نصاب کرنا بھی دشوار نہ ہو، اسی پس منظر میں جناب پی حسین خاں صاحب جو کہنہ مشق اور تجربہ کار مدرس ہیں اور اپنی پیشہ ورانہ صلاحیت پر صدر جمہوریہ ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں، نے یہ بقامت کہتر بہ قیمت بہتر کتاب مرتب کی ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب ایک اہم خلا کو پر کرے گی۔ اور اساتذہ و طلبہ اور اہل ذوق و نظر اس سے نفع اٹھائیں گے، و باللہ التوفیق وھو المستعان۔

۲/ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ — مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر تاریخ عالمِ اسلام

باب اوّل

قبل از اسلام عرب کی حالت

ملک عرب کے کل قبائل دراصل تین خاندانوں کی شاخیں ہیں:

(۱) بنی قحطان (۲) بنی عدنان (۳) بنی قضاعہ

یہ تمام قبائل بت پرست تھے اور ہر قبیلہ کا بت جدا، دیوتا جدا تھا۔ انہیں ارواح خبیثہ پر کلی اعتماد تھا۔ یہ لوگ فرشتوں کو خداؤں کی بیٹیاں گردانتے تھے۔ قمار بازی اور شراب خواری کثرت سے تھی۔ باپ کا بیٹی سے اور بیٹے کا اپنی ماں سے ناجائز تعلق کا رکھنا معیوب نہ تھا۔ لڑکیوں کا پیدا ہونا معیوب سمجھا جاتا تھا اور کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو اسے زندہ درگور کر دیتے تھے۔ بدکاری اور زناکاری پر فخر کیا جاتا تھا۔

عرب کے کل قبائل میں قبیلۂ اہل قریش خانۂ کعبہ کے مجاور اور مکۂ معظمہ کے منتظم تھے (۱) ہاشم (۲) امیہ (۳) نوفل (۴) عبدالدار (۵) اسد (۶) تیم (۷) مخزوم (۸) عدے (۹) جمح (۱۰) سہم، یہ قریش کے زیادہ مشہور کنبے تھے۔

عرب کے لوگ زیادہ تر گوشت، دہی، گھی، دودھ، کھجور، اون، چمڑا، ایندھن وغیرہ ہر وقت استعمال کرتے رہتے تھے۔ لوٹ مار اور رہزنی ان کا پیشہ تھا۔ معمولی سی بات پر جنگ چھڑ جاتی تھی۔ اس سلسلہ کی ایک جنگ، جنگ بسوس کے نام سے مشہور ہے جو ۴۹۴ء سے ۵۳۴ء تک ہوتی رہی۔ جسمیں ستر (۷۰) ہزار جانیں تلف ہوئیں۔ جنگ داحس بھی عرب کی مشہور جنگ ہے جو ۵۶۸ء سے ۶۳۱ء

تک ہوتی رہی ۔ سال میں ایک مرتبہ بازار لگتا تھا جس کو بازار عکاظ کہتے ہیں ۔

عرب میں اس وقت ہمہ قسم کی برائیاں پیدا ہو چکی تھیں ۔ بندے اپنے معبود سے بالکل غافل ہو گئے تھے ۔ ایسے بدترین زمانے میں خدا نے اپنے برگزیدہ بندے کو مکے میں پیدا کرنا چاہا ۔ خدا کا پہلا گھر کعبہ شریف اسی شہر میں تھا اور جس کی مجاوری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے خاندان کنانہ اور کنانہ سے قریش قریش سے ہاشم اور ہاشم سے عبدالمطلب یعنی ہاشمی خاندان وراثتاً پہنچی تھی ۔

عبدالمطلب بہ اعتبار نسبی تمام قوم میں ممتاز بزرگ سمجھے جاتے تھے ، آپ کی اولاد ابولہب ، ابو طالب ، حمزہ ، عباس ، زبیر ، عبداللہ ، ان کے علاوہ اور سات لڑکے تھے ۔ علاوہ ازیں برہ ، امیمہ ، اروی ، عاتکہ ، صفیہ ، ام الحکیم کا نام بیضا ہے ۔ یہ چھ بیٹیاں بھی تھیں ۔ یہ اولاد عبدالمطلب کی مختلف بیویوں کے بطن سے تھیں ۔ البتہ ، عبداللہ ، زبیر ، ابو طالب ، امیمہ ، اروا ، آپس میں حقیقی بھائی بہن تھے ، جن کی والدہ کا نام فاطمہ تھا ۔

عبدالمطلب کے تمام بیٹوں میں عبداللہ اپنی صورت اور سیرت کے باعث مکہ بھر میں مشہور تھے ۔ ۵۴۵ء میں پیدا ہوئے ۔ اس طرح وہب بن مناف کی لڑکی آمنہ اپنی ذہانت ، شرافت وغیرہ کے لحاظ سے تمام شریف خاندانوں میں ممتاز تھیں ۔ بزرگوں کی نظر انتخاب سے یہ جوڑا میاں بیوی کی شکل میں منسلک ہو گیا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ نے عبدالمطلب کی اجازت سے ملک شام کا سفر اختیار کیا اور اسی سفر ۵۷۰ء میں اس دار فانی سے عالم بقاء کی راہ لی ۔

حضورؐ کی ولادت

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴۰ جلوس کسریٰ نوشیرواں) ۱۲ / ربیع الاول مطابق ۲۲ / اپریل ۵۷۱ھ مطابق ۲۵ / بیساکھ سمت ۶۲۲ / بکرمی بروز دوشنبہ

بعداز صبح صادق طلوع آفتاب سے پیشتر مکہ معظمہ میں حضرت آمنہ کے بطن سے ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے اور آپؐ کے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت موجود تھی ۔ حجاز میں اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں ۔ یہ وہی سال تھا جس میں ابرہہ نے خانہء کعبہ پر ہاتھیوں سے حملہ کیا تھا، لیکن خدا نے اس کو تباہ کیا ۔ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پچاس روز پیشتر کا ہے ۔ سورہء فیل میں اس کا مفصل ذکر ہے ۔

عہد طفولیت : آپؐ کی پیدائش سے قبل ہی آپؐ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا ۔ آپؐ کی پیدائش کے وقت آپؐ کے دادا عبدالمطلب خانہء کعبہ کے متولی تھے ۔ یہ خبر سنتے ہی گھر آئے آپؐ کو خانہء کعبہ لے گئے دعا مانگی اور واپس لائے ۔ ساتویں دن عقیقہ کیا اور تمام قریش کی دعوت دی اور آپؐ کا نام محمدؐ رکھا ۔ پہلے آپؐ کی والدہ نے دودھ پلایا پھر ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے پھر حلیمہ سعدیہ اس دولت سے مشرف ہوئیں اور پورے پانچ سال اس فصیح اللسان قبیلہ میں پرورش پائی ۔

۵۷۶ء میں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال کی تھی جیحون کی گھاٹی کے قریب مقام ابوا میں بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا ۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے آپؐ کی تربیت کی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب آٹھ سال کی ہوئی تو عبدالمطلب نے ۵۷۸ء میں آپؐ کو آپ کے چچا ابو طالب کے سپرد کرکے پرورش کی تاکید کرتے ہوئے داغ مفارقت دے گئے ۔

جب آپؐ کی عمر دس سال کی ہوئی تو اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ تجارت کی غرض سے ۵۸۲ء میں ملک شام کا سفر اختیار کیا ۔ لیکن اثناء راہ میں بحیرا راہب سے ملاقات ہونے کے بعد بصریٰ سے مکہ واپس لوٹے ۔ یہاں پر پانچ سال رہے ۔ ۵۸۶ء کو جب کہ آپؐ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو ابو طالب کی سفارش سے مکے کی ایک معزز اور مالدار خاتون خدیجہؓ نے ہمارے رسولؐ کو اپنی ملازمت میں لے لیا ۔ آپؐ خدیجہؓ کا

سامان لے کر قافلے کے ہمراہ تجارت کے لئے گئے۔ اس سفر میں آپؐ کو زیادہ منافع ملا۔ سفر سے لوٹنے کے بعد میسرہ نے آپؐ کی ایمانداری، کاروبار میں ہوشیاری، صداقت، ہر ایک ساتھ ہمدردی اور محبت و انسانیت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ان تمام واقعات سے بی بی خدیجہؓ کو یہ یقین ہو گیا کہ آپؐ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں چنانچہ بی بی خدیجہؓ نے نکاح کی خواہش ظاہر کی اور ابو طالب کی اجازت سے منظور ہوئی۔ ابو طالب نے ۵۹۵ء میں بہ عوض پانسو طلائی درہم نکاح پڑھایا۔ لیکن ابن ہشام نے ۲۰ جوان اونٹنیاں لکھی ہیں۔

[سیرۃ ابن ہشام جلد ا ص ۹۰-۱۸۹، فقہ السیرۃ ص ۵۹، تلقیح الفہوم ص ۷۔]

۶۰۹ء چالیس سال کی عمر میں چوبیس یا ستائیسویں رمضان المبارک لیلۃ القدر میں جب آپ غار حرا میں مشغول عبادت تھے خدا کا فرشتہ جبرئیلؑ آپ کے پاس پیغام حق لایا اور کہا پڑھ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر فرشتے نے آپؐ کو سینے سے لگا کر بھینچا یہاں تک کہ آپ بے حال ہو گئے۔ تین دفعہ ایسا ہی کیا۔ اس وقت سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں۔

تبلیغِ اسلام

۶۱۰ء سے آپؐ نے تبلیغ اسلام شروع کی۔ سب سے پیشتر عورتوں میں حضرت خدیجہؓ آپؐ پر ایمان لائیں۔ مردوں میں حضرت ابو بکرؓ، بچوں میں حضرت علیؓ اس کے بعد دیگر اصحاب حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ ۶۱۳ء کے آغاز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے عذاب سے ڈرانے کا حکم ہوا تو آپؐ نے فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر صفا کے میدان میں لوگوں کو جمع کر کے پہلا خطاب فرمایا۔

پہلے پہل جو مسلمان ہوئے ان کو دشمنوں کی جانب سے دردناک عذاب دیا جاتا تھا۔ نو مسلموں میں سے حضرت عمارؓ، یاسرؓ، سمیہؓ، مصعبؓ وغیرہ کو قسم قسم کی

سزائیں دی جاتی تھیں۔ چنانچہ حضرت سمیہؓ اور یاسرؓ تو دشمنوں کے عذاب سے شہید ہوئے لیکن اسلام سے منہ نہ پھیرا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جان نثاروں پر سختیاں دیکھ کر بے کس مسلمانوں کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا، وہاں کا بادشاہ نجاشی کہلاتا تھا، اگرچہ کہ عیسائی تھا لیکن منصف مزاج اور نیک دل بادشاہ تھا۔ ۶۱۴ء میں پہلے گیارہ مرد اور چار عورتیں اور ان کے بعد تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ (۱۸) عورتوں نے مکے سے حبشہ کی طرف ہجرت کی، دشمنوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو مسلمانوں کے پیچھے ایک جماعت ستانے کے لیے گئی۔ لیکن احصمہ نے جس کو عرب نجاشی کہا کرتے تھے حضرت جعفرؓ کی تقریر سن کر سفیرانِ مکہ کو اپنے دربار سے نکلوایا۔ کچھ روز بعد یہ بادشاہ بھی مسلمان ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں اس کی وفات پر نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی۔

قریش مکہ نے حضورؐ کو تبلیغ اسلام سے باز رکھنے کے لیے دولت و حشمت، حکومت اور عیش کے لالچ دئے تو سردار دوعالمؐ نے ان تمام کو ٹھکرا کر فرمایا کہ بس میں چاہتا ہوں کہ تم سیدھے راستے پر آجاؤ۔

نبوت کے چھٹے سال آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ بھی آپ پر ایمان لے آئے۔ اب تک چھپ چھپ کر گھروں میں عبادت کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے مسلمان ہوتے ہی حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ ننگی تلواریں لئے ہوئے کعبہ شریف میں خدا کی عبادت کرنے چلے (اسی وجہ سے حضرت عمرؓ کا لقب فاروق مشہور ہوا)۔ مسٹر ہربرٹ اور سر ولیم میور نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ "حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے اسلام کو تقویت پہنچی۔"

۶۱۶ھ میں عہدِ رسالت کے ساتویں سال دشمنانِ اسلام نے بنی ہاشم سے تین سال کے لئے قطع تعلق کر دیا۔ مجبوراً خاندانِ ہاشم پہاڑ کی ایک گھاٹی میں محصور ہوگئے، وہ گھاٹی اب تک شعب ابو طالب کے نام سے مشہور ہے۔ تین سال

تک مصیبتیں جھیلنے کے بعد اس گھاٹی سے باہر نکلے ، اس کے بعد آپؐ نے پہلے سے زیادہ تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مربی ابو طالب کے چند ہی روز بعد اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ آپ جہاں کہیں وعظ فرماتے تو ابولہب ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا، مکے میں تبلیغ کا کام کرنا محال ہو گیا تو آپؐ زید بن حارثہ کے ساتھ شہر طائف گئے۔ وہاں کے لوگوں نے بھی آپؐ کو بہت ستایا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے کا رخ کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۲۷/ رجب ۱۱ نبوت کو معراج ہوئی اور اسی رات سے پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مکے میں کسی کے اسلام لانے کی توقع باقی نہ رہی تو آپؐ نے مسلمانوں کو مکہ چھوڑ کر مدینہ جانے کا حکم دیا۔ اجازت پاتے ہی ایک ایک دو دو مسلمان چھپ چھپ کر مدینہ جانے لگے۔ نبوت کے تیرھویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کو بھی مدینہ جانے کا حکم دیا۔

رسول اللہؐ کی ہجرت

مشرکین کی بندش کے باوجود سینکڑوں خاندان مکہ شریف سے یثرب (مدینہ) جانے لگے تو اہلِ مکہ کو طیش آیا۔ اس لئے تمام مشرکین دار الندوہ میں جمع ہوئے اور یہ تجویز کی کہ حضورؐ کو قتل کر دیا جائے (نعوذ باللہ من ذالک)۔ چنانچہ ۲۷/ صفر ۱۳ھ م ۶۲۲ء نبوت کی شب کو کفار قریش نے کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سونے کے لئے فرمایا اور چند امانتیں بھی سپرد کیں۔ آپؐ چپکے سے سورۂ یٰسٓ پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے اور حضرت ابو بکرؓ کے مکان پر آئے۔ دونوں اسی وقت شہر مکہ سے غار ثور کی طرف نکلے۔ آپؐ کے چلے جانے کا واقعہ مشرکین کو جب معلوم ہوا تو حضرت علیؓ کو حراست میں لے لیا اور بعد میں چھوڑ دیا گیا۔ آخر مجبور ہو کر اعلان کیا کہ جو کوئی حضرت محمدؐ کو زندہ یا سر کاٹ کر لائے گا اسے سو اونٹ انعام دئے جائیں گے۔ آپؐ غار ثور سے نکلتے ہی

روزِ اول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے کا گزر ام معبد کے خیمے پر ہوا۔ وہاں آپؐ نے ایک کمزور بکری کا دودھ، دودھ کر دوسروں کو پلایا اور خود بھی پی کر آگے روانہ ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے تو بریدہ بن الحصیب انعام حاصل کرنے کے لالچ میں آئے مگر مسلمان ہوگئے۔

نبوت کے تیرھویں سال ۱۱/ ربیع الاول مطابق ۲۲/ ستمبر ۶۲۲ء دوشنبہ کے روز قبا پہنچے۔ وہاں ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا وہ اب بھی مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ اسلام میں سب سے پہلی مسجد عمارؓ کی بنائی ہوئی ہے اور سب سے پہلی شہادت ان کی والدہ سمیہؓ کی ہے۔ چار روز کے قیام کے بعد آپؐ مدینہ پہنچے اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں ٹھہرے۔

۱ھ م ۶۲۲ء کے مختصر واقعات: ہجرت کے پہلے سال مسجدِ نبویؐ کی تعمیر ہوئی۔ مکے میں رہنے تک فرض نماز دو ہی رکعتیں تھیں مدینہ آنے کے بعد بقیہ رکعتوں کی تکمیل ہوئی۔

۲ھ م ۶۲۳ء کے اہم واقعات: رمضان المبارک دو ہجری میں غزوۂ بدر واقع ہوا جس میں تین سو تیرہ مسلمان تھے، ان میں ستر مہاجر اور بقیہ انصار، اسی سال ذی الحجہ میں غزوۂ سویق واقع ہوا اور اسی سال پندرہ رجب کو تحویل قبلہ کا حکم ہوا۔ اس کے پندرہ روز بعد رمضان کے روزے فرض ہوئے اور صدقۂ فطر اور عید کی نماز واجب قرار دی گئی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو عید کا دن مقرر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی شوال کو تمام صحابہؓ کے ساتھ میدان میں نمازِ عید پڑھی۔ اسی سن میں حضرت عمرؓ کی تجویز کو پسند کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان مقرر کی اور حضرت بلالؓ نے سب سے پہلے اذان دی [الرحیق المختوم ص ۶۳۴]۔ اور نماز باجماعت کی ابتداء ہوئی۔ حضرت علیؓ کا نکاح بی بی فاطمہؓ سے اسی سال ہوا۔ چالیس دینار مہر باندھا گیا۔

۳ھ م ۶۲۴ء کے واقعات: ۳/ ہجری ۷/ شوال کو غزوۂ احد ہوا۔ جس میں

سات سو مسلمانوں کے مقابلے میں تین ہزار مشرکین تھے۔ اسی سال اسی سن میں غزوۂ حمراء الاسد ہوا۔ سریہ رجیع اسی سال ہوا اور مقتولان بے گناہ کے لئے قتل ہونے سے پیشتر دو رکعت سنت نماز اسی سریہ سے قائم کر دی گئی۔ غزوۂ بدر ثانی اسی سال شعبان میں ہوا اور اس غزوہ سے واپسی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابتؓ کو کتابت سیکھنے کا حکم دیا۔ اسی سال ماہِ رمضان المبارک میں حضرت امام حسنؓ کی ولادت ہوئی۔

۴ھ م ۶۲۵ء کے مختصر واقعات: چار ہجری ماہِ شعبان، امام حسینؓ پیدا ہوئے اسی سال شراب حرام ہوئی، غزوۂ بنی قینقاع اسی سال ہوا۔ اسی سال آپؐ نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا۔

۵ھ م ۶۲۶ء کے اہم واقعات: اس سال غزوۂ خندق کا اہم واقعہ پیش آیا۔ اس کے چند روز بعد ہی غزوۂ بنی قریظہ ہوا۔ اسی غزوہ کے بعد ازواجِ مطہرات کے لئے غیر مردوں کے روبرو آنا قطعاً ممنوع ہو گیا اور عورتوں کے لئے گوشہ لازمی قرار دیا گیا۔ اسی سال زنا کی سزا سو درے مقرر کی گئی اور زنا کی تہمت لگانے والے شخص کے لئے بھی اسی درے مقرر ہوئے۔ اسی سال تیمم اور صلواۃ الخوف کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال ایک آیت کے نازل ہونے پر متبنیٰ کو حقوق وراثت سے محروم کر دیا گیا۔ چنانچہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسم بد کو مٹانے کے لئے اپنے آزاد کردہ غلام و متبنیٰ زید کی مطلقہ بیوی حضرت زینبؓ سے نکاح کر لیا۔

۶ھ م ۶۲۷ء کے مختصر واقعات: ہجرت کے چھٹے سال غزوہ بنی لحیان اور غزوۂ بنی مطلق ہوا۔ صلح حدیبیہ بھی اسی سال واقعہ ہوا۔ اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دی تھی۔

اقطاعِ عالم میں تبلیغ اسلام

صلح حدیبیہ کے بعد سرکارِ دو عالمؐ کو کفار کی جانب سے کسی قدر اطمینان

حاصل ہوا۔ تو آپؐ نے اقطاعِ عالم میں تبلیغی وفود کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے روانہ فرمایا اور مختلف بادشاہوں کو مشرف بہ اسلام ہونے کی دعوت دی۔ چنانچہ شاہ حبش، نجاشی، قیصر روم ہرقل، شہنشاہ ایران مقوقس، عزیز مصر، شاہ بحرین، شاہ عمان، شاہ یمامہ، شاہ یمن، حارث غسانی، شرجیل بن عمرو والئ بصرہ اور دیگر امرائے سلطنت کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ کئے۔ یہ خدمت حضرت وحیہ کلبیؓ عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ، عمرو بن امیہؓ ضمری، سلیط بن عمرو، شجاع بن وہب اور حارث بن عمیر کے سپرد ہوئی۔ شاہ حبش، شاہ عمان، سلیط بن عمرو، شجاع بن وہب اور حارث بن عمیر کے سپرد ہوئی۔ بادشاہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا، لیکن حکومت کی طمع میں علی الاعلان اسلام قبول نہیں کیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی روم کے بادشاہ قیصر کے نام پہنچا تو قیصر نے ابوسفیان کو جو اس زمانے میں بغرض تجارت وہیں تھے۔ اس وقت تک اگرچہ کافر تھے بلوایا اور ان سے کہا کہ تمھارے یہاں جو شخص ظاہر ہوا ہے وہ کون ہے؟ کیا ہے! ذرا مجھے بتاؤ؟

ابو سفیان نے کہا جوان آدمی ہے! قیصر بولا اس کا حسب نسب کیا ہے؟ ابوسفیان نے کہا اس کا نسب ایسا اعلیٰ ہے کہ ہم میں سے کسی کا بھی نہیں ہے۔ یہ بھی نبوت کی ایک نشانی ہے اور پوچھا سچ بولنے میں کیسے ہیں؟ ابوسفیان نے کہا اتنے سچے کہ آج تک جھوٹ بولا ہی نہیں۔ یہ نبوت کی دوسری نشانی ہے۔ قیصر نے کہا! جو شخص ان کے دین میں داخل ہوگیا کیا پھر وہ تمھارے دین میں آتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا ایسا کبھی نہیں ہوا۔ قیصر نے کہا یہ بھی نبوت کی نشانی ہے اور جب وہ اور ان کے ساتھی کسی سے جنگ کرتے ہیں تو پسپا ہوجاتے ہیں؟ ابوسفیان نے کہا کبھی یہ دشمن کو شکست دیتے ہیں اور کبھی خود ہار جاتے ہیں۔ قیصر نے کہا یہ بھی نبی ہونے کی ایک نشانی ہے۔ اس کے بعد حضرت وحیہ کلبیؓ کو بلاکر کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دینا میں خوب واقف ہوں کہ آپؐ اللہ کے نبی

ہیں، مگر میں سلطنت چھوڑنا نہیں چاہتا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب اور عادات و اطوار سے مکے کے لوگ بخوبی واقف تھے۔ صداقت و امانت، شرافت و دیانت ہر ایک پر روشن تھا۔ ابو سفیان نے ہرقل کے سوالات کے جواب میں جو کچھ کہا تھا اور مغیرہ بن شعبہؓ نے فارس کے نائب کو جو جواب دیا تھا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار مکہ بھی رسول پاکؐ کی صداقت، امانت و دیانت، کنبہ پروری، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خوب واقف تھے۔

الغرض اقطاعِ عالم کے تمام بادشاہوں اور امراؤں نے پہلے ہی پیغام پر سرورِ دو عالمؐ کے سامنے اپنی گردنیں جھکادی تھیں جس کے نتیجے میں اسلام جزیرہ نمائے عرب کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی بہت سرعت سے پھیلنے لگا اور اسلام میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہونے لگی۔ یہ اسلام کا وہ معجزہ تھا جس کے سامنے سب کے سب اپنی گردنیں جھکا دیتے تھے۔

۷ھ م ۶۲۸ء کے اہم واقعات: اس سال غزوۂ خیبر کا واقعہ پیش آیا اور متعہ بھی اسی غزوہ میں حرام ہوا، اور پنجہ دار پرند، جانور، درندے، گدھا اور خچر کھانا حرام کیا گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی غزوہ میں حضرت عائشہؓ کی چادر سے تین جھنڈے بنوا کر دئے۔ ایک حبابؓ بن منذر کو، دوسرا سعد بن عبادہؓ اور تیسرا علم نبویؐ فاتح خیبر حضرت علیؓ کو مرحمت ہوا۔ فوجی جھنڈے کی یہ پہلی ایجاد ہے۔ اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے ساتھ خانۂ کعبہ کا حج ادا کیا۔ یہ پہلا حج تھا۔

۸ھ م ۶۲۹ء کے مختصر واقعات: اس سال سریہ موتہ واقع ہوا۔ غزوۂ حنین بھی اسی سال ہوا۔ اسی سال ۲۰/ رمضان المبارک کو فتح مکہ ہوا۔ فتح مکہ کے بعد ہر جگہ دینِ الٰہی کا تسلط ہو گیا اور قرآن کی حکومت قائم ہو گئی۔

۹ھ م ۶۳۰ء کے اہم واقعات: ہجرت کے نویں سال غزوۂ تبوک ہوا جس کے

لئے تیس ہزار بہادران اسلام کا لشکر لے کر آپ مدینے سے نکلے۔ مقام تبوک میں قیام فرمایا اور فتح پائی۔ اسی غزوہ کے بعد مسجد ضرار جلادی گئی۔

[سیرت مغلطائی۔ تاریخ ابن خلدون جلد ار قسط ا ص ۱۸۹۔]

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا۔ اسی لڑائی کے لئے حضرت ابو بکرؓ نے اپنا تمام اثاثہ لے آئے۔ اسی سال مسلمانوں کے لئے زکواۃ کا حکم نازل ہوا۔ اور تحصیل زکواۃ کے لئے عمال مقرر ہوئے اور اسی سال سود کو حرام قرار دیا گیا۔ حج بھی اسی سال فرض ہوا اور مسلمانوں کے زیر اہتمام حج ہوا۔ اسی سال قرآن مجید کی چند آیتیں نازل ہوئیں جن میں یہ حکم تھا کہ مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اس طرح نویں ہجری کا حج مشرکین کے لئے آخری حج تھا۔ [الرحیق المختوم ص ۶۸۳]

۱۰ھ م ۶۳۱ء کے مختصر واقعات: دسویں ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حج ادا کیا وہ آپؐ کا آخری حج تھا۔ اس حج میں آپ کے ہمراہ ایک لاکھ پچیس ہزار آدمی تھے۔ اس حج میں چونکہ امت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری کلمات و دیگر تعلیمات حج سے نوازا تھا اس لیے اس حج کا نام حجتہ الوداع بھی ہے۔

۱۱ھ م ۶۳۲ء کے مختصر حالات: ۱۲/ ربیع الاول بروز دوشنبہ مطابق ۱۱/ جون بوقت چاشت آفتاب رسالت غروب ہو گیا۔ [الرحیق المختوم۔ ص ۷۳۴] انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت آپؐ کی عمر مبارک ۶۳ سال ۵ یوم تھی۔ آپؐ کو حجرۂ عائشہ صدیقہؓ میں جس جگہ کہ حضور پر نور صلعم کا بچھونا تھا بغلی قبر کھودی۔ اہتمام تجہیز و تکفین کے بعد آپؐ کی وصیت کے مطابق تھوڑی دیر جنازہ تنہا چھوڑ دیا گیا پھر اس کے بعد مرد و زن بوڑھے اور بچے گروہ کے گروہ آکر بلا امام نماز جنازہ پڑھی۔ نماز جنازہ سے فراغت ہونے کے بعد کونین کی یہ دولت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ کی پاک و مطہر زمین کے سپرد کی گئی۔

کارنامہ ہائے زندگی

آپؐ کی حیاتِ مقدسہ کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ آپؐ نے ایک قلیل وقفہ ہی کے اندر عرب کے صحرا نشینوں کو بہیمیت کے فرش سے اٹھا کر انسانیت و ملوکیت کے عرش پر فائز کر دیا۔ جس پوری کی پوری قوم میں صرف سترہ اشخاص ایسے تھے جو معمولی نوشت و خواند کا ملکہ رکھتے تھے۔ اس قوم کی قوم کو علماء و فضلاء کی جماعت بنا دیا۔ جو قوم معائب و مثالبِ اخلاق میں لتھڑی ہوئی تھی وہ آپؐ کی سعی سے قدسیوں کی جماعت بن گئی۔ جو شرک و کفر کی آلودگیوں میں لتھڑے ہوئے تھے انھیں پختہ کار موحد بنا دیا۔ جہاں صدیوں سے آئین و قانون کی حکومت نہ تھی باضابطہ حکوت قائم ہوئی۔ جس نے نشو و نما حاصل کر کے روم و ایران کے دفتر الٹ دئے۔ جن کے اندر قبائلی جنگ اور قصاص و انتقام کا ایک طوفان برپا رہتا تھا انھیں نہایت پرامن بنا دیا۔ مساوات کا یہ عالم ہوا کہ امارت و عسرت تو ایک طرف شاہ و گدا، آقا و غلام کی تمیز بھی معدوم ہو گئی۔ جہاں ہزاروں سال سے ایک درسگاہ کا تصور بھی قائم نہ ہوا تھا وہاں چپہ چپہ پر درس گاہیں قائم ہو گئیں۔ اور خاص مدینہء منورہ کے اندر ایک مہتم بالشان یونیورسٹی صفہ کے نام سے قائم ہو گئی۔ جہاں عورتوں کو سوسائٹی میں کوئی حیثیت حاصل نہ تھی وہاں ان کے حقوق بالکل مردوں کے برابر ہو گئے اور وراثت میں بھی شریک قرار پا گئیں۔ غلاموں کو غلام کہنا بھی جرم ہو گیا۔ وہ گھر کے ایک رکن کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگے۔ یا تو یہ حالت تھی کہ مکے میں بھی اسلام کی آواز کوئی سننے والا نہ تھا۔ یا یہ عالم ہوا کہ آپؐ کی زندگی ہی میں تمام عرب پر اسلامی پھریرا لہرانے لگا اور ایک صدی بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ عرب تمام دنیا پر چھا گئے۔

اصلاحات و تعلیمات رسولؐ

جب عرب پر اسلام کا پورا تسلط ہو گیا اور تمام معاند و مخالف عناصر اسلام میں جذب ہو کر رہ گئے تو آپؐ نے امن و امان، انتظام اور اصلاح و استحکام کی طرف

تو جہالت مرکوز و مبذول کیں ۔ سلب و نہب، قتل و غارت گری، رہزنی و دزدی، قمار بازی و ازلام، فواحش و زنا، شراب و کباب، بداخلاقی و بدوضعی، جہالت و بے علمی، اور شرک و بت پرستی کا کلی استیصال کیا ۔ نسلی امتیازات کو مٹایا، انتقام و قبائلی منفرت کا خاتمہ کیا اور اعلان کیا کہ تمام لوگ انسانی حیثیت سے باہم بھائی بھائی ہیں ۔ کسی کو کسی پر رنگ و نسل و دولت کی بناء پر کوئی فوقیت نہیں ۔ شریف وہ ہے جس کے اعمال شریف ہوں آپؐ تمام مسلمانوں کو وعدہ پورا کرنے، ہرحالت میں سچ بولنے، غیبت و بد گوئی سے بچنے، معاصی و مناہی سے دور رہنے اور ظلم و ناانصافی سے احتراز برتنے کی تاکید کی ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خواہ مقابلے پر اپنے عزیز و اقارب ہی کیوں نہ ہو مگر انصاف کی کہو ۔ خطرناک سے خطرناک موقع پر بھی حق گوئی کا دامن نہ چھوڑو ۔ حیثیت سے زیادہ ایک کوڑی بھی خرچ نہ کرو ۔ اور بے جا خرچ کرنے کا خیال دل میں نہ لاؤ ۔ پانچ وقت جماعت سے نماز پڑھو ۔ سال میں ایک مہینہ روزے رکھو اور سال بھر میں جو کھاپی کر بچے اس میں سے ڈھائی فیصدی زکواۃ نکالو ۔ غرباء کی اعانت و دلجوئی کرتے رہو ۔ بڑوں کا ادب کرو، چھوٹوں پر شفقت سے پیش آؤ، کسی کا احسان مت بھولو ۔ خود غرض نہ بنو اور غرور مت کرو ۔ مسلمان اس کو بتایا جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے ۔ علم کو فرض قرار دیا ۔ دولت کو قیام حیات کا باعث بتایا اور سمجھایا کہ کھاؤ پیو مگر اللہ کے حکم کی نافرمانی نہ کرو ۔ یہ وہ تعلیمات تھیں جنھوں نے صدیوں کے جاہلوں اور بگڑے ہوئے لوگوں کو قدسیوں کی جماعت بنادیا اور فرشتوں سے بڑھا دیا ۔

ملکی نظم و نسق

ملک عرب کے اندر کسی منتظم سلطنت کے تصور سے بھی ناآشنا ہو چکے تھے، مگر چونکہ یہ سب سے بڑی اللہ کی نعمت ہے، اللہ نے مسلمانوں سے پہلے ہی وعدہ

فرمالیا تھا کہ اگر تم ایمان اور شریفانہ عمل پر قائم رہے اور پختہ کار مسلمان بن گئے تو ہم تمھیں دنیا میں اپنی خلافت عطا کریں گے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں حقیقی فرمانروائی اسی کی ہے اور یہاں جو فرمانروا ہیں۔ وہ گویا اس کے نائب و خلیفہ ہیں اور ان کا فرض تو صرف یہ ہے کہ وہ اللہ کے قانون کو نافذ کرے اور اس کی مطابقت میں ہی اس کی حکومت ہو۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی فرمانروائی ایسی ہی فرمانروائی تھی۔ جب اللہ کا وعدہ پورا ہو گیا اور عرب میں سب سے پہلے اسلامی فرمانروائی قائم ہوئی تو اس کے نظم ونسق کے لئے سیاسی اہتمامات بھی ضروری تھے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی میسر شدہ قلیل فرصت میں اس کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائی، فتح مکہ چونکہ اسلام کی شہنشاہی کا پہلا دن تھا۔ اس لئے آپؐ نے اس کے فوراً بعد ہی محصلین زکواۃ اور مختلف مقبوضہ علاقوں کو صوبوں اور اضلاع میں تقسیم کر کے گورنروں اور کلکٹروں کا تقرر شروع کر دیا۔ عدن، حضرموت، عمان، بحرین، نجد اور حد و دشام کو جداگانہ صوبے قرار دے کر گورنروں اور والیوں کا تقرر کیا۔ حکّام کے تقرر کے وقت آپؐ ان کے اوصاف علمی و سیاسی کا پورا تجربہ اور پوری جانچ کر لیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ضرور دیکھ لیتے تھے کہ ان کی اخلاقی حالت کیا ہے اور وہ خوش اخلاق بھی ہیں۔ ان حکام کے فرائض، انتظام ملک، نزاعات و مقدمات کا فیصلہ، مسلمانوں کو سنن و فرائض کی تعلیم اور اشاعت اسلام تھے۔ گویا انھیں بیک وقت مختلف اور اہم خدمات انجام دینی پڑتی تھیں۔ پھر جس وقت حکومت پر بھیجا جاتا تھا تو خود یہ ہدایات دیا کرتے تھے:

"لوگوں کو بشارت دینا۔ وہشت زدہ نہ کرنا۔ اتفاق قائم رکھنا۔
ہر شخص سے خوش اخلاقی سے پیش آنا۔"

یہی نہیں بلکہ ان کی خدمات و کام کی نگرانی بھی کرتے رہتے، تبادلے بھی کئے جاتے۔ پولیس کے لئے کوئی باضابطہ صیغہ تو قائم نہ ہوا تھا مگر اس کا ایک خاکہ

ضرور پیش کر دیا گیا تھا۔ حضرت قیسؓ بن سعد مدینۂ منورہ میں کوتوالی کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ محکمۂ عدالت تو عہد نبویؐ پوری وسعت و انضباط حاصل کر چکا تھا۔ ملک کے گوشے گوشے میں جج یا قاضی معمور تھے۔ چیف جسٹس گویا آپؐ ہی تھے۔ ابتدائی خاکہ تھا اس لئے ہر کام میں سادگی تھی، اہلِ معاملہ آستانۂ نبویؐ پر حاضر ہو کر استغاثہ کرتے تھے اور آپؐ شہادتیں سن کر حکم دیتے تھے۔

تعلیم عام فرض اور مفت تھی۔ تمام ملک میں معلمین کا تقرر فرما دیا تھا۔

صیغۂ احتساب نہایت اہم صیغہ تھا اور ہر اسلامی سلطنت میں یہ فعالی حیثیت سے قائم رہا۔ قوم کے اخلاق و عادات بلکہ بیع و شرئ اور معاملات داد و ستد تک کی آپؐ خود نگرانی کرتے تھے۔ غلے کا سٹہ کرنے والوں کو آپؐ نے سخت سزائیں دیں۔

مالیات و محاصل کے سلسلے میں آپؐ نے افتادہ زمینوں کو آباد کیا۔ بنجر درست کرائے، جاگیریں تقسیم کیں۔ جلاوطن قبیلوں کو اراضی اور نخلستان بھی بانٹ دئے۔

عہدِ نبویؐ میں اسلام کی کوئی فوج جداگانہ نہ تھی۔ تمام صحابہؓ اکرم سپاہ کی حیثیت رکھتے تھے، سب کے نام ایک رجسٹر میں درج تھے۔

حسب مراتب انھیں تنخواہیں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ عیالدار کو مجرد سے دگنی تنخواہ ملتی تھی۔ اسلحہ خود عطا کرتے تھے۔

صیغۂ کتابت و فرامین میں بھی ایک جداگانہ محکمہ تھا اور منظم صورت اختیار کر چکا تھا۔ اسی میں مسودات لکھے اور صاف کئے جاتے تھے۔ یہیں مجاہدین کا رجسٹر رہتا تھا۔ گورنروں اور والیوں کے نام فرامین بھی یہیں سے لکھے جاتے تھے۔ سلاطینِ عالم کو بھی دعوت نامے یہیں سے لکھے جاتے تھے، کام زیادہ اور وسیع تھا، زود رقم اور خوش خط لکھنے والے جو پورے ذہین اور فہیم بھی ہوں اس خدمت پر معمور کئے جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت زیدؓ اور ان کے بعد امیر معاویہؓ توقیعات و فرامین وغیرہ کی تسوید و تحریر کے کام پر معمور ہوئے تھے۔

رسول اللہؐ کے اقوال

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے دکھ درد میں شریک ہو۔ جو سب سے زیادہ متقی ہے وہ سب سے بڑا آدمی ہے۔ کنجوسی سے برا کوئی مرض نہیں۔ فضول گفتگو سے احتراض کرو۔ صرف اتنی بات کرو جتنی ضروری ہو۔ مصائب و آلام اور راحت و آرام میں اللہ کو یاد کرو۔ سب سے بڑا متقی وہ ہے جو اظہار حق میں سود و زیاں کی فکر نہ کرے۔ جب حکومت ملے تو احسان کرو جب قدرت ہو تو معاف کرو۔ اگر حاکم ہدیہ لے تو یہ بدکاری ہے۔ جج کا رشوت لینا کفر ہے۔ دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کا کہنا بہترین جہاد ہے۔ بہترین کمائی وہ ہے جو اپنے ہاتھ کی ہو۔ علم کی بربادی یہ ہے کہ تم نااہل کو علم ودیعت کرنے کی کوشش کرو۔

ازواج مطہرات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی ۲۵/ سال کی عمر تک تجربہ میں گزارا، پھر اقرباء کے اصرار سے دوسری جانب حضرت خدیجہؓ کی درخواست پر جن کی عمر ڈھل چکی تھی اور جو دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں آپؐ نے عقد کیا۔ پچاس سال کی عمر تک اسی پاکباز بیوی سے اپنی زندگی بسر کی۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ سے جو بیوہ تھیں نکاح کیا۔ بعد ازاں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نکاح کیا۔ آپؐ کے نکاح میں آٹھ بیوائیں آئیں۔

(۱) حضرت سودہؓ (۲) حضرت حفصہؓ (۳) حضرت ام سلمہؓ (۴) حضرت زینبؓ (۵) حضرت ام حبیبہؓ (۶) حضرت جویریہؓ (۷) حضرت صفیہؓ (۸) حضرت میمونہؓ۔

ان کے علاوہ آپؐ کی دو لونڈیاں تھیں۔ قبطیہ ماریہ اور ریحانہ، یہ سب مومنین کی مائیں ہیں۔

رسول اللہؐ کی اولاد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے زینبؓ رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ چار بیٹیاں، ولادت بہ ترتیب ۶۰۰ء، ۶۰۶ء، ۶۰۸ء، ۶۱۵ء اور صاحبزادے حضرت قاسمؓ، طیبؓ، طاہرؓ، عبداللہؓ۔ حضرت ابراہیمؓ ماریہ بنت شمعون سے ہوئے۔ باقی سب اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ البتہ صاحبزادیاں جوان ہو کر بیاہی گئیں۔

رسول اللہؐ کا ترکہ

وفات سے پہلے آپؐ نے فرمایا تھا کہ میرے ورثاء کو میرے ترکے میں روپیہ پیسہ وغیرہ نقدی نہ ملے۔ آپؐ نے ترکے میں چند پرانے کپڑے اور کچھ ہتھیار، ایک سفید خچر اور تھوڑی سی مملوکہ زمین چھوڑی تھی۔ ان چیزوں کی نسبت ہی ارشاد فرمایا کہ انھیں خیرات کر دیا جائے۔ چنانچہ مرض الموت میں آپؐ بستر پر لیٹے ہوئے تھے، خیال آگیا کہ گھر میں کچھ اشرفیاں پڑی ہیں۔ فرمایا انھیں خیرات کر دو۔ یہ زیبا نہیں کہ محمدؐ اپنے خالق کی بارگاہ میں جائے اور اس کے گھر میں اشرفیاں ہوں۔

رسول اللہؐ کے معجزے

لاکھوں صفات ہیں نہاں آپؐ کی پاک ذات میں
قدرت حق ہے آشکار آپؐ کے معجزات میں

(۱) منجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے ایک معجزہ فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا قرآن عظیم ہے (۲) آپؐ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے (۳) تھوڑا سا کھانا بہت سے لوگوں نے کھایا (۴) شق القمر کا معجزہ آپؐ کے ہاتھ سے ظاہر ہوا۔ (۵) پتھروں نے آپؐ کو سلام کیا (۶) غار ثور میں دشمنوں کو

نظر نہیں آئے (۷) سورج واپس آگیا۔ (۸) گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ (۹) درخت نے آکر کلمۂ توحید پڑھا۔ (۱۰) کھجور کے تنے نے رونا شروع کیا۔ (۱۱) مردے نے آپؐ کی نبوت کی گواہی دی۔ (۱۲) مشکیزے سے پانی ابلنا شروع ہوا۔ (۱۳) نابینا بینا ہو گیا۔ (۱۴) معراج کا معجزہ۔ (۱۵) لاٹھی سے روشنی نمودار ہوئی۔

رسول اللہؐ کے اخلاق

آپؐ کی ذات گرامی شرافت انسانی کے جملہ اوصاف و کمالات کی جامع تھی۔ آپؐ میں رقت قلب، زہد و قناعت، حسن خلق، ایفائے عہد، جود و سخا، عدل و انصاف ایثار و قربانی، محبت و مروت، صداقت و امانت، ضبط و حلم، حسن معاملہ، عفو درگزر، مہمان نوازی، سادگی و بے تکلفی، صبر و شکر، شرم و حیا، عزم و استقلال شجاعت و شہادت، گداگری سے نفرت، الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ اوصاف اور جامع کمالات کا مجسم پیکر تھے۔

○ ○ ○

بـــاب دوّم

خلفائے راشدین ۱۱ھ تا ۴۰ھ

خلفائے راشدین کے عہد میں اسلامی مملکت کو بہت کچھ وسعت نصیب ہوئی اور ریاست کے محاصل میں غیر معمولی اضافہ ہوا، مگر ان کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ پیوند لگے کپڑے پہنتے اور انتہائی سادہ کھانا کھاتے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا تمام وقت امور خلافت کی مصروفیت میں گزرتا تھا اس لئے بیت المال سے وظیفہ لیتے تھے، مگر انتقال کے وقت وظیفہ کی یہ رقم بھی واپس فرمادی۔

حضرت عمر فاروقؓ بیت المال سے جو رقم لیتے وہ ایک مزدور کی مزدوری کے برابر تھی، مستند تاریخ بتاتی ہے " **ونزل نفسه بمنزلة الاجیرو وکا حادالمسلمین فی بیت المال** " انہوں (عمرؓ) نے بیت المال سے اپنے لئے اس قدر لیا جس قدر ایک مزدور اور مسلمانوں کے عوام کا حق تھا۔

حضرت عثمانؓ کو اللہ نے مال و دولت بھی عطا فرمایا تھا جس کے سبب آپ کا لقب "غنی" مشہور ہو گیا۔ مگر سادگی و تواضع کا یہ عالم تھا کہ مسجد نبویؐ کے صحن میں کنکریوں کے اوپر سو جاتے۔ بیت المال پر آپ نے اپنے اخراجات کا بار نہیں ڈالا۔

حضرت علیؓ کو تو ساری عمر فقر و فاقہ ہی میں بسر ہوئی اور قوت حیدری کا مدار "نان شعیر" ہی پر رہا، ایک بار بیت المال کی تمام کی تمام رقم عوام میں بانٹ کر بیت المال میں نماز ادا فرمائی تا کہ قیامت کے دن لوگ ان کی بے نفسی اور امانت و دیانت کی گواہی دیں۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ

۱۱ھ م ۶۳۲ء تا ۱۳ھ م ۶۳۴ء

مدت خلافت: ۲/ سال، ۳/ ماہ، ۱۰/ یوم * عمر شریف ۶۳ سال

۱۴/ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو آپ مسجد نبویؐ کے منبر پر بیٹھے تو تمام لوگوں نے آپ سے بیعت کی ۔آپ کا اصلی نام عبدالکعبہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبداللہ کر دیا۔ سب سے پہلے آپ نے واقعہ معراج کی تصدیق کی جس کی وجہ سے آپ کو صدیق کا لقب عطا ہوا۔ ابو بکر کنیت ہے اور یہ زیادہ مشہور ہے۔ ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امیر الحاج بنایا اور بیماری کی حالت میں آپ ہی کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ آپؓ میں رقت قلب اور پختگی عزم نمایاں تھی۔

آپ کے عہد میں ملک عراق، دمشق، معان، قیما، حیرہ، بصرہ اور بکیر وغیرہ فتح ہوئے ۔آپ نے نقلی نبیوں اور مرتدین کا قلع قمع کیا اور اندرونی فتنوں اور بغاوتوں کو دبانے کے علاوہ بیرونی فتوحات کی جانب بھی رخ کیا اور شاندار کامیابیاں حاصل کیں، اور آپ نے حکومت کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ آپ کے عہد میں اپاہج اور نادار ذمیوں کی کفالت کے لئے بیت المال ذمہ دار تھا۔

[کتاب الخراج قاضی ابو یوسف]

آپؓ کا شاندار کارنامہ قرآن مجید کی ترتیب ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کی تجویز پر غور کر کے آپؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کے ذریعے قرآن مجید کے منتشر مضامین کو کتابی صورت دلائی [بخاری جلد ۲/ باب جمع القرآن]۔

آپ روزانہ بیت المال سے پانچ درہم اپنے گزارے کے لئے لیا کرتے تھے۔ وصال کے وقت آپ کے پاس ایک اونٹنی، دودھ کا ایک پیالہ، ایک خادم، ایک اوڑھنا، ایک بچھونا تھا۔ جن کو حضرت عمرؓ کے پاس پہنچایا تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ پر

رحم فرمائے کہ اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔ ۲۲/ جمادی الثانی ۱۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور حجرۂ عائشہ صدیقہؓ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو دفن ہوئے۔

۲۔ حضرت عمر فاروقؓ

۱۳ھ م ۶۳۴ء تا ۲۴ھ م ۶۴۵ء

مدت خلافت: ۱۰/ سال، ۶/ ماہ، ۸/ یوم * عمر شریف ۶۳ سال

۲۲/ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت عمرؓ نہایت ذہین، طباع، مدبّر اور صائب الرائے تھے۔ فصاحت و بلاغت، انشاء و خطابت، شاعری و لسانی، سپہ گری و بہادری وغیرہ اوصاف و کمالات آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔

آپؓ نے اپنے عہد میں بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا، عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے۔ فوجی دفاتر قائم کر کے ہر مسلمان کو اسلامی فوج کا سپاہی بنادیا اور رضاکاروں کی تنخواہیں مقرر کیں اور دفتر مال قائم کیا۔ پیمائش کا طریقہ جاری کیا۔ جیل اور محکمۂ انتظامیہ (POLICE) قائم کیا۔ خفیہ پولیس (C.I.D) مقرر کئے۔ فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ مردم شماری کرائی۔ محکمۂ آبپاشی قائم کیا اور نہریں کھدوائیں۔ ممالک مقبوضہ کو صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبے میں (والی) حاکم صوبہ، کاتب یعنی میر منشی، کاتب دیوان یعنی دفتر خراج کا میر منشی، صاحب الخراج (COLLECTOR)، صاحب اِحداث یعنی افسر پولیس، صاحب بیت المال یعنی افسر خزانہ، قاضی (JUDGE) تھے [طبری ۲۴۷ و ابن خلکان ص ۲۵۲]۔

آپؓ نے شہر آباد کرائے۔ عشور مقرر کئے۔ دریا کی پیداوار مثلاً عنبر وغیرہ، پر محصول لگایا اور محصل مقرر کئے۔ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کا انتظام کرایا ۱۷ھ میں مکے سے مدینے تک ہر منزل پر چوکیاں، سرائیں اور حوض تعمیر کرائے۔ لاوارث

بچوں کے لئے وظیفے مقرر کئے۔ مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے۔ شعبہ، تعلیم قائم کیا اور معلّموں کو مشاہرے مقرر کئے۔ تجارت کے گھوڑوں پر زکواۃ مقرر کی۔ اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام کرایا اور وعظ کا طریقہ قائم کیا۔ حضرت ابو بکرؓ کو اصرار کے ساتھ قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا اور اپنے اہتمام سے اس کام کو انجام دیا۔ نماز تراویح باجماعت قائم کیا۔ فجر کی اذان میں الصلواۃ خیر من النوم" کا اضافہ کرایا۔ وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔ تاریخ اور سنہ ہجری قائم کیا جو اسلامی سال کا سب سے پہلا دن ۱۶/ جولائی ۶۲۲ء بروز جمعہ تھا۔ محرم چونکہ سال کا پہلا مہینہ تھا اس لئے سن ہجری آپ نے دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر شروع سال سے قائم کیا۔

[مقریزی جلد اول ص ۲۸۴]

شراب کی حد اسی کوڑے مقرر کی۔ نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا۔ حرم اور مسجد نبویؐ کی توسیع کی روضتہ الاحباب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے چار ہزار مساجد تعمیر کرائیں۔

آپ کے عہد میں بیت المقدس، شام، مصر، ایران، شیراز، نیشاپور، بلخ وغیرہ، ۸۶ ہزار بڑے اور چھوٹے شہر اور قلعے فتح ہوئے۔

یکم محرم ۲۴ھ کو صبح کی نماز ادا کرتے وقت مغیرہ بن شعبہ کے پارسی غلام فیروز نے خنجر سے وار کیا۔ مکان پہنچنے کے بعد آپ عالم جاودانی کو چل بسے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ۲۴ھ بروز ہفتہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں پہلو میں مدفن ہوئے۔ نماز جنازہ حضرت صہیبؓ نے پڑھائی۔ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے قبر میں اتارا۔ [تاریخ اسلام حصہ اول ص ۳۶۶ از مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی]

۳۔ حضرت عثمان غنیؓ

۲۴ھ م ۶۴۵ء تا ۳۵ھ م ۶۵۵ء

مدت خلافت: ۱۲/ سال * عمر شریف ۸۲ سال

محرم ۲۴ / ہجری میں آپ خلیفہ منتخب ہوئے ۔ آپ فیاض طبع اور منکسر المزاج تھے ۔ آپ نے حضرت ابو بکرؓ کی زیر نگرانی ترتیب شدہ قرآن مجید کے متعدد نسخے نقل کرا کے اطراف و جوانب دیار اسلام اور فوجی چھاؤنیوں میں بھجوادئے ۔
[فتح الباری جلد ۹ ص ۱۰]
دوسرے تمام نسخوں کو اکٹھا کر کے جلا دیا ۔ جس کی بنا پر آپ کو جامع قرآن کہا جاتا ہے ۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کاتب وحی اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے زمانے میں معتمد اور امین رہے ۔

عہد عثمانیؓ میں آرمینیہ اور آذر بائیجان کے غیر مفتوحہ علاقوں ایشیائے کوچک ، ترکستان ، کابل اور سندھ میں اسلام کو بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں ۔ بحر روم کے جزائر روڈھوس اور قبرص پر بھی قبضہ ہوا اور اسپین پر حملہ ہوا ۔ اسلامی حکومت کی حدود سندھ اور کابل سے لے کر یورپ کی سرحدوں تک وسیع ہو گئیں ۔

آپ کے دور خلافت میں مسلمانوں نے بحری بیڑا تیار کیا اور افریقہ وغیرہ کو فتح کیا ۔ سپاہیوں کی تنخواہوں میں سو سو روپیہ کا اضافہ کیا ۔ ۲۹ھ میں آپ نے مسجد نبویؐ کی توسیع کرائی ۔ رعایا کی آسائش کے لئے سڑک ، پل ، مسافر خانے اور مہمان خانے بنوائے ۔ کنویں کھدوائے ۔ جمعہ کی نماز کے لئے دو اذانوں کی ابتداء آپ ہی کے زمانے میں ہوئی ۔ اس سے پیشتر صرف امام خطبہ پڑھنے کے لئے ممبر پر جاتے وقت ہوتی تھی ۔ آپ کے عہد میں مختلف ممالک میں تبلیغی وفود بھی روانہ کئے گئے ۔ چنانچہ کالیکٹ کے راجہ نے اسی وفد کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا تھا ۔

۱۸ / ذی الحجہ ۳۵ھ تقریباً بیاسی (۸۲) سال کی عمر میں حضرت عثمانؓ شہید

ہوئے اور بغیر غسل اور کفن کے جسم کے کپڑوں سے ہی نماز جنازہ کے بعد جنت البقیع میں سب سے اول دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ

۳۵ھ ۶۵۵ء تا ۴۰ھ ۶۶۰ء

مدت خلافت: ۴/ سال، ۹/ ماہ * عمر شریف ۶۳ سال

حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچازاد بھائی تھے۔ ۶۰۲ ہجری میں آپ کی ولادت ہوئی۔ زرقانی میں لکھا ہے کہ:

"امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ آنحضرت صلعم کی آغوش میں پرورش پائی تھی۔

اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ:

> "امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور عبادت الہیٰ و اشاعت اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔"

۱۵/ ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں آپ خلیفہ بنے۔ آپ خلیفہ ہوتے ہی حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ تمام عمّال معزول کر دئے ان کے معزول ہوتے ہی ان علاقوں میں بغاوت پھیل گئی ۳۶ھ میں بصرہ کے قریب مقام جمل میں مسلمانوں میں باہمی خونریز جنگ ہوئی، جس میں تقریباً ۱۳ ہزار مسلمانوں نے شہادت پائی ۳۶ھ میں حضرت علیؓ نے مدینے کے بجائے کوفے کو مرکز خلافت قرار دیا۔ کوفہ آنے کے بعد آپ نے نئے سرے سے ملک کا نظم و نسق قائم کیا۔

آپ کا دورِ خلافت خانہ جنگیوں کو فرد کرنے فتنوں اور بغاوتوں کو دبانے میں صرف ہوا۔ انھیں خانہ جنگیوں کی وجہ سے افریقہ پر رومیوں اور بازنطینوں کا دوبارہ قبضہ ہو گیا۔ سیستان اور کابل میں بعض فتوحات حاصل ہوئیں ۳۸ھ میں

بحری راستے سے کوکن پر حملہ ہوا اور اسی سن کے آخر میں سندھ پر حملہ کیا گیا جو خشکی کی راہ سے سرزمین سندھ پر ہوا تھا فتحیابی ہوئی۔ آپ کے عہد میں اسلامی فوج کے لئے جابجا قلعے تعمیر ہوئے۔ صیغہء مال میں اصلاحات کر کے آمدنی کو بڑھا دیا۔

آپ کا درجہ علم و فضل میں بے انتہا بلند تھا۔ آپ معلّم العلماء ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"میں علم کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔" [جامعہ ترمذی]

فصاحت و بلاغت میں آپ اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ تفسیر اور علم القرآن میں آپ کو تبحر حاصل تھا۔ علم حدیث میں آپ امتیازی شان رکھتے تھے۔ آپ سے ۵۸۶/ احادیث مروی ہیں۔ فقہ اور اجتہاد میں آپ کو دستگاہ کامل حاصل تھا۔ آپ علم نحو کے موجد تھے۔ علم الکلام، علم ہئیت، علم القرآت، علم الشعریٰ، علم حساب، علم الجفر اور تعبیر الرّویا میں آپ وقوف کامل رکھتے تھے۔ الغرض آپ کو مذہبی علوم کے علاوہ اس عہد کے تمام مروجہ فنون میں بھی کمال حاصل تھا۔ شرعی مسائل کے حل میں آپ کا جواب نہ تھا۔ خداداد علم و حکمت اور فہم و فراست کے باعث مقدمات کے فیصلوں اور قضاء کے لئے بہترین قاضی تھے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ:

"ہم میں مقدمات کے فیصلوں کے لئے سب سے زیادہ موزوں علیؓ ہیں۔ اور وہ سب سے بڑے قاضی بھی ہیں۔"

چنانچہ تمام صحابہؓ نے آپ کو بالاتفاق مدینے میں مفتی الاسلام مقرر کیا تھا۔

زرقانی میں لکھا ہے کہ:

"سرورِ کائنات ؐ نے حضرت علیؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا اور سینہ پر دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی اور خود دست مبارک سے عمامہ باندھا۔"

"رمضان ۴۰ھ کو حضرت علی مرتضیٰؓ مسجد کوفہ میں تشریف لائے۔

سر سجدے میں اور دل راز و نیاز الہیٰ میں مصروف تھا۔ ابن ملجم شقی زہر میں بجھی ہوئی تلوار کا وار نہایت کاری سر پر زخم آیا۔ زہر کا اثر تمام جسم میں سرایت کر گیا۔ اسی روز ۲۰/ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو کوفے کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔
انا للّٰہ وانا الیہ راجعون (طبری صفحہ ۳۴۵۷، ۳۴۵۸ اور ۳۴۶۱)

حضرت امام حسنؓ

۴۰ھ مطابق ۶۶۰ء

مدت خلافت: صرف چھ ماہ * عمر ۴۷ سال یا ۴۸

آپ کا نام حسنؓ ابو محمدؐ کنیت ریحانتہ النبیؐ لقب تھا۔ آپ کی ولادت رمضان المبارک ۳ھ میں ہوئی۔

[استیعاب جلد اول ص ۴۲ اور سیر الصحابہؓ جلد ۶/ ص ۱]

آپ نہایت حلیم الطبع، سخی اور صاحب حشمت واقع ہوئے تھے۔ آپ نے پاپیادہ پچیس ۲۵ حج کئے سنہ ۴۰ھ میں آپ حضرت علیؓ کے جانشین مقرر ہوئے۔ دوسری جانب امیر معاویہؓ بھی خلافت کا مطالبہ کرتے رہے۔ امیر معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے جنگ کرنی چاہی۔ آپ کو خونریزی سے سخت نفرت تھی اس لئے چھ ماہ کے بعد مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کے لئے امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ اب دور خلافت ختم ہو کر شاہی دور شروع ہوا۔

استیعاب جلد اول ص ۵۴ اور مروج الذہب مسعودی جلد ۳/ صفحہ ۳۸۱ میں رقمطراز ہے:

"۵۰ھ میں حضرت حسنؓ بن علیؓ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے زہر دیدیا، قلب و جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ الغرض زہر کھانے کے تیسرے دن باختلاف روایت ربیع الاول ۴۹/ یا ۵۰ھ میں ہمیشہ کے لئے اس دنیا کو خیر باد کہا۔

باب سوم

خلفائے بنی امیہ ۴۱ھ م ۶۶۱ء تا ۱۳۲ھ م ۷۴۹ء

خلافت راشدہ کے بعد ۴۱ھ میں خلافت امویہ قائم ہوئی۔ دولت امویہ کے چودہ خلیفے گزرے ہیں یہ دولت تقریباً بانوے سال قائم رہی۔ اموی خلافت اپنے دور میں بہت مضبوط، مستحکم، ترقی پسند اور ترقی یافتہ خلافت تھی۔ جس کا دامن اگرچہ لغزشوں سے پاک نہیں مگر مجموعی طور پر اس کا وجود مبارک سمجھا جاتا تھا۔

۱۔ امیر معاویہؓ بن ابی سفیان

۴۱ھ م ۶۶۱ تا ۶۰ھ م ۶۸۰ء

مدت خلافت ۱۹/ سال ۳/ ماہ ۲۷ یوم * عمر ۷۸/ سال

۴۱ھ میں آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔ امیر معاویہؓ نہایت حلیم الطبع تھے۔ شعرو ادب کا بھی مذاق رکھتے تھے۔ اپنے عہد کے مروجہ علوم میں کچھ نہ کچھ درک رکھتے تھے۔ فیاضی و دریادلی حد سے زیادہ تھی۔ مواخذۂ قیامت کے خوف سے آپ لرز جاتے تھے۔

امیر معاویہؓ کی حکومت شخصی تھی۔ آپ کے عہد میں بحری فوج میں ترقی ہوئی اور بحری فوج کی سپہ سالاری کا علیحدہ مستقل صیغہ قائم کیے۔ بحری فوج کی تنخواہیں بیش قرار مقرر کیں۔ بے شمار نئے قلعے تعمیر ہوئے اور پرانے قلعوں کی مرمت ہوئی۔ آپ نے جہاز سازی کے نئے نئے کارخانے قائم کر کے اس صنعت کو ترقی دی۔ اکثر یوروپین ممالک بھی مسلمانوں سے جنگی جہاز خریدتے تھے۔

سب سے پہلے آپ کے عہد میں منجنیق [ایک قسم کا آلہ جس کے ذریعہ بڑے بڑے پتھر مارتے ہیں] کا استعمال ہوا۔ جو کابل کے محاصرے میں استعمال کر کے شہر

پناہ توڑدی گئی ۔ جزیرۂ قبرص، رھوڈس اور بعض جزائر یونان میں فتح ملی ۔ دوران محاصرۂ قسطنطنیہ میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ وفات پاگئے ۔ انتقال کے بعد قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے لے جاکر آپ کی لاش کو دفن کیا گیا۔

آپ نے بے شمار نہریں جاری کرائیں ۔ سڑکوں پر مسافروں کے لئے سرایوں اور کنوؤں کا انتظام کیا گیا۔ فوجی ضروریات کے لئے شہر قیروان آباد کیا اور ایک شاندار جامع مسجد تعمیر کرائی ۔ نئے شہر بسائے اور بعض قدیم ویران شدہ شہروں کو آباد کرایا۔ کثرت سے مسجدیں تعمیر کرائیں ۔ محکمۂ انتظامیہ میں اتنی ترقی ہوئی کہ صرف شہر کوفہ میں چالیس ہزار پولیس تھی ۔ عورتیں تنہا اپنے مکانوں کے دروازے کھول کر سوجایا کرتی تھیں ۔ سرکاری ڈاک اور خبر رسانی کا مستقل صیغہ قائم کیا۔ فرامین اور خطوط کی نقلیں رکھنے کے لئے ایک نیا محکمہ بھی قائم کیا۔

۶۰ ھ میں معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا۔ آخر یکم رجب ۶۰ ھ مطابق ۷ / اپریل ۶۸۰ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور دمشق میں مدفون ہوئے۔

۲۔ یزید بن معاویہؓ

۶۰ھ م ۶۸۰ء تا ۶۴ھ م ۶۸۳ء

مدت خلافت ۳ / سال ۹ / ماہ * عمر ۳۸ / سال

یزید ۶۰ ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس کی مختصر مدت خلافت میں اہالیان کوفہ نے حضرت امام حسینؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کو خلیفہ بنانے کے لئے بلوایا آخرکار

آخر

کار

اہل کوفہ منحرف ہوگئے۔ دسویں محرم صبح کے وقت دونوں طرف سے جنگ شروع ہوئی اور شمر نے آپ کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نعش مبارک کو پامال کیا گیا اور آپ کا سر مبارک عبداللہ بن زیاد کے پاس روانہ کیا۔ کوفے کے قریب میدان کربلا میں آپ شہید ہوئے اور اسی جگہ آپ کا روضہ بنایا گیا۔ سر مبارک دمشق میں دفن ہوا۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت ہوتے ہی ملک عرب میں بغاوت پھیل گئی اور مسلمانان عرب نے یزید کے بجائے مکے میں عبداللہ بن زبیرؓ کا اعلان کر دیا۔

اس خلیفہ کے عہد میں مسلم بن زیاد نے خوارزم اور بخارا فتح کیا۔ ۶۲ھ میں عقبہ بن نافع نے مغربی اقصیٰ فتح کیا۔ ۶۳ھ میں یزید نے مدینے پر مسلم بن عقبہ کے ذریعے فوج کشی کر کے قبضہ کر لیا۔

دور یزید میں امام حسینؓ کے خون ناحق، مدینے کی پامالی اور حرم محترم کی بے حرمتی کے ساتھ ساتھ ملکی مفاد کے کام بھی سرانجام پائے اور کئی فتوحات حاصل ہوئیں۔ یزید عین عالم جوانی میں ربیع الاول ۶۴ھ بہ عمر ۲۸/ سال فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۳۔ معاویہ ثانی بن یزید ۶۴ھ مطابق ۶۸۳ء

مدت خلافت صرف ۳ ماہ * عمر ۲۱/ سال چند ماہ

اکیس سال کی عمر میں یہ تخت نشین ہوا۔ یہ بڑا دیندار اور صالح تھا۔ دور یزید کے حوادثات کو دیکھ کر اس کا دل حکومت سے بھر گیا۔ اس لئے تین ماہ کے قلیل عرصے میں خلافت سے کنارہ کش ہوگیا۔ اس کے بعد خانہ نشین ہو کر چھ ماہ بعد وفات پائی۔

۴۔ عبداللہ بن زبیر اور مروان بن الحکم

۶۴ھ تا ۷۳ھ ۶۴ھ م ۶۵ھ

مدت خلافت ۹ سال * مدت خلافت ۹ ماہ ۔ عمر ۶۳ سال

دور یزید ہی میں اسلامی مملکت میں دو عملی شروع ہو گئی تھی ، مکے میں عبداللہ بن زبیرؓ کو یزید کے آخری دنوں میں خلیفہ تسلیم کیا گیا تھا ۔یزید بن معاویہ کے زمانے میں ہی ان کے اثرات حجاز وغیرہ میں پھیل چکے تھے ۔یزید کی موت کے بعد بنی امیہ کی ہمتیں پست ہو چکی تھی ۔ حتیٰ کہ مروان بن حکم بھی عبداللہ بن زبیر کے ہاتھوں پر بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا تھا ۔ لیکن عبداللہ کو خاندان بنی امیہ سے اتنی نفرت ہو گئی تھی کہ انجام کو سوچے بغیر کل بنی امیہ کو مدینہ سے نکلوا دیا ۔

ادھر معاویہ بن یزید کی دست برداری کے بعد خاندان بنی امیہ کے لوگوں کو تشویش ہوئی کہ کہیں پوری مملکت اسلامیہ عبداللہ بن زبیر کی خلافت تسلیم نہ کر لے اس لئے معاویہ بن یزید کی دستبرداری کے بعد فوراً ہی مروان بن الحکم کو دمشق کے تخت پر بٹھایا ۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی سیاسی غلطی کی وجہ سے بنی امیہ کی اکھڑی ہوئی سلطنت دوبارہ قائم ہو گئی اور مروان کا قبضہ شام اور مصر پر ہو گیا ۔

مروان کے زمانے میں بنی امیہ کی گرتی ہوئی عمارت سنبھل گئی اور بنی امیہ کے کل حامی ایک مرکز پر جمع ہو گئے ۔ مروان دفعتاً بغیر کسی علالت کے انتقال کر گیا ۔

۵۔ عبدالملک بن مروان اور عبداللہ بن زبیر

۶۵ھ م ۶۸۴ء تا ۸۶ھ م ۷۰۵ء ۶۴ھ م ۷۳ھ

مدت خلافت ۲۱ سال ۔ عمر ۶۰ سال * مدت خلافت ۹ سال

عبدالملک ۲۶ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوا ۔ یہ علم و فضل کے ساتھ فہم

و تدبر اور شجاعت کی دولت سے بھی مالا مال تھا۔ عبدالملک خلیفہ بننے کے بعد اندرونی اور بیرونی جھگڑوں کی طرف سے اطمینان ہونے کے بعد اپنی پوری قوت سے عراق پر حملہ کر دیا۔ مصعب بن زبیر کے مارے جانے کے بعد عبدالملک کا بصرہ کوفہ اور پورے عراق پر ۷۲ھ میں قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالملک نے حجاج کو ایک بڑا لشکر دیکر مکے کی جانب روانہ کیا۔ عبداللہ بن زبیر سے جنگ ہوئی۔ آخر ۷۳ھ میں عبداللہ بن زبیر شہید ہوئے اور مکے پر عبدالملک کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد حجاج نے مدینہ اور حجاز کے دیگر علاقوں پر بھی قبضہ جمالیا۔ الغرض ۷۳ھ میں عبدالملک بن مروان کی حکومت مملکت اسلامیہ پر قائم ہو گئی۔

عہد عبدالملک ۷۵ھ یا ۷۶ھ میں اسلامی سکوں کا رواج ہوا۔ اس سے پہلے مسلمانوں کا اپنا سکہ نہیں تھا، بلکہ رومی، ایرانی اور قبطی سکوں سے کام چلتا تھا۔ سب سے پیشتر اس نے سکوں پر آیات قرآنی کندہ کرائیں۔ بنی امیہ کی حکومت کی بنیادوں کو جو یزید کی موت کے بعد اکھڑ چکی تھیں از سر نو قائم کیں۔ اس لئے عبدالملک کو حکومت امیہ کا بانیِ ثانی کہا جاتا ہے۔ اس کو نئی فتوحات بھی حاصل ہوئیں، سندھ سے لے کر جبرالٹر تک ایک متحدہ حکومت قائم ہو گئی۔ عبدالملک سے پہلے دفاتر رومی اور فارسی زبان میں تھے۔ اس نے عربی کو دفتری زبان قرار دی متعدد نئی مسجدیں تعمیر کرائیں، بعض نئے شہر اور پرانے ویران شدہ شہر دوبارہ آباد کئے گئے۔ ۸۶ھ میں عبدالملک کا انتقال ہوا اور دمشق میں مدفون ہوا۔

۶۔ ولید بن عبدالملک

۸۶ھ م ۷۰۵ء تا ۹۶ھ م ۷۱۴ھ

مدت خلافت ۹ سال ۷ ماہ * عمر تقریباً ۴۷ سال

ولید ۸۶ھ میں مسند نشین ہوا۔ اس کو علم و فن سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن قرآن سے عشق تھا۔ ولید کی سلطنت میں مراکش سے لے کر سرحد چین تک حفاظ ہی

حفاظ نظر آتے تھے۔ وہ حفاظ سے خوش ہوتا تھا اور ان کے وظیفے مقرر کرتا تھا۔ اس کے عہد میں قرآن مجید پر اعراب لگائے گئے۔ ولید کے زمانے کی فتوحات عہد فاروقیؓ کے بعد تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔

اس کے عہد میں طارق ابن زیاد نے اندلس فتح کیا ۸۶ ہجری میں ماژندران اور روسی ترکستان فتح ہوا۔ سنہ ۹۰ھ میں ماوراء النہر فتح ہوا۔ مسلمان اب چینی ترکستان اور نصف چین پر قابض ہو گئے۔ اسی سال تاتار بھی فتح ہوا۔ ۹۳ ہجری میں محمد بن قاسم ثقفی نے ہندوستان پر حملہ کیا سندھ اور ملتان کے علاقے فتح کر لئے۔ سنہ ۹۵ھ میں اندلس میں بنی امیہ کی حکومت قائم ہو گئی۔ اسی سال مسلمانوں نے جزیرۂ سارڈینیا فتح کیا، جہاں پر مسلمانوں کو بے شمار دولت ملی سنہ ۹۶ھ ۷۱۴ - ۱۱ عیسوی میں اسپین، پرتگال اور جنوبی فرانس کو فتح کر لیا۔

ولید نے رفاہ عام کے بہت سے کام انجام دئے۔ تمام ممالک محروسہ میں سڑکیں درست کرائیں۔ سنگ میل نصب کرائے۔ شفا خانے اور محتاج خانے بنوائے۔ جہاز سازی کے کئی نئے کارخانے قائم کئے۔ بھیک مانگنے کی ممانعت کر دی۔ یتیموں کی کفالت اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ جہالت و ناخواندگی کا مقابلہ کرنے کے لئے علماء و فقہا کے وظیفے مقرر کئے۔ تمام مساجد میں روزہ داروں کے لئے رمضان میں مفت افطاری کا انتظام کیا۔

مقریزی جلد دوم صفحہ ۴۰۵ میں رقم طراز ہے کہ:

"اول اسی نے مہمان خانہ عام قائم کیا، ملک میں جس قدر اندھے اور مفلوج تھے سب کی فہرست مرتب کرا کے ان کے وظیفے مقرر کر دئے اور ہر ایک کے ساتھ ایک خادم متعین کیا۔ جذامیوں کے روزینے مقرر کر دئے اور حکم دیا کہ گھر سے نہ نکلنے پائیں۔ اسی سلسلہ میں شفاخانے کی بنیاد ڈالی جو ۸۸ھ میں بن کر تیار ہوا۔ اور بہت سے طبیب و جراح علاج کے لئے متعین ہوئے۔"

اس خلیفہ کو فن تعمیر سے دلچسپی تھی ۔ اس نے بہت سی مسجدیں بنوائیں ۔
تمام راستوں پر کنویں کھدوائے اور نہریں جاری کرائیں ۔ اس کا سب سے بڑا
تعمیری کارنامہ مسجد نبویؐ اور جامع دمشق کی تعمیر ہے ۔ ان دونوں کے لئے بے
دریغ روپیہ صرف کیا ۔ صرف مسجد نبویؐ کی قبلہ رخ کی دیوار اور اس کے طلائی کام
پر پینتالیس (۴۵) ہزار اشرفی خرچ ہوئے ۔ تین سال میں عمارت بن کر تیار ہوئی ۔
اس تعمیر کی خوشی میں اہل مدینہ میں نقد روپیہ اور طلائی و نقرئی ظروف تقسیم کئے ۔
دوسری اہم تعمیر جامع اموی ہے ۔ مورخین کا بیان ہے کہ :۔
ملک شام کا پورا سات برس کا خراج صرف ہوا تھا ۔ نقد کے حساب سے چھپن (۵۶)
لاکھ اشرفی اس کا تخمینہ کیا جاتا ہے ۔ اس کی تعمیر کے لئے ہندوستان ، فارس ، مغرب
اور روم وغیرہ مختلف ممالک سے کاریگر اور سامان تعمیر منگوایا گیا ۔ صرف جزیرۂ
قبرص سے اٹھارہ جہازوں پر سونا اور چاندی آئی تھی ۔ بارہ ہزار مزدوروں نے مل کر
آٹھ یا نو سال میں عمارت تعمیر کی ۔ یہ اتنی وسیع تھی کہ بیک وقت بیس ہزار آدمی
سما سکتے تھے ۔ اس میں صرف چھ سو قندیلیں سونے کی زنجیروں میں آویزاں تھیں ۔
ان تمام باتوں کے باوجود وہ بڑا سخت گیر تھا ۔

ولید نے دیر حران میں وفات پائی اور دمشق میں مدفون کیا گیا ۔

مساجد کی فنی تعمیر

مسجد نبویؐ کی تعمیر سے مسلمانوں کی فنی تعمیر شروع ہوئی ۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ کا نقشہ بنایا ۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا ۔ شمالی
دیوار میں ایک پتھر لگایا گیا تھا ۔ جس سے قبلے کی سمت معلوم ہوتی تھی ۔

ممالک مفتوحہ میں حضرت عمرؓ کے حکم سے کثرت سے مسجدیں تعمیر ہوئیں
۔۔ ابتدائی فتوحات کے بعد ۶۳۱ء میں مفتوحہ علاقے میں پہلی مسجد تعمیر ہوئی ۔
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے یہ مسجد کوفے میں بنوائی ۔ یہیں سے مسلمانوں کی
فنی روایات کی ابتداء ہوئی ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جو کوفے کے حاکم تھے "بصرہ"

میں ایک جامع مسجد بنوائی اور باقی ہر قبیلے کے لئے الگ الگ مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ حضرت عمرؓ نے شام کے تمام عمال کو لکھا کہ ہر ہر شہر میں ایک ایک مسجد تعمیر کی جائے۔ (مقریزی)

چنانچہ آج بھی یہ مسجدیں جوامع عمری کے نام سے مشہور ہیں۔ کوفے کی مسجد بننے کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد مسلمانوں کا قبضہ مصر پر ہو گیا۔ فاتح مصر عمرو بن العاصؓ نے یہاں ایک سیدھی سادی مسجد بنائی یہ طول میں پچیس گز اور عرض میں پندرہ گز تھی۔ قبلے کی سمت نمایاں کرنے کے لئے ایک بڑا پتھر لگایا گیا تھا۔ سمت نماز کے تعین کا یہ طریقہ بعد میں محراب میں بدل گیا۔ حضرت عمرؓ نے حرم اور مسجد نبویؐ کی توسیع کی۔ بقول صاحب روضتہ الاحباب آپ نے چار ہزار مساجد تعمیر کرائیں۔

۲۹ھ ہجری میں حضرت عثمانؓ نے مسجد نبویؐ کی توسیع کرائی۔ حضرت معاویہؓ نے فوجی ضروریات کے لئے شہر قیروان آباد کیا اور ایک شاندار جامع مسجد تعمیر کرائی۔ عہد عبدالملک بن مروان میں متعدد نئی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔

ولید بن عبدالملک کو بھی فن تعمیر سے دلچسپی تھی۔ اس نے بہت سی مسجدیں بنوائیں۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ مسجد نبویؐ اور جامع دمشق کی تعمیر ہے۔ ان دونوں کے لئے بے دریغ روپیہ صرف کیا جس کی تفصیل دور ولید بن عبدالملک میں گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر کی جامع مسجد میں منبر بنوایا۔ جب حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو لکھ بھیجا کہ "کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ مسلمان نیچے بیٹھیں اور تم اوپر۔ [کنزل عمال جلد ۲]

آپ نے حکم دیا کہ اسے ڈھا دیا جائے۔ امام کے لئے کافی ہے کہ وہ پیروں پر کھڑا ہو کر خطبہ دے۔

حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے دوسرا منبر نصب

کرادیا بعد منبر ہماری مساجد کا اہم جزو بن گیا۔ محراب کے متعلق قطعی طور سے نہیں کہا جاسکتا کہ کس نے پہلی محراب بنوائی۔

قصر نیری کا خیال ہے کہ مسلمہ نے جب امیر معاویہؓ نے مصر کا والی مقرر کیا تھا ۶۸۳ء میں محراب بنوائی۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ عمر بن عبدالعزیز کا کارنامہ ہے۔ محراب انھوں نے مدینہ میں مسجد نبویؐ کی از سر نو تعمیر کے وقت دور ولید میں بنوایا۔ جب مسجد عمرو کی توسیع مسلمہ نے کی تو اس نے چھت پر استرکاری بھی کی۔

"امیر معاویہؓ کے حکم سے اس مسجد میں پہلی مرتبہ مینار لگایا گیا۔ امیر معاویہؓ نے ایک مینار کے لئے کہا تھا مسلمہ نے چاروں گوشوں پر چار مینار لگوائے۔ ابن الزیات کا خیال ہے کہ:

> "مسلمہ کے میناروں سے پچیس سال پہلے فسطاط کی اس مسجد میں ایک چوکور مینار موجود تھا۔ جس میں جانماز اور چٹائیوں کا استعمال بھی مسلمہ کے حکم سے ہوا۔"

۷۔ سلیمان بن عبدالملک

۹۶ھ م ۷۱۴ء تا ۹۹ھ م ۷۱۷ء

مدت خلافت ۲ سال آٹھ ماہ * عمر ۴۵ سال

سلیمان بن عبدالملک ۵۴ ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوا۔ ۹۶ھ میں خلیفہ بنا۔ یہ خلیفہ فصیح و بلیغ تھا۔ دینداری، نیکی، حق پرستی اور اہل حق کی محبت کی طرف اس کا میلان ہوتا۔ کتاب و سنت کا اتباع اور احکام شریعت کا اجرا اس کا مطمع نظر تھا۔ یہ مسند نشین ہوتے ہی قیدیوں کی رہائی کے احکام جاری کئے، رعایا سے حسن سلوک کیا۔ ظالم و جابر حکام کو معزول کیا۔ اس سے پہلے نماز آخر وقت میں پڑھی جاتی تھی، اس نے اول وقت میں ادا کی جانے کا حکم نافذ کیا۔ مکے میں آب شیریں کا چشمہ جاری کرایا۔ شام میں ایک شہر رملہ آباد کیا۔ قریش اور اہل مدینہ کے وظائف مقرر

کئے۔ سلیمان کے عہد میں جتنے نامور افسر تھے۔ اجل کی آغوش میں سو گئے۔ چنانچہ محمد بن قاسم فاتح ہند نے بھی ۹۶ھ بہ عمر ۲۲/ سال قید خانے میں وفات پائی۔ آپ کا مشہور کارنامہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ولی عہد مقرر کرنا ہے۔ ۹۹ ہجری میں سلیمان کا انتقال ہوا۔

۸۔ عمر بن عبدالعزیزؒ

۹۹ھ م ۷۱۷ء تا ۱۰۱ھ م ۷۱۹ء

مدت خلافت ۲ سال ۵ ماہ ۱۴ یوم * عمر ۳۹ سال ایک ماہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز ۶۱ ہجری یعنی یزید کے دور حکومت مدینے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ حضرت عمر فاروقؓ کی پوتی تھیں۔ خلیفہ ہونے سے پہلے آپ نہایت کروفر سے رہتے تھے۔ دس دس اشرفیوں کی قیمت کا ایک جبہ انہیں نہایت کھردرا معلوم ہوتا تھا۔ اتنا زیادہ خوشبو لگاتے تھے کہ جس راستے سے آپ گزرتے وہ گھنٹوں معطر رہتا۔

آپ جب خلیفہ بنے تو اپنا کل مال و اسباب اور اپنی بیوی کا زیور وغیرہ بیت المال میں داخل کر کے درویشانہ زندگی اختیار کی۔ اپنے خانگی اخراجات کے لئے بیت المال سے روزانہ دو درم لیا کرتے۔ آپ کے عہد حکومت میں اسلامی دنیا امن و امان کا گہوارہ بن گئی۔ لوگوں نے عہد نبوت کے مناظر پھر ایک مرتبہ اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ رعایا خوش حال تھی نہ کوئی گداگر دکھائی دیتا تھا اور نہ کوئی خیرات لینے والا ملتا تھا۔ مختلف مقامات پر آپ نے تبلیغی وفود روانہ کئے۔ ان وفود کے ذریعے لاکھوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ چنانچہ سندھ کے راجہ داہر کا بیٹا جے سیہ آپ ہی کی تبلیغی کوششوں کی بدولت مسلمان ہوا۔ جے سیہ کے علاوہ اور بھی کئی چھوٹے چھوٹے ہندوستانی راجاؤں نے آپ ہی کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ آپ نے اپنے عہد حکومت میں مذہبی تعلیم کی غرض سے متعدد مدارس بھی قائم کئے

تھے۔ جلیل القدر علماء امت کی رائے ہے کہ:

"حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پہلی صدی ہجری کے مجدد تھے۔ اور امام شافعیؒ اور سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ آپ پانچویں خلیفہ راشد تھے۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو علم و فضل اور صلاح و تقویٰ کا جو مقام حاصل ہوا وہ علامہ ذہبی کے الفاظ میں یہ تھا:

"وہ (عمر بن عبدالعزیزؒ) بڑے امام، بڑے فقیہ، بڑے مجتہد، احادیث و سنن کے بڑے ماہر، معتمد حافظ اور سند تھے۔"

اور مشہور محدث میمون بن مہران کا بیان ہے کہ:

"ہم ان کے پاس اس خیال سے آتے تھے کہ وہ ہمارے محتاج ہوں گے۔ لیکن ہم کو معلوم ہوا کہ ہم خود انہیں کے شاگرد ہیں۔"

آپ نے انسداد شراب نوشی کی۔ ممالک محروسہ اور راستوں میں سرائیں اور سڑکیں بنوائیں۔ مسافروں کی میزبانی کا انتظام کرایا۔ اخلاق کی اصلاح کی اشاعتِ اسلام کو اپنا مقصد قرار دیا۔ جس املاک اور جائیداد پر حکومت کا ناجائز قبضہ تھا وہ تمام واپس کر دیا۔ شاہی خاندان کو بیت المال سے ملنے والے بڑے بڑے وظیفے بند کر دئے۔ آپ نے سرمایہ داری و جاگیرداری کو ختم کیا۔

آپ کے عہد میں سندھ اور اسپین میں بعض معمولی فتوحات کے علاوہ کوئی قابلِ ذکر فتوحات نہیں ہوئیں۔

۱۰۱ھ میں زہر کے اثر سے آپ کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور دیر سمعان میں دفن ہوئے۔

۹۔ یزید ثانی بن عبدالملک

۱۰۱ھ م ۷۱۹ء تا ۱۰۵ھ م ۷۲۳ء

مدت خلافت ۴ سال ۲ ماہ * عمر ۴۰ سال

یزید ۶۵ھ میں پیدا ہوا۔ تخت نشینی کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی۔ لیکن بہت جلد ناکام ہوا۔ اس نے بادہ و ساغر اور چنگ و رباب کا شغل جاری کیا اور دو کنیزوں حبابہ و سلامہ کو انیس و جلیس بنایا۔ دربار اموی کا قدیم نظام پھر جاری کیا۔

دور یزید ۱۰۳ھ میں علاقہ روم میں ولسہ اور ۱۰۵ھ میں قونیہ فتح ہوا۔ ۱۰۵ھ میں سل کی بیماری سے بلقاء میں انتقال کیا۔

۱۰۔ ہشام بن عبدالملک

۱۰۵ھ م ۷۲۳ء تا ۱۲۵ھ م ۷۴۳ء

مدت خلافت ۱۹ سال ۹ ماہ * عمر ۵۵ سال

یہ خلیفہ دمشق میں مسند نشین ہوا۔ علامہ ابن کثیر کا بیان ہے کہ:

"ہشام دور بین، کفایت شعار، تیز فہم اور مدبر تھا۔ سلطنت کے چھوٹے چھوٹے معاملات بھی اس کی نگاہ سے پوشیدہ نہ تھے، بردباری اور تحمل اس کی امتیازی صفات تھیں۔"

دور ہشام میں بہت سے اندرونی حادثات اور بیرونی مہمات پیش آئے، مگر سب میں وہ کامیاب و کامران رہا۔ اس کا شمار بنی امیہ کے بہترین خلفاء میں کیا جاتا ہے۔ یہ اپنے عمّال کی پوری نگرانی کرتا تھا۔ یہ مسرفانہ اخراجات کو روا نہ رکھتا تھا۔ بالکل سادہ مزاج تھا، معمولی غذا کھاتا اور معمولی کپڑے پہنتا تھا۔ اس خلیفے کے زمانے میں مشرق اور مغرب میں اسلام کا جھنڈا ہمیشہ اونچا رہا۔ مسلمانوں کی نوآبادیاں قائم کرکے انہیں محفوظ کر دیا گیا۔ اندلس میں نظم و نسق درست کیا۔

۱۱۹ھ میں مسلمانوں نے غور فتح کیا۔ اسی سال بڑی مشکل سے باغی علاقے زیر ہوئے۔ اسی سال مسلمانوں نے سوڈان کے کئی اہم شہر فتح کر لئے۔ ۱۲۱ھ میں مروان بن محمدؒ گورنر آرمینیہ نے کاکیشیا فتح کر لیا۔ مگر بادشاہ نے جزیہ دینا منظور

کیا۔ اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے رومی ممالک پر حملہ کر کے ان کے بیسیوں قلعے فتح کر لئے۔ ۱۲۲ھ مطابق ۴۲-۷۴۱ء میں عبداللہ بن حجاب گورنر مغرب کے حکم سے حبیب بن ابی عبیدہ نے جزیرۂ صقلیہ (سسلی) فتح کیا۔

ہشام کے زمانے میں شعبۂ فوج میں کافی ترقی ہوئی۔ دفاتر کی از سر نو تنظیم کی۔ بیت المال کی بد عملی کی اصلاح کی۔ عدالتوں کو بہتر بنائے۔ متعدد نئے شہر آباد کئے۔ حوض اور تالاب بنوائے۔ ریشمی کپڑوں کی صنعت میں ترقی دی۔ گھوڑوں کی پرورش و پرداخت میں ترقی ہوئی۔ امام زہری سے حدیثوں کا مجموعہ مرتب کرایا۔ ۱۲۵ھ میں وفات پائی اور شہر اصافہ میں دفن ہوا۔

۱۱۔ ولید ثانی بن یزید

۱۲۵ھ م ۷۴۳ء تا ۱۲۶ھ م ۷۴۴ء

مدت خلافت ایک سال ۲ ماہ * عمر ۳۲ سال

ولید دمشق میں مسند نشین ہوا۔ یہ خلیفہ امورِ ملکت سے بالکل غافل ہونے کے علاوہ فاسق اور فاجر اور ظالم و جابر بھی تھا۔ اس کو گھوڑ دوڑ کا بڑا شوق تھا۔ ۱۲۶ھ میں قصر میں محصور ہو کر مارا گیا۔

۱۲۔ یزید ثالث بن یزید

۱۲۶ھ مطابق ۷۴۴ء

مدت خلافت صرف ۶ ماہ * عمر ۴۶ سال

یہ نیک اور مدبر، عابد و زاہد خلیفہ تھا۔ اس کی عمر نے وفا نہ کی اور اسے خلافت کا بہت کم موقع ملا۔ ۱۲۶ ہجری میں وفات پائی۔

۱۳۔ ابراہیم بن ولید

۱۲۶ھ مطابق ۷۴۴ء

مدت خلافت ۴ ماہ * عمر ۴۷ سال

یہ برائے نام خلیفہ تھا۔ اس کی خلافت تسلیم نہیں کی گئی۔ چند مہینوں میں مروان نے اس کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

۱۴۔ مروان ثانی بن محمدؒ مروان

۱۲۷ھ م ۷۴۵ء تا ۱۳۲ھ م ۷۴۹ء

مدت خلافت ۵ سال ۱۰ ماہ * عمر ۶۲ سال

بنی امیہ کا آخری خلیفہ مروان صفر ۱۲۷ ہجری میں مسند نشین ہوا۔ یہ سن رسیدہ تجربہ کار مستقل مزاج اور بہادر خلیفہ تھا۔ اموی حکومت کا نظام اس وقت اتنا بگڑ چکا تھا کہ اس کو سنبھال نہ سکا۔ ان کے زمانے میں آپس میں پھوٹ اور خانہ جنگیاں تھیں۔ مروان کا پورا زمانہ شور و شغب اور جنگ و جدال میں گزرا۔ اس لئے اس کے دور میں بنی امیہ کے خاتمے کے علاوہ اور کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

خاندان بنی امیہ کے چودہ خلفاء نے کل ۹۲ سال حکومت کی۔ یہ زمانہ فتوحات اور ترقی اسلام کا زمانہ تھا۔ بنی امیہ کے زمانے میں اسلامی قلمرو بہت وسیع ہو گیا۔ اموی حکومت اسلامی روح سے خالی ہو گئی۔ ان میں دنیوی جاہ وجلال پیدا ہونے کی وجہ سے ان کی سلطنت کمزور ہو گئی۔ ان کی کمزوری سے غیر ملکیوں نے فائدہ حاصل کر کے سلطنت بنی امیہ کا خاتمہ کر دیا۔

○ ○ ○

باب چہارم

خلفائے بنو عباس ۱۳۲ھ م ۷۴۹ء تا ۶۵۶ھ م ۱۲۵۸ء

خلافت عباسیہ کے ۳۷ خلیفہ ہوئے ۔ اس خلافت کے ابتدائی چند خلیفہ تو شعائر اسلامی کا احترام کرتے ، نمازیں پڑھتے اور حج و جہاد بھی کرتے تھے مگر بعد کے خلفاء کی حالت زبوں رہی ، دولت امویہ کو تو جملہ امت اسلامیہ کی مرکزیت بھی حاصل تھی ۔ مگر دولت عباسیہ کو یہ مرکزیت نہ ملی ، اس کے قبضے سے تو اندلس روز اول ہی سے خارج رہا ۔ دولت عباسیہ کے پاس اپنی کوئی طاقت نہیں تھی ۔ اس لئے کہ وہ عجمیوں اور خاص کر خراسانیوں کی مدد سے بنی تھی ۔ عباسی حکومت کی بنیاد قائم کرنے میں ابو مسلم خراسانی کو نمایاں حیثیت حاصل ہے ۔ حکومت بنی امیہ کی عہد خلافت دراصل عربی حکومت تھی ۔ چونکہ ان کی حکومت کا ہر رکن اہل عرب تھا ۔ برخلاف اس کے عباسیہ حکومت کو اہل فارس نے مدد دی ۔ اس لئے عباسیوں نے اہل فارس کے سربرآوردہ لوگوں کو اپنا وزیر بنایا اور ان کو عربی سلطنت میں شامل کرلیا ۔ ان کے دور میں صرف عرب خلیفہ اور عربی زبان تھی ، ورنہ وہ سرتاپا عجمی دولت تھی ۔ عباسیوں کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ عجمی ہم سے خلافت چھین کر علویوں کو نہ دیدیں ۔ اس لئے عباسیوں نے ایرانیوں کے مقابلے میں ترکوں کی فوج مرتب کی ۔ مگر اس ترکی فوج نے خلفائے عباسیہ پر غلبہ حاصل کرلیا وہ جس کو چاہے معزول کرتے بلکہ قتل کردیتے تھے ۔ خلفائے عباسیہ کی اس بے بسی کے زمانے میں نئی نئی سلطنتیں ظہور پذیر ہوئیں ، جن کے غلبہ سے وہ بالکل بے دست و پا ہوگئے ۔ آخرکار ۶۵۶ ہجری میں یہ بے جان خلافت ہلاکو خاں " کے ہاتھوں بغداد میں تباہ و برباد ہوگئی ۔

۱۔ ابوالعباس عبداللہ بن محمدؒ (سفاح)

۱۳۲ھ م ۷۴۹ء تا ۱۳۶ھ م ۷۵۳ء

مدت خلافت ۴ سال ۸ ماہ * عمر ۶۶ سال

سفاح کوفہ میں ۱۳۲ ہجری میں خلیفہ بنا۔ یہ مدبر، فیاض، عاقل، حلیم و باوقار خلیفہ تھا۔ اس کو شعر و ادب اور موسیقی سے دلچسپی تھی، کوئی شاعر اور گویا اس کے دربار سے خالی ہاتھ واپس نہیں ہوتا تھا۔

اس نے سینکڑوں امویوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ یہاں تک کہ بنی امیہ کی قبریں کھود کر ان کی ہڈیاں جلائی گئیں۔ سفاح نے دفتروں میں اہل عرب کے عہدوں پر ترکوں کو فائز کیا اور بجائے کوفہ کے شہر انبار اپنا دار الخلافہ بنایا۔

اس کے عہد ۱۳۳ ہجری میں ختن فتح ہوا اور ۱۳۴ ہجری میں چاچ بھی فتح ہو گیا۔

اس خلیفہ نے ۱۳/ ذی الحجہ کو انتقال کیا۔ اور دار الخلافہ ہاشمیہ میں دفن ہوا۔

۲۔ ابو جعفر منصور

۱۳۶ھ م ۷۵۳ء تا ۱۵۸ھ م ۷۷۵ء

مدت خلافت ۲۲ سال ۳ ماہ * عمر ۶۳ سال

سفاح کے بعد اس کا بھائی منصور خلیفہ بنا۔ مورخوں کا بیان ہے کہ منصور عقل و دانش، سیاست و تدبیر، جرأت و دلیری، ہمت و استقلال، سطوت و جبروت کا پیکر تھا۔ لہو و لعب اور گانے بجانے سے اس کو سخت نفرت تھی۔ نازک سے نازک موقعوں پر بھی نہ گھبراتا تھا۔ انتظام مملکت اور اقتدار حکومت کے باعث اس کا نام بہادرانِ اسلام میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے زمانے میں رعایا خوش حال اور آزاد تھی۔

منصور کا کارنامہ تعمیر بغداد ہے ۷۶۲ء میں خلیفہ منصور نے اس کی سنگِ

بنیاد رکھی اور سنگ بنیاد رکھتے وقت کلام مجید کی یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُورِثُھَا مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ ۔ اس شہر کو دائرہ کی شکل میں آباد کیا۔ اس کا تعمیری کام ۷۶۶ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ بغداد کی آبادی اس زمانے میں ۲۰ لاکھ سے زیادہ تھی۔ شہر میں بے شمار سیدھی سڑکیں مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک تھیں۔ سڑکوں کے دونوں جانب بازار تھے۔ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو یہاں فروخت کے لئے نہ آتی ہو۔ عہد عباسیہ میں یہ شہر علماؤں، فلسفیوں، مفکروں، شعراؤں اور فن کاروں کا مرکز بنا رہا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے "بیت الحکمہ" کے نام سے ایک مرکز ترجمہ قائم کیا جس میں مسلمانوں کے علاوہ پارسی، یہودی، عیسائی اور ہندو علماء کام کرتے تھے۔ ان ماہرین نے مختلف علوم و فنون پر مختلف زبانوں میں لکھی ہوئی کتابوں کے عربی زبان میں ترجمے کئے۔ خلیفہ مامون کے دور میں اس کام میں اور زیادہ ترقی ہوئی اور فسطاط بن لوقا عیسائی، حسنین بن اسحٰق، یعقوب الکندی، یوحنا بن ماسویہ، ابن البطرین ماشاء اللہ، جبریل کحال، حجاج بن یوسف، ابو حسان، سلمان، سہل بن ہارون، سند بن علی، محمد بن موسیٰ، خوارزمی، خالد بن عبدالملک، وغیرہ خلیفہ مامون کے دربار کے مشہور مترجم اور بیت الحکمہ کے مہتمم تھے۔ ان مترجمین نے یونان، روم، اٹلی، سسلی اور اسکندریہ کا تقریباً تمام علمی سرمایہ عربی زبان میں منتقل کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مامون کے دور کو اس کی علمی شہرت کے باعث تاریخ میں عہد زرّین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

[جغرافیہ عالم اسلام ۔ ص ۲۶]

اور دو رصد گاہیں قائم کیں، شہر میں بے شمار کتب خانے تھے۔ اعلیٰ علوم کے لئے بھی مدارس تھے جن میں تعلیم کی ہر شاخ پڑھائی جاتی تھی۔ نظامیہ کالج، مستنصریہ کالج، نہایت ممتاز کالج تھے۔ گویا بغداد مدینتہ العلم تھا۔ چوتھی صدی ہجری میں بغداد میں سترہ ہزار حمام اس سے زائد مساجد اور دس ہزار سڑکیں اور گلیاں تھیں۔

منصور کے عہد میں سندھ کی فتوحات میں اضافہ ہوا۔ ۱۳۸ھ میں

عبدالرحمٰن بن معاویہ نے اندلس کو مکمل طور پر فتح کر لیا۔ ۱۵۸ھ میں منصور نے شہر صافحہ بسایا اور اسی سال حج کے قصد سے نکلا راستے میں بیمار ہو کر چند روز کی علالت کے بعد انتقال کیا اور باب معلیٰ کے قبرستان میں مدفون ہوا۔

۳۔ مہدی بن منصور

۱۵۸ھ م ۷۷۵ء تا ۱۶۹ھ م ۷۸۵ء

مدت خلافت ۱۰ سال ایک ماہ* عمر ۴۳ سال

منصور کے بعد مہدی خلیفہ بنا۔ یہ عیاش تھا، لیکن امور مملکت سے کبھی غافل نہیں تھا۔ یہ محاسن و اخلاق کا مجموعہ اور نہایت رحمدل تھا۔

اس کے عہد میں بہت سے نئے شعبے اور محکمے قائم ہو گئے۔ پورے اسلامی قلمرو کے کوڑھیوں کے پرورش کا انتظام کیا۔ مکہ، مکرمہ کا راستہ درست کرایا۔ یہاں بہت سی نئی عمارتیں تعمیر کرائیں۔ حوض بنوایا۔ بغداد، مکہ، مدینہ اور یمن کے درمیان ڈاک کا سلسلہ قائم کیا۔ حرمین کے باشندوں میں کئی کروڑ نقد اور ڈیڑھ لاکھ کپڑے تقسیم کئے۔

عہد مہدی میں علم کلام کی بنیاد پڑی، اس کے علاوہ اس نے بعض ادبی کتابیں تصنیف کرائیں۔ اس خلیفہ کے زمانے میں ۱۶۰ھ میں حکیم ابن عطا معروف "مقنّع" نے اجزائے سیمابی کی ترکیب سے چاند بنا کر روشن کیا۔ یہ شخص علم نجوم، علم فلکی، علم کواکب، سحر طلسم سے واقف تھا۔

[فیروز اللغات اردو الحاج مولوی فیروز الدین۔ حصہ، دوم ص ۳۷۶]

یہ چاند بعد مغرب روشن ہو کر کنوئیں سے نکلتا اور غروب ہو جاتا۔ سن ۱۶۲ھ میں مہدی نے مختصر نویسی (SHORT HAND) نامہ بر کبوتروں کی پیام رسانی کے لئے ایجاد کرائی [ماہنامہ سیرت بنارس۔ فروری ۱۹۶۲ء ص ۲۷] سن ۱۶۷ء میں مسجد حرام کو وسیع کرایا۔

عہد مہدی ۱۶۰ھ میں سرزمین ہند پر حملہ ہوا اور اسلامی حکومت کی بنیاد پڑی۔ ۱۶۳ھ میں ملک روم کا بہت سا حصہ فتح ہوا۔ ۱۶۵ھ میں مہدی کا بیٹا شہزادہ ہارون نے رومیوں پر حملہ کیا اور قسطنطنیہ پہنچ کر شاہ لیوان کی بیوی ملکہ، اگسٹس (آرینی) کو خراج دینے پر مجبور کیا اور باجگزار بنالیا۔ محرم ۶۹ھ میں اچانک مہدی کا انتقال ہوا۔

۴۔ ہادی بن مہدی

۱۶۹ھ م ۷۸۵ء تا ۱۷۰ھ م ۷۸۶ء

مدت خلافت ایک سال ۳ ماہ * عمر ۲۶ سال

یہ خلیفہ ۱۶۹ھ میں تخت نشین ہوا۔ ہادی بیدار مغز، انصاف پسند، غیور، فیاض، بہادر، جری، سخت گیر اور اولوالعزم تھا۔ یہ بھی باپ کی طرح عیش پرست اور مذہب میں تشدد اور ملحدوں اور زندیقوں کا سخت دشمن تھا۔

ہادی نے نئے نئے شعبے اور دفاتر قائم کئے اور سواحل شام پر فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ اس کے مختصر عرصے میں بیرونی مہمات کا زیادہ موقع ہی نہ ملا تھا۔ یہ خلیفہ ۱۷۰ھ میں انتقال کیا۔

۵۔ ہارون الرشید بن مہدی

۱۷۰ھ م ۷۸۶ء تا ۱۹۳ھ م ۸۰۹ء

مدت خلافت ۲۲ سال ۴ ماہ * عمر ۴۷ سال

ہارون ۱۷۰ ہجری میں تخت نشین خلافت پر متمکن ہوا۔ یہ خلیفہ بڑا دیندار اور پابند شریعت، علم دوست اور علماء نواز تھا۔ روزانہ سو رکعت نفل نماز پڑھتا تھا۔ اپنے مال سے روزانہ ہزار درہم خیرات کرتا تھا۔ جہاد کا شوق اور شہادت کا بڑا ولولہ رکھتا تھا۔

ہارون کا عہد عباسی حکومت کا زرین دور تھا۔ اس کے زمانے میں دولت عباسیہ سیاسی، تمدنی، علمی، ہر حیثیت سے اوج کمال کو پہنچ گئی۔ اس کی سلطنت کا رقبہ وسیع تھا۔ اس کے دربار میں جتنے علماء، شعراء، فقہا، قضاۃ، گوئے، کاتب، جمع ہوئے اتنے کسی خلفیہ کے دربار میں نہ تھے۔ اس کے دور میں ملک شاد و آباد، خزانہ معمور اور رعایا مرفہ الحال اور فارغ البال تھی۔ عمال کے تقرر کے وقت ان کو عدل و انصاف کی ہدایت کرتا۔ ظالم اور خائن عمال کو نہایت عبرت انگیز سزا دیتا۔ دفتری انتظامات میں ضروری ردو بدل کر دیا کرتا۔ ہارون کے عہد میں طبابت کا مستقل صیغہ قائم ہو گیا تھا۔

طبقات ص ۱۳۶ میں لکھا ہے کہ:

"اس کے زمانے میں طبابت کا مستقل صیغہ قائم ہو گیا۔ متعدد شفاخانے ایک ڈاکٹر کی نگرانی میں تھے۔ ایک شخص شفاخانوں کا انسپکٹر جنرل ہوتا تھا۔ ۲۰۵ھ میں اس عہدہ پر جبریل تھا جس کی تنخواہ دس ہزار درہم ماہورا تھی، اور پانچ ہزار ماہوار بھتہ تھا۔"

خلیفہ ہارون کے عہد میں گھڑی ایجاد ہوئی [زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف ص ۹۶]۔ حکیم احمد یونس پولیس کمشنر شہر قرطبہ گھڑی سازی کا موجد تھا۔ یورپ میں گھڑی سازی کا فن ان کے ذریعہ پہنچا۔ ہارون الرشید نے شاہ فرانس (شارلمین) کو ہدیتاً گھڑی تیار کرا کر بھیجی۔ جتنے گھنٹہ بجتے اتنے مصنوعی سوار نکلتے رہتے۔ اسی خلیفے کے زمانے میں حکیم فتح اللہ سائنس داں نے آٹا پیسنے کی چکی MILL ایجاد کی جو بغیر ہوا اور پانی کے چلتی تھی [المتمدن اسلامی جرجی زیدان جلد ۳ ص ۲۶۱] اور مآثر الامرا جلد اول ص ۱۰۳]۔ میر فتح اللہ شیرازی نے سب سے پہلے ایسی بندوق ایجاد کی کہ جس سے پے در پے بارہ فیر ہوتے تھے [المتمدن اسلامی جرجی زیدان جلد ۳ ص ۲۶۱]۔ بارود بھی مسلمانوں کی ایجاد ہے۔

مشہور فرانسیسی مورخ ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ:

مجملہ عربوں کی ایجادوں کے ایک بہت بڑی ایجاد بارود ہے ۔

[تمدن عرب ص ۴۳۸]

" رینا ، فوئے ، لیبان اور چیلڈڈاٹ جیسے فاضل علماء نے ایسی تحقیق و تدقیق کے بعد کہ جس میں مجال کلام نہیں رہتی یہ ثابت کیا ہے کہ اہل عرب ہی بارود اور توپوں کے موجد تھے ۔"

[اخبار الاندلس ۔ حصہ سوم ص ۶۹۷]

عیسائی مورخ جرجی زیدان فرماتے ہیں کہ :

" بارود مسلمانوں کی ایجاد ہے ۔ مسلمانوں نے ایجاد کر کے یورپ کو سکھائی ۔ اور خوبی یہ ہے کہ بارود کے اجزاء آج بھی وہی ہیں اور اسی تناسب اور مقدار سے ہیں جو عربوں نے ترتیب دئے تھے ۔"

[تمدن عرب جلد ا ۔ ص ۱۹۹]

عہد ہارون ۱۷۰ ہجری میں روم پر حملہ ہوا ۔ ۱۸۱ھ میں ہارون نے بذات خود قلعہ صفصاف فتح کیا ۔ ۱۸۳ ہجری میں آرمینیا میں غدر ہو گیا جس میں ایک لاکھ کے قریب مسلمان قتل و قید ہوئے ۔ ۱۹۰ ہجری میں روم کے بہت سے شہروں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ۔

ہارون نے ایک مہم میں خراسان کا سفر کیا ۔ طبیعت خراب ہوئی ۔ زندگی سے مایوس ہو کر خود ہی اپنی قبر کھدوائی اور اس میں قرآن پڑھوایا ۔ جمادی الثانی ۱۹۳ھ میں طرطوس میں انتقال ہوا ۔

۶ ۔ امین الرشید بن ہارون

۱۹۳ھ م ۸۰۹ء تا ۱۹۸ھ م ۸۱۳ء

مدت خلافت ۴ سال ۸ ماہ * عمر ۲۴ سال

امین ۱۹۳ ہجری میں بغداد کے تخت پر بیٹھا ۱۹۴ھ میں اپنے بھائی قاسم

ولیعہدی سے معزول کر دیا۔ یہ لہو و لعب اور کھیل و کود کا بڑا شوقین تھا۔ نفس پرستی میں روپیہ ضائع کرتا تھا۔ فصاحت و بلاغت اور ادب و انشاء میں کافی مہارت رکھتا تھا۔ تمام ممالک محروسہ میں مسخروں کو جمع کر کے ان کے بڑے بڑے مشاہرے مقرر کئے۔ دجلہ کی سیر کے لئے شیر، ہاتھی، عقاب، سانپ اور گھوڑوں کی شکل کے قیمتی بجرے بنوا کر ان میں بیٹھ کے نازنینوں کے ساتھ لطف اٹھاتا تھا۔ اس نے ہر قسم کے جانور جمع کر کے عجائب خانہ قائم کیا۔ محرم ۱۹۸ھ میں مامون کے سپہ سالار کے ہاتھ بغداد میں محصور ہو کر مارا گیا۔

۷۔ مامون الرشید

۱۹۸ھ م ۸۱۳ء تا ۲۱۸ھ م ۸۳۳ء

مدت خلافت ۲۰ سال ۵ ماہ * عمر ۴۸ سال

۱۹۸ ہجری میں مامون بغداد میں مسند نشین ہوا۔ یہ ایک عجمی لونڈی مراجل کے بطن سے پیدا ہوا۔ مامون ہارون سے بھی زیادہ علم دوست، فقیہ، حکیم، سیاست داں اور اعلیٰ منتظم بھی تھا۔ اس کی تعلیم و تربیت بڑے اہتمام سے ہوئی تھی۔ قرآن، تفسیر، فقہ، ادب، شاعری، طب، فلسفہ، نجوم، ریاضی ہر فن میں کامل ہونے کے علاوہ حافظ بھی تھا۔ اس کے مزاج میں تواضع و خاکساری اور سادگی و بے تکلفی تھی۔ حد سے زیادہ حلیم و بردبار تھا۔ قیام عدل اور انسداد ظلم وجور کا بڑا اہتمام کرتا تھا۔ عمال کے ظلم و زیادتی کی پوری نگرانی کرتا۔ یہ بڑا فیاض اور بلا کا متحمل تھا۔ کوئی حاجتمند اس کے دربار سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ شعراء کو یک مشت پچاس پچاس ہزار دے دیا کرتا تھا۔

مامون کے عہد میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو پوری آزادی تھی۔ چنانچہ دار الخلافہ میں بہت سے گرجے اور چرچ تھے۔ مامون کے دربار میں ہر مذہب و ملت کے علماء و فضلاء تھے۔ مامون علم و ادب کا نہ صرف عاشق تھا بلکہ بذات خود عربی کا

بلند مرتبہ شاعر تھا۔ فن خطاطی کو بھی مامون نے ہی فن اصول کے سانچے میں ڈھالا مامون کے وزیر اعظم ذو الرّیاستین نے بھی ایک خط ایجاد کیا جو قلم الرّیاس کے نام سے مشہور ہے۔

عہد مامون ۲۰۰ھ میں ابو عبداللہ محمد بن یوسف نے سیّاروں کا فاصلہ معلوم کرنے کی دور بین تیار کی [ماہنامہ سیرت بنارس۔ فروری ۱۹۶۲ء صفحہ ۲۴]۔

ابوطیب سند ابن علی یہ یہودی تھا لیکن مسلمان ہوگیا۔ ریاضی کا زبردست ماہر تھا۔ خلیفہ المامون کا صدر منجم تھا۔ المامون کی رسدگاہ اسی کی تیار کی ہوئی تھی۔ اس نے ریاضی کی کئی جدولیں تیار کیں۔

۲۰۰ھ میں حکیم رشید الدین علی بن خلیفہ حلبی نے ایک پیالہ ایجاد کیا۔ اس پیالے کے بیچ میں ایک قبہ تھا۔ جس پر ایک چڑیا بنی ہوئی تھی۔ جس کے سامنے یہ پیالہ رکھا جاتا اس کو پانی پینا پڑتا اگر پانی باقی رہتا تو چڑیا پھڑپھڑاتی اور نغمہ سرائی کرتی جب تک پانی ختم نہ ہوتا چڑیا نغمہ سرائی کرتی رہتی۔ [مآثر الامراء ص ۱۸۰]

۲۰۴ ہجری میں کابل پر حملہ کرکے اسے زیر کرلیا۔ ۲۱۵ ہجری میں قلعہ قرہ اور ماجدہ کو فتح کیا۔ ۲۱۷ھ میں رومیوں کے تیس قلعے فتح کرلئے اور مطمورہ کو بھی تسخیر کرلیا۔ مامون کے عہد خلافت میں مملکت اسلامی مشرق میں سرزمین ہند تھوڑا سا ملک چین کا اور خلیج فارس، مغرب میں رومی سلطنت، بحر اسود، ایشیائے کوچک، بحیرۂ روم، روس اور بلغاریہ، شمال میں ایشیاء سریر، خزر اور بولان ممالک نوبہ کے وہ حصے جو مصر سے ملتے ہیں۔ الغرض اس زمانے میں مملکت اسلامی ستائیں ممالک پر مشتمل تھی۔ سات ملک عرب میں اور بیس مشرق میں واقع تھے۔

مامون نے ۲۱۸ھ میں ارض روم میں وفات پائی اور لاش کو طرطوس لے جاکر دفن کیا گیا۔

۸۔ معتصم باللہ بن ہارون

۲۱۸ھ م ۸۳۳ء تا ۲۲۷ھ م ۸۴۲ء

مدت خلافت ۸ سال ۸ ماہ * عمر ۴۸ سال

معتصم ماروہ نامی ایک کونی لونڈی کے بطن سے ۱۷۸ ہجری میں پیدا ہوا۔ یہ معمولی پڑھا لکھا اور نہایت ذہین تھا۔ یہ قوی لجثہ اور بڑا بہادر تھا۔ پانچ من بوجھ اٹھا کر نہایت آسانی سے چل سکتا تھا۔ مامون کی وفات کے بعد ترکوں نے اسے خلیفہ بنایا۔ اس لئے اس خلیفے نے ترکوں کو بڑے بڑے منصب عطا کئے۔ اس کے زمانے میں بکثرت افتادہ زمینیں آباد ہوئیں۔ اس کے باورچی خانے کے مصارف ایک ہزار اشرفی روزانہ تھے۔

۲۲۰ھ میں معتصم نے دارالخلافہ بغداد، سرمن رائے میں منتقل کیا۔ ۲۲۳ھ میں روم پر فوج کشی کر کے عموریہ کو فتح کر لیا۔ شاہان آذر بائیجان، طبرستان، سیستان، اشہاصح، فرغانہ، طخارستان، کابل وغیرہ اس کے باجگذار تھے۔ ۲۲۶ھ میں بحر اوقیانوس کے پچاس سے زیادہ جزیروں پر قبضہ کر لیا۔

۸۴۱ عیسوی میں معتصم کو اسحٰق کندی فلاسفر نے دوربین کے ذریعہ فاصلہ کی پیمائش کا آلہ بنا کر ہدیتاً پیش کیا۔ جس کے ذریعے سے سینکڑوں میل کی پیمائش ہو جاتی تھی۔

۲۲۷ھ میں یہ خلیفہ انتقال کیا اور اپنے آباد کردہ شہر سرمن رائے میں مدفون ہوا۔

۹۔ ابو جعفر ہارون واثق باللہ

۲۲۷ھ م ۸۴۲ء تا ۲۳۲ھ م ۸۴۷ء

مدت خلافت ۵ سال ۹ ماہ * عمر ۳۷ سال

یہ خلیفہ معتصم کی لونڈی قراطیس کے بطن سے پیدا ہوا۔ بغداد میں بیعت لی گئی سـ۲۲۷ھ میں مسند نشین ہوا۔ یہ نہایت خوش رو اور خوش اندام تھا۔ واثق بڑا عالم، ادیب اور بلند پایہ شاعر تھا۔ یہ بڑا فیاض اور علماء نواز تھا۔ فن طب سے اس کو دلچسپی تھی۔ موسیقی کا بڑا ماہر تھا۔ چنانچہ اس نے موسیقی میں سنو راگ ایجاد کیئے۔

واثق معتصم سے زیادہ ترک نواز تھا۔ اشناس ترکی کو جواہرات کے ہار پہنائے اور سر پر جواہرات کا تاج رکھ کر نائب السلطنت بنایا۔ اس سے پیشتر کسی خلیفہ نے اپنا نائب مقرر نہیں کیا تھا۔

عہد واثق سسلی میں بعض اہم فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۲۲۸ھ میں شہر مسکان فتح ہوا اور سسلی کے اکثر شہروں پر قبضہ جمالیا۔ ۲۳۲ ہجری میں مینی پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ ۲۳۲ھ میں خلیفہ واثق کا سر من رائے میں انتقال ہوا۔

۱۰۔ متوکل علی اللہ بن معتصم

۲۳۲ھ م ۸۴۷ء تا ۲۴۷ھ م ۸۶۱ء

مدت خلافت ۱۴ سال ۱۰ ماہ * عمر ۴۰ سال

متوکل، شجاع نامی ایک خوارزمی لونڈی کے بطن سے تھا۔ یہ بڑا عیاش تھا اس کی چار ہزار حسین کنیزیں تھیں اور رات دن شراب نوشی کرتا تھا۔

اس نے اپنے عہد میں بعض مذہبی خدمات بھی انجام دیں۔ ۲۳۴ ہجری میں ممالک محروسہ کے تمام علماء و محدثین کو سامرہ میں جمع کرکے تبلیغ و اشاعت کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ تمام علماء نے تبلیغ و اشاعت دین کی۔ متوکل رعایا پر نہایت مہربان تھا۔ اس کے زمانے میں رعایا فارغ البال تھی۔ یہ نہایت مدبر و لائق حکمران تھا۔ اس کے عہد میں صقلیہ میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں۔ ملک روم پر بھی مسلمانوں کو بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۲۴۶ھ میں قلعہ انطاکیہ فتح ہوا

متوکل ۳/ شوال نصف شب میں مقتول ہوا۔

۱۱۔ منتصر باللہ بن متوکل

۲۴۷ھ م ۸۶۱ء تا ۲۴۸ھ م ۸۶۲ء

مدت خلافت ۶ ماہ ۳ یوم * عمر ۲۵ سال ۶ ماہ

منتصر فربہ اندام و وجیہ تھا۔ یہ خلیفہ نہایت حلیم الطبع، عاقل، سخی اور ادیب تھا۔ اس کے عہد میں متعدد قلعے صقلیہ میں فتح ہوئے۔ یہ خلیفہ باپ کا قاتل تھا۔ باپ کے قتل کی ندامت میں ترکوں کا مخالف بن گیا تھا۔ اس لئے ۲۴۸ھ میں زہر سے ہلاک کیا گیا۔

۱۲۔ مستعین باللہ بن محمد

۲۴۸ھ م ۸۶۱ء تا ۲۵۱ھ م ۸۶۵ء

مدت خلافت ۳ سال ۹ ماہ * عمر ۳۱ سال

یہ خلیفہ ادیب تھا۔ لیکن امور جہانبانی میں بالکل کورا تھا۔ اس کا زمانہ فتنہ و فساد میں گزرا۔ اس میں جود و کرم کے علاوہ کوئی اچھی خصلت نہ تھی۔ اس کے عہد میں فارس اور ممالک محروسہ میں بغاوت پھیل گئی تھی۔ یہ خلیفہ بنتے ہی ترکوں سے بدلہ لینے لگا۔ اس لئے ترک بگڑ گئے اور ان کے ہاتھ یہ بری طرح مقتول ہوا۔ اس کے دور سے خلفاء برائے نام رہ گئے۔ حکومت کی ساری قوت ترکوں کے ہاتھ میں آگئی۔ جسے چاہے خلیفہ بناتے، جسے چاہے معزول کرتے۔

۱۳۔ معتز باللہ بن متوکل

۲۵۱ھ م ۸۶۵ء تا ۲۵۵ھ م ۸۶۹ء

مدت خلافت ۴ سال ۸ ماہ * عمر ۲۴ سال

معتز نہایت فصیح و بلیغ اور زبان آور خطیب تھا۔ مزاج میں امارت و نفاست کی شان زیادہ تھی۔ ترکوں کی ذات سے اس کو ہمیشہ چین اور سکون میسر نہ ہوا۔ ترکوں سے کسی بات کے وعدہ خلافی پر بری طرح پٹ کر پانچ روز کے بعد مر گیا۔

۱۴۔ محمد المہتدی بن واثق

۲۵۵ھ م ۸۶۹ء تا ۲۵۶ھ م ۸۷۰ء

مدت خلافت صرف گیارہ ماہ ۱۵/یوم عمر ۳۸ سال

یہ خلیفہ بڑا مدبر، بیدار مغز، عاقبت اندیش اور نہایت ہی دیندار تھا۔ مہتدی کی علمی استعداد معمولی تھی۔ لیکن علماء و اہل کمال کا بڑا قدر داں تھا۔ کھانے پینے، لباس، ساز و سامان اور فرش و فروش میں اس نے عمر بن عبدالعزیز کی تقلید کی اس کی زندگی زہد کا نمونہ تھی۔ رات کے ابتدائی حصہ میں تھوڑا سا سو کر اٹھ بیٹھتا تھا اور باقی رات عبادت کرتا تھا۔ مہتدی نے حسن فروشی اور شراب نوشی کو قانوناً ممنوع قرار دیا۔ دفاتر کی اصلاح کی۔ راشی اور ظالم حکام کو سخت سزائیں دیں۔ عدل و انصاف قائم کیا۔ یہ خلیفہ رجب ۲۵۶ھ میں شہید ہو گیا۔

۱۵۔ احمد معتمد بن متوکل

۲۵۶ھ م ۸۷۰ء تا ۲۷۹ھ م ۸۹۲ء

مدت خلافت ۲۳ سال * عمر ۵۰ سال ۶ ماہ

یہ خلیفہ کوفی لونڈی فیتان سے پیدا ہوا۔ یہ برائے نام خلیفہ تھا۔ صرف خطبہ اور سکہ اس کے نام کا تھا۔ باقی جملہ امور سلطنت اس کے بھائی موفق کے ہاتھوں میں تھا۔ اس کے خلیفہ ہوتے ہی بغاوت پھیلی جس کی وجہ سے بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔ عہد معتمد ۲۶۰ھ میں حجاز و عراق میں سخت قحط پڑا جس کی وجہ سے گیہوں کی

ایک بوری ڈیڑھ سو دینار میں فروخت ہوئی۔ ۲۶۶ھ میں اہل روم نے دیار بکر پر قبضہ کرلیا۔ معتمد ۱۹/ رجب ۲۷۹ھ میں نبیذ زیادہ پی کر کھانا کھایا۔ اس سے سوء ہضم ہوکر مرگیا۔

۱۶۔ معتضد باللہ بن موفق

۲۷۹ھ م ۸۹۲ء تا ۲۸۹ھ م ۹۰۲ء

مدت خلافت ۹ سال ۹ ماہ * عمر ۴۷ سال

معتضد دیندار تھا۔ فسق و فجور سے اس کا دامن کبھی آلودہ نہیں ہوا وہ بڑا نڈر اور بہادر تھا۔ لڑائیوں میں خود شریک ہوتا تھا۔ علمی استعداد معمولی تھی، لیکن شعر و ادب کا مذاق رکھتا تھا۔ اور خود بھی شعر کہتا تھا۔ اس کے زمانے میں خانہ جنگیاں ختم ہوگئیں اور عدل و انصاف قائم کیا۔

عہد معتضد ۲۸۰ھ میں حاکم افریقہ سے جنگ ہوئی۔ ۲۸۱ھ میں روم کا ایک شہر مکوریا فتح ہوا۔ مشرقی و مغربی علاقے اس کے زیر نگران ہوگئے۔ ۲۸۹ھ میں یہ خلیفہ بیمار ہوکر فوت ہوا۔

۱۷۔ مکتفی باللہ بن معتضد

۲۸۹ھ م ۹۰۲ء تا ۲۹۵ھ م ۹۰۸ء

مدت خلافت ۶ سال ۶ ماہ * عمر ۳۳ سال

مکتفی دارالخلافہ بغداد میں ۲۸۹ھ میں تخت نشین ہوا۔ یہ خلیفہ نہایت رحمدل، خوش خلق اور عادل تھا۔ سختی و درشتی مطلق نہ تھی۔ رعایا سے حسن سلوک کیا۔ اس نے بہت سی مساجد تعمیر کرائیں۔ عہد مکتفی ۲۹۱ھ میں مضافات روم سے انطاکیہ فتح ہوا اور بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ۲۹۱ھ میں دجلہ کی طغیانی سے بغداد کا اکثر حصہ مسمار ہوگیا۔ ۲۹۵ ہجری میں مکتفی کا انتقال ہوا۔

۱۸۔ مقتدر باللہ بن معتضد

۲۹۵ھ م ۹۰۸ء تا ۳۲۰ھ م ۹۳۲ء

مدت خلافت ۲۵ سال * عمر ۳۸ سال

یہ تیرہ سال کی عمر میں خلیفہ بنا۔ مگر نابالغی کے باعث اندرون ایک سال ۲۰ ربیع الاول ۲۹۶ھ کو تخت سے اتار کر معتز بن متوکل کے بیٹے عبداللہ معتز کو مامور کیا گیا۔ اس کو بھی چند گھنٹوں میں اتار کر محمد قاہر باللہ کو بٹھایا گیا۔ چند روز بعد اس کو معزول کر کے پھر مقتدر کو تخت خلافت سونپا گیا۔

عہد مقتدر میں مونس مظفر نے ۲۹۶ھ میں اناطولیہ پر فوج کشی کر کے رومیوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی۔ ۳۰۳ھ میں ملطیہ کے کئی قلعے فتح کیے۔ ۳۱۰ھ میں مونس نے کئی رومی قلعے فتح کیے۔

مقتدر کے عہد میں محکمۂ شفاخانوں میں کافی ترقی ہوئی۔ اس کے متعلق مقالات شبلی حصۂ دوم جلد ششم صفحہ ۸۳۔ ۱۸۲ میں رقمطراز ہے کہ:

"خلیفہ مقتدر کے زمانے میں صیغۂ شفاخانوں میں نہایت ترقی ہوئی۔ سنان بن ثابت شفاخانوں کا انسپکٹر جنرل تھا۔ جیل خانوں کے لئے علیحدہ ڈاکٹر مقرر کیے۔ ٹمپروری ڈسپنسری یعنی عارضی ہسپتالوں کا صیغہ قائم کیا۔ بہت سے طبیب مقرر ہوئے، کہ چھوٹے چھوٹے قصبات میں جہاں طبیب اور شفاخانے نہیں ہیں۔ دورہ کریں اور ہر جگہ دو دو چار چار دن ضرورت کے موافق قیام کر کے بیماروں کا علاج کریں۔ ان طبیبوں کے ساتھ ایک مختصر دواخانہ ہوتا تھا اور قصبات و دیہات میں علاج کرتے پھرتے تھے۔

مقتدر کو امور سلطنت میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ہمیشہ عورتوں کی صحبت میں رہتا اور نبیذ نوشی کرتا تھا۔ محل شاہی میں گیارہ ہزار خواجہ سرا تھے۔ لونڈیوں اور

محلات شاہی پر بے دریغ روپیہ لٹاتا تھا۔اس کی فضول خرچی سے خزانہ بالکل خالی ہوگیا۔اس نے پانچ لاکھ پونڈ سے ایک دارالشجر بنوایا، اس میں ایک حوض تھا جس کے وسط میں سونے اور چاندی کے درخت بنے تھے اس میں میوہ اور پھل وغیرہ جواہرات سے تیار کئے گئے تھے۔درختوں کی شاخوں پر بلبلیں کثرت سونے کی بنی تھیں، ہوا کے چلنے سے ایک دلکش نغمہ سرائی جملہ بلبلوں میں پیدا ہوجاتی۔حوض کے چہار جانب پندرہ سواروں کی تصویریں ریشمی لباس میں ملبوس شمشیر بکف اور تیر و کمان سے آراستہ تھیں۔چہار جانب حرکت کرتی رہتیں۔ان کی حرکت سے حملہ آور معلوم ہوتے تھے۔مقتدر آخر ۲۲/ شوال ۳۲۰ھ کو قتل کیا گیا۔

۱۹۔قاہر باللہ بن معتضد

۳۲۰ھ م ۹۳۲ء تا ۳۲۲ھ م ۹۳۴ء

مدت خلافت ایک سال ۵ ماہ * عمر ۳۵ سال

قاہر بڑا بہادر خلیفہ تھا، لیکن مزاج میں تلون تھا۔اس کو کسی حال پر قرار نہ تھا اس لئے کامیاب نہ ہوسکا۔اس نے بہت سی مذہبی اصلاحات کیں۔ناچنے اور گانے والی عورتوں کا پیشہ، شراب نوشی، قانوناً ممنوع قرار دیا۔گویوں کو قید اور ہجڑوں کو جلا وطن کیا۔موسیقی اور لہو و لعب کے سارے آلات ضائع کر دئے۔گانے والی لونڈیوں کو فروخت کر ڈالا۔لیکن خود ہر وقت شراب کے نشے میں مخمور رہتا۔زرق برق مردانہ لباس میں ملبوس حسین و جمیل لونڈیاں اپنے محل میں رکھتا تھا۔عیش پرستی کے لئے اس نے ایک باغ لگوایا تھا اور اس میں ایک شاندار محل تعمیر کرایا۔قاہر کو باغیوں نے اندھا کر کے تخت خلافت سے معزول کیا۔

۲۰۔راضی باللہ بن مقتدر

۳۲۲ھ م ۹۳۴ء تا ۳۲۹ھ م ۹۴۰ء

مدت خلافت ۶ سال ۱۰ ماہ * عمر ۳۲ سال

راضی علمی اعتبار سے بہت لائق تھا، تاریخ، ادب اور شاعری سے خاص ذوق رکھتا تھا اور قادر الکلام شاعر تھا۔ علماء اور اہل کمال کا بڑا قدر داں تھا۔ اس کے دربار میں بڑے بڑے اربابِ کمال جمع ہو کر اس کی فیاضوں سے مستفید ہوتے تھے ۳۲۵ھ میں انتظام سلطنت بالکل بگڑ گیا۔ رعایا باغی ہو گئی اور ہر ایک عامل نے اپنے اپنے شہروں پر قبضہ کر لیا اور تین حاکموں نے خلافت کا دعویٰ کر دیا (۱) امیر عبدالرحمٰن اسپین میں (۲) راضی بغداد میں (۳) مہدی قیروان میں۔ اس طوائف الملوکی میں راضی بیمار ہو کر ۳۲۹ھ میں انتقال کیا۔

۲۱۔ متقی بن مقتدر

۳۲۹ھ م ۹۴۰ء تا ۳۳۳ھ م ۹۴۴ء

مدت خلافت: ۳ سال ۵ ماہ * عمر ۵۶ سال

اس خلیفہ میں امور جہانبانی میں کوئی صلاحیت نہیں تھی لیکن اسم بامسمیٰ تھا مذہبی اور اخلاقی خوبیاں اس میں موجود تھیں۔ رات دن اس کو روزہ اور نماز سے کام تھا۔ ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت کرتا۔ یہ حکومت کے بگڑے ہوئے نظام کو سنبھال نہ سکا اس لئے اس کے دور میں جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کا بازار گرم رہا۔ بغداد پر حملہ ہوا۔ دار الخلافہ کا کل اسباب لوٹ لیا گیا۔ بالآخر متقی کو نابینا کر کے تخت سے معزول کیا گیا۔

۲۲۔ مکتفی بن مکتفی

۳۳۳ھ م ۹۴۴ء تا ۳۳۴ھ م ۹۴۵ء

مدت خلافت ایک سال ۴ ماہ * عمر ۴۲ سال

یہ برائے نام خلیفہ تھا۔ معزالدین دیلمی نے اس خلیفہ کے تمام حقوق سلب

کر لئے اس کے گزارے کے لئے پانچ ہزار دینار اور تھوڑی سی جاگیر مقرر کر دی ۔
۳۳۴ھ میں اس خلیفہ کو نابینا کر کے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔

۲۳۔ مطیع بن مقتدر

۳۳۴ھ م ۹۴۵ء تا ۳۶۳ھ م ۹۷۴ء
مدت خلافت سال ۵ ماہ * عمر ۶۳ سال

یہ ایک کنیز مشغلہ کے بطن سے تھا۔ مطیع برائے نام خلیفہ تھا۔ اس کو ماہوار تین ہزار وظیفہ ملتا تھا۔ اس کا عہد سیاسی انقلابات میں گزرا۔ ملک کی معاشی حالت نہایت ابتر تھی۔ اتنا سخت قحط ہو گیا کہ لوگ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ فاقہ زدہ مردوں کو اٹھانے والا کوئی نہ تھا۔ ۳۶۳ھ میں طوائف الملوکی کے باعث مطیع خلافت سے دستبردار ہو گیا۔

۲۴۔ طائع بن مطیع

۳۶۳ھ م ۹۷۴ء تا ۳۸۱ھ م ۹۹۱ء
مدت خلافت: ۱۷ سال ۸ ماہ عمر ۷۲ سال

طائع ۳۶۳ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ یہ خلیفہ بھی مطیع کی طرح نبی بویہ کا فرماں بردار تھا۔ جسمانی حیثیت سے قوی اور امور جہانبانی میں نہایت کمزور تھا۔ ۳۸۱ھ میں خلافت سے دستبردار ہو کر نظربندی کی مصیبتیں برداشت کرتا ہوا ۳۹۲ھ میں انتقال کیا۔

۲۵۔ قادر بن مقتدر

۳۸۱ھ م ۹۹۱ء تا ۴۲۲ھ م ۱۰۳۱ء
مدت خلافت: ۴۱ سال ۱/ ماہ * عمر ۸۷ سال

یہ خلیفہ دمنہ نامی لونڈی کے بطن سے تھا۔ یہ بڑا مدبّر، دیندار، عالم و فاضل فقیہہ، سیاست داں اور تہجد گزار تھا۔ نیکیاں اور صدقات کثرت سے کرتا تھا۔ یہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا اور شر سے روکتا تھا، یہ عالم با عمل تھا۔ عباسی حکومت کا کھویا ہوا اقتدار بہت حد تک قائم کیا۔ آخر ۴۲۲ھ میں فوت ہوا۔

۲۶۔ قائم بن قادر

۴۲۲ھ م ۱۰۳۲ء تا ۴۶۷ھ م ۱۰۷۴ء

مدت خلافت: ۴۴ سال ۸ ماہ * عمر ۷۶ سال

یہ خلیفہ بدر الدجیٰ نامی ارمنی لونڈی کے بطن سے تھا۔ یہ اوصاف جہانبانی میں اپنے باپ کا صحیح جانشین تھا۔ ابن طقطقی کا بیان ہے کہ: "وہ صالح اور فاضل تھا یہ متقی اور زاہد، فیاض اور شب بیدار تھا۔ اکثر روزہ رہتا تھا اور قیام عدل کی کوشش کرتا۔ ۴۶۷ھ میں اس خلیفہ کا انتقال ہوا۔

۲۷۔ مقتدی بن محمد

۴۶۷ھ م ۱۰۷۴ء تا ۴۸۷ھ م ۱۰۹۴ء

مدت خلافت: ۱۹ سال ۸ ماہ * عمر ۳۹ سال

یہ جامع اوصاف خلیفہ بیس[۲۰] برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ یہ جری اور عالی ہمت تھا۔ اس نے بہت سی دینی اور اخلاقی اصلاحات کئے۔ گانے اور ناچنے والی بداخلاق عورتوں کو بغداد سے نکالا۔ بغیر ازار کے حمام میں جانے کی ممانعت کر دی۔ اور ملاحوں کو کشتیوں پر ایک ساتھ مردوں اور عورتوں کو لے جانا ممنوع قرار دیا۔ شراب نوشی بند کر دی۔ رعایا اس کے عہد میں بہت خوش تھی۔ ۴۸۷ھ میں مقتدی کا انتقال ہوا۔

۲۸۔ مستظہر بن مقتدی

۴۸۷ھ م ۱۰۹۴ء تا ۵۱۲ھ م ۱۱۱۸ء

مدت خلافت: ۲۴ سال * عمر ۴۲ سال

مستظہر نرم خو، خوش خط اور انشاء پرداز تھا۔ علماء و صلحاء پر جان دیتا تھا۔ نیک کام میں ہمیشہ پیش قدمی کرتا تھا۔ اپنے عمال پر کامل اعتماد تھا اور کسی کی چغلی پر کان نہ دھرتا تھا۔

عہد مستظہر ۴۹۲ ہجری میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف دمشق لاکر جامع مسجد کے ایک حجرے میں رکھا گیا۔ ۵۰۰ھ میں ابن ماجہ اندلسی نے رس اور شکر بنانے کی مشین (MILL) ایجاد کی اور اس فلسفہ پر ۲۶ کتابیں لکھیں یورپ والوں نے شکر بنانا عربوں سے سیکھا۔

[ماہ نامہ۔ سیرت بنارس فروری ۶۲۔ ص ۲۶]

۱۰۹۹ء میں بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ ہو گیا اور کئی ہفتوں تک اس شہر میں قتل عام ہوتا رہا صرف مسجد اقصیٰ میں (۷۰) ہزار مسلمان قتل کئے گئے اور مسجد اقصیٰ کا طلائی و نقرئی بیش قیمت سامان لوٹ لیا گیا۔ ۵۱۲ھ میں مستظہر کا انتقال ہوا۔

۲۹۔ مسترشد بن مستظہر

۵۱۲ھ م ۱۱۱۸ء تا ۵۲۹ھ م ۱۱۳۴ء

مدت خلافت: ۱۷ سال ۷ ماہ * عمر ۴۳ سال

یہ خلیفہ تدبر و سیاست، فضل و کمال اور زہد و ورع میں کامل تھا۔ ارکان شریعت کو اس نے استوار کیا۔ اس نے اپنے شجاعانہ کارناموں سے بنی عباس وقار و عظمت کو زندہ اور امور مملکت کو منظم کیا۔ وہ بذات خود جنگوں میں شر

ہوتا تھا۔ چنانچہ ۵۲۹ھ میں لڑتا ہوا میدان جنگ میں مارا گیا۔ جس دن یہ شہید ہوا روزے سے تھا اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھا۔ اس کے شہید ہونے کی خبر بغداد پہنچی تو کہرام مچ گیا۔

۳۰۔ راشد بن مسترشد

۵۲۹ھ م ۱۱۳۴ء تا ۵۳۰ھ م ۱۱۳۵ء

مدت خلافت: صرف گیارہ ماہ * عمر ۴۰ سال

راشد فصیح و بلیغ، شجاع و بہادر، ادیب و شاعر، فیاض و سیر چشم اور نیک سیرت تھا۔ اندرون ایک سال سلجوقی فرمانبروا مسعود نے بغداد پر قبضہ کر کے راشد کو تخت سے اتار دیا اور معزولی کے دو سال بعد قتل کیا گیا۔

۳۱۔ مقتفی بن مستظہر

۵۳۰ھ م ۱۱۳۵ء تا ۵۵۵ھ م ۱۱۶۰ء

مدت خلافت: ۲۴ سال ۳ ماہ * عمر ۶۶ سال

مقتفی تدبیر و سیاست، جرأت و شجاعت، علم و فضل، زہد و تقویٰ اور حسن واخلاق سے آراستہ تھا۔ خلافت سے پہلے اس کا سارا وقت عبادت و ریاضت، تلاوت قرآن اور علمی مشاغل میں گزرتا تھا۔ یہ حلیم الطبع اور نیک سیرت تھا۔ اس کا دور عدل و انصاف اور نیکیوں سے معمور تھا۔ یہ پہلا خلیفہ تھا جو سلطنت بغداد کو نائبون سے خالی کر کے اپنی آزاد حکومت قائم کی۔ اس خلیفے نے کعبہ شریف میں ایک نیا دروازہ تعمیر کرایا۔ یہ خبر رسانی کے محکمے پر بے دریغ روپیہ صرف کرتا تھا تاکہ کسی گوشے کی خبر اس سے پوشیدہ نہ ہو۔

عہد مقتفی ۵۲۰ ہجری میں ابو صلت اندلسی نے ایک آلہ ایجاد کیا جس سے غرق شدہ جہاز آسانی سے نکال لیا جاتا تھا۔ مقتفی نے ۵۵۵ھ میں رحلت پائی۔

۳۲۔ مستنجد بن مقتفی

۵۵۵ھ م ۱۱۶۰ء تا ۵۶۶ھ م ۱۱۷۰ء

مدت خلافت: ۱۰ سال * عمر ۵۶ سال

یہ خلیفہ عادل، عاقل، ذہین، ذکی و فہیم تھا۔ علم و فن کا مذاق رکھتا تھا۔ یہ اصطرلاب اور فلکی آلات بنانے میں ماہر تھا۔ اس خلیفے کے زمانے میں ۵۶۳ھ میں مصر فتح ہوا۔ ۵۶۶ھ میں اس خلیفہ نے وفات پائی۔

۳۳۔ مستضی بن مستنجد

۵۶۶ھ م ۱۱۷۰ء تا ۵۷۵ھ م ۱۱۷۹ء

مدت خلافت: ۹ سال ۷ ماہ * عمر ۳۹ سال

یہ خلیفہ بڑا صالح، نیک سیرت، حلیم و شفیق و مخیر و فیاض تھا۔ اس کے عہد میں امن و امان برقرار رہا۔ اس نے ہر قسم کے ناجائز ٹیکس بند کر دئے۔ اس کی نگاہ میں مال و زر کی کوئی وقعت نہ تھی۔ یہ ہاشمیوں، علویوں، علماؤں، مدارس اور خانقاہوں پر بے دریغ روپیہ صرف کرتا تھا۔ ۵۷۵ھ میں مستضی کا انتقال ہوا۔

۳۴۔ ناصر بن مستضی

۵۷۵ھ م ۱۱۷۹ء تا ۶۲۲ھ م ۱۲۲۵ء

مدت خلافت: ۴۶ سال * عمر ۷۰ سال

یہ خلیفہ بڑا فاضل، سیاست داں، جری، تیز طبع، ذہین اور طباع تھا۔ دنیائے اسلام کے کل سلاطین اس کے مطیع تھے۔ یہ بغداد کی گلیوں میں شب کو پاپیادہ گشت کرتا تھا۔ اس لئے رعایا اور عمال دونوں خوفزدہ تھے۔ اس نے بکثرت مسجدیں، خانقاہیں اور مسافر خانے بنوائے۔ باوجود اوصاف کے حصول زر کے لئے اس نے

رعایا پر بڑی زیادتیاں کیں۔ عہد ناصر ۶۰۸ھ میں ابوالقاسم اندلسی نے قطب نما ایجاد کیا۔

عیسائی مورخین ڈاکٹر لیبان، وسلو سیلو کہتے ہیں کہ:

"قطب نما جس کے بغیر سمندر کا راستہ طے ہونا ناممکن ہے۔ مسلمانوں کا ایجاد ہے۔" [تمدن عرب ص ۴۰۴]

اسی خلیفے کے زمانے میں ابوالقاسم نے ہوائی جہاز ایجاد کر کے اس پر بیٹھ کر پرواز کی ہوائی جہاز کا فن اس کے ذریعہ یورپ میں پھیلا۔ ناصر ۶۲۲ھ میں فالج میں مبتلا ہوکر انتقال کیا۔

۳۵۔ ظاہر بن ناصر

۶۲۲ھ م ۱۲۲۵ء تا ۶۲۳ھ م ۱۲۲۶ء

مدت خلافت: صرف ۹/ ماہ * عمر ۵۳ سال

ظاہر ۶۲۲ھ میں مسند نشین ہوا۔ تخت نشینی کے شب کو اس نے فقہا اور اہل علم میں ایک لاکھ اشرفیاں تقسیم کیں۔ یہ بڑا دیندار، نیک اور انصاف پسند تھا۔ اس خلیفہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی یاد تازہ کردی۔ اس نے نو ماہ کے قلیل عرصے میں وہ کار خیر انجام دئے کہ دوسرے حکمران برسوں میں نہ کرسکے۔ اس سے قبل کے عباسی خلفاء نے جو مال وجائیداد جبراً ضبط کی تھیں ان کے مالکوں کو واپس کردیا اور ہر قسم کے ناجائز ٹیکس موقوف کردئے۔ ناصر نے اپنے عہد میں ایک حوض بھر سونا جمع کردیا تھا۔ ظاہر نے چند ماہ میں تمام خرچ کردیا۔ اس خلیفہ کے زمانے میں ہر چیز ارزاں ہوگئی۔ ظاہر مختصر علالت کے بعد ۶۲۳ھ میں فوت ہوا۔

۳۶۔ مستنصر بن ظاہر

۶۲۳ھ م ۱۲۲۶ء تا ۶۴۰ھ م ۱۲۴۳ء

مدت خلافت: ۱۷/ سال * عمر ۵۲ سال

یہ خلیفہ ایک ترکی لونڈی کے بطن سے تھا۔ ۶۲۳ھ میں مسند خلافت پر بیٹھا یہ بڑا عادل، دیندار اور سرکشوں کا دشمن تھا۔ اس نے انتظام سلطنت اچھی طرح کی کثرت سے مدرسے اور مساجد بنوائے۔ خانقاہیں اور شفاخانے قائم کئے۔ سڑکیں اور سرائیں بنوائیں۔ سرکشوں کا قلع و قمع کر کے فتنوں کا انسداد کیا۔ اس خلیفے نے ۶۲۵ھ میں ساحل دجلہ پر ایک عظیم الشان "مدرسہء مستنصریہ" کی بنیاد رکھی۔ جس کی عمارت سات سال میں بن کر تیار ہوئی۔ اس مدرسے کے طالب علموں کو تمام سہولتیں پہنچانے کے علاوہ ماہانہ ایک اشرفی وظیفہ ملتا تھا۔ ابن واصل کا کہنا ہے کہ:

"اس سے بہتر مدرسہ روئے زمین پر کبھی نہیں بنا۔"

۶۴۰ھ میں مستنصر نے وفات پائی۔

۳۷۔ مستعصم باللہ بن مستنصر

۶۴۰ھ م ۱۲۴۳ء تا ۶۵۶ھ م ۱۲۵۸ء

مدت خلافت: ۱۶/ سال * عمر ۵۰ سال

مستعصم ۶۴۰ھ میں خلیفہ بنا۔ یہ ایک لونڈی ہاجرہ کے بطن سے تھا۔ یہ شیریں زبان، پاکباز اور نیک سیرت تھا۔ لیکن امور جہانبانی سے بالکل ناواقف تھا۔ اس کا سارا وقت لہو و لعب اور سیر و تفریح میں گزرتا تھا۔ مستعصم کی نااہلی کی بنا پر حکومت عباسیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس خلیفہ کے عہد میں شیعہ، سنی جھگڑا زوروں پر تھا۔ وزیر سلطنت علقمی شیعہ ہونے کی وجہ سے سنی خلافت کا خاتمہ کرنے کے لئے

تاتاری سپہ سالار ہلاکو خاں کو عراق و بغداد میں بلایا۔ چنانچہ ہلاکو خاں نے شہر بغداد کا محاصرہ کرکے دھوکے سے ارکان سلطنت اور خلیفہ کو گرفتار کرکے نہایت بے دردی سے قتل کیا۔ یہ واقعہ صفر ۶۵۶ھ میں پیش آیا۔

تاتاری بغداد کو مسلسل چالیس روز تک لوٹتے رہے۔ قتل عام برپا کیا۔ مقتولین کی تعداد کا اندازہ سولہ لاکھ بتلایا جاتا ہے۔ کتب خانے جلاڈالے اور بہت سے کتب کو دجلہ میں ڈبو دیا مال و اسباب کو ضائع کر دیا۔ روپیہ پیسہ لوٹ لیا مساجد و معابد کو گرادیا۔ خلفاء کے عظیم الشان محلات کو کو اجاڑ دیا۔ الغرض بنو عباس کی چھ سو سالہ علمی و دنیوی ساز و سامان کو تاخت و تاراج کر دیا۔

خلافت عباسیہ مصر

عباسی خلیفہ مستعصم کے شہید ہونے کے بعد بغداد کی خلافت ختم ہو گئی اور اس کے بعد مصر میں قائم ہوئی۔ لیکن یہ برائے نام خلفاء تھے اصل حکومت خاندان مملوک تھی۔ یہ خلفاء صرف وظیفہ خوار تھا:

نام	از		تا
۱۔ ابو القاسم احمد بن ظاہر	۶۵۹ھ / ۱۲۶۱ء	تا	۶۶۱ھ / ۱۲۶۲ء
۲۔ ابو العباس احمد بن ابو علی	۶۶۱ھ	"	۷۰۱ھ
۳۔ سلیمان بن حاکم	۷۰۱ھ	"	۷۴۰ھ
۴۔ ابراہیم بند محمد	۷۴۰ھ	"	۷۴۱ھ
۵۔ ابو العباس احمد بن مکتفی	۷۴۱ھ	"	۷۴۸ھ
۶۔ ابو بکر بن مکتفی	۷۴۸ھ	"	۷۶۳ھ
۷۔ محمد بن معتضد	۷۶۳ھ	"	۷۸۵ھ
۸۔ عمر بن معتصم	۷۸۵ھ	"	۷۸۸ھ
۹۔ زکریا بن معتصم	۷۸۸ھ	"	۷۹۱ھ
۱۰۔ محمد بن معتضد (بار دوم)	۷۹۱ھ	"	۸۰۸ھ

۱۱۔ عباس بن متوکل ۸۰۶ھ "" ۸۱۶ھ

۱۲۔ داؤد بن متوکل ۸۱۶ھ "" ۸۳۵ھ

۱۳۔ سلیمان بن معتضد ۸۳۵ھ "" ۸۵۴ھ

۱۴۔ حمزہ بن معتضد ۸۵۴ھ "" ۸۵۹ھ

۱۵۔ یوسف بن معتضد ۸۵۹ھ "" ۸۸۴ھ

۱۶۔ عبدالعزیز بن یعقوب ۸۸۴ھ "" ۹۰۳ھ

۱۷۔ یعقوب بن عبدالعزیز ۹۰۳ھ "" ۹۲۰ھ

۱۸۔ محمد متوکل علی اللہ ۹۲۰ھ / ۱۵۱۴ء "" ۹۲۳ھ / ۱۵۱۸ء

متوکل علی اللہ مصر کے آخری خلیفہ کے زمانے میں سلطان سلیم اول عثمانی نے مصر پر قبضہ کر کے حکومت خاندان مملوک کو ختم کر دیا۔ ۹۲۳ھ میں ممالک مصر کے ساتھ عباسی خلافت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

○ ○ ○

باب پنجم

اسپین پر اموی سلطنت

یورپ کے اس جنوبی و مغربی جزیرہ نما کو اندلس، اسپین، ہسپانیہ، وغیرہ ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کا رقبہ دو لاکھ مربع میل سے بھی زیادہ ہے۔ اس کی آب و ہوا تمام ممالک سے بہتر۔ چاندی کی کانیں اور دوسری دھاتیں بھی اس میں پائی جاتی ہیں۔ مسلمان بادشاہ اندلس (SPAIN) کی ترقی و کامیابی کا باعث بنے۔ زراعت کا اچھا انتظام کیا۔ مدرسے تعمیر کرائے، کتب خانے کھول دئے۔

مسٹر ڈرائر اندلس کے کتب خانوں کے متعلق لکھتا ہے کہ:

"خلفائے اندلس کے کتب خانے میں چھ لاکھ جلدیں مختلف زبانوں کی موجود تھیں جن کی فہرست ۴۴ جلدوں میں مرتب کی گئی تھی اور ۷۰ کتب خانے خاص اور عام لوگوں کے لئے موجود تھے۔"

آج مغرب کو اپنے جس سائنس و تہذیب اور ثقافت پر ناز ہے اس کی بنیاد اسپین کے مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں ڈالی تھی جبکہ اقوام مغرب کے خیالات تاریکی میں بھٹک رہے تھے۔ جس کی تصدیق سرایڈورڈ تھارپی، کر رہا ہے۔ وہ اپنی کتاب علم کیمیا کی ایک مستند تاریخ میں لکھتا ہے کہ:

"مغرب کی تاریکی کو مسلمانوں نے اپنے علمی اور تحقیقی مشغلوں سے روشن اور منور کیا۔ روگر بیکن ایسا مشہور سائنسدان بھی اپنی معلومات کیلئے ابن رشد اور بو علی سینا کا رہین منت رہا۔"

مسٹر ڈرایر "کتاب اسلام دیئج عائم خالدؒ" کے صفحہ ۲۰۶ پر لکھتا ہے کہ:

"عربوں نے یورپ میں وہ راستہ قائم کیا جو ان کی ادبیات کا مسلک ہے۔ جنوبی اطالیہ میں ان کے علوم عام ہو گئے۔ اطالیہ میں

طبی یونیورسٹی ۹۰ھ م ۱۱ء میں قائم کی ۔ پہلی رصدگاہ عربوں نے
اسبلیہ میں بنائی ۔"

مسٹر موسیہم جرمنی "غرائب العرب" جلد ثانی صفحہ ۱۳۶ پہ لکھتا ہے کہ:

"اسپین کے عرب طب، فلسفہ، علم فلکی کا سرچشمہ ہیں جو بلاد یورپ
میں اسلامی بادشاہوں نے رائج کئے ۔ فیاضی و سخاوت میں بھی یہ
لوگ ضرب المثل تھے ۔"

اندلس کی عدالتیں بھی تاریخ اسلام میں بہت مشہور ہیں ۔ جہاز سازی میں
بھی انھوں نے کافی ترقی کی ۔ خلیفہ عبدالرحمٰن نے ایک اتنا بڑا جہاز بنایا تھا کہ اس
وقت تک یورپ میں کوئی جہاز اس پایہ کا نہیں تھا ۔

ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ:

"عرب بہت بڑے جہازران تھے ۔ ان کے تعلقات چین سے اس
وقت قائم ہو چکے تھے جبکہ اس براعظم کے وجود کا علم تک اہلِ
یورپ کو نہ تھا اور غالباً عربوں ہی نے پہلے قطب نما کا استعمال جہاز
رانی میں کیا ۔" [تمدن عرب ص ۴۴۴]

چنانچہ مسلمانوں نے اپنے دورِ اقتدار میں جہاز رانی کو فن کے درجہ کمال
تک پہنچادیا تھا اور ان کا اقتدار سمندروں پر بھی تھا ۔

فان کریمر لکھتا ہے کہ:

"جس زمانے میں کہ عرب تاجر یا ان کے گماشتے وسط ایشیا میں ہر جگہ
پہنچے ہوئے تھے، نیز جب کہ وہ بحیرۂ خزر اور بحر اسود میں تجارت کے
لئے سفر کر رہے تھے اور اندلس و صقلیہ کے راستے ممالک یورپ
کے ساتھ ان کی تجارت جاری تھی، اسی زمانے میں افریقہ کی سرزمین
بھی ان کی تجارت گاہ بنی ہوئی تھی ۔ تجارتی مقصد کے لئے وہ بحر
اوقیانوس کے جنوبی ساحل کے تمام علاقوں میں پھیلتے چلے گئے اور

انھوں نے دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کے انتہائی مدارس طے کر لئے۔ اگر ایک طرف ان قافلوں کی رسائی وسط افریقہ کے بڑے بڑے دریاؤں تک تھی تو دوسری طرف اسی براعظم کی جھیل چاؤ تک ان کی تجارت پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ان کے جہاز مصر اور عرب سے مشرقی ساحل تک آتے جاتے رہتے تھے۔"

ماہنامہ "آستانہ دہلی جولائی ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۹ میں رقم طراز ہے:

"ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے زمانے میں جہاز رانی اور جہاز سازی کو نمایاں ترقی ہوئی اور بڑے بڑے جہاز سازی کے کارخانے قائم تھے۔"

ایک روسی سیاح نکولو کونٹی جو پندرھویں صدی میں ہندوستان آیا تھا لکھتا ہے کہ:

"ہندوستان کے باشندے ہمارے جہازوں سے بڑے اور اچھے جہاز بناتے ہیں۔" [پندرھویں صدی میں ہندوستان از ہلکوٹ سوسائٹی]

فلپ کے ہٹی اپنی کتاب "عرب اور اسلام" میں لکھتا ہے کہ:

"بغداد اور دوسرے تجارتی مرکزوں سے عرب تاجر مشرق بعید یورپ اور افریقہ کے کپڑے، جواہرات، شیشہ کا سامان اور گرم مسالہ جہازوں کے ذریعے بھیجا کرتے تھے۔ ساتویں اور آٹھویں صدی کے درمیان بھی، مسلمان تاجر مشرق میں بری اور بحری دونوں راستوں سے چین تک پہنچ چکے تھے۔ اور ادھر انھوں جزیرۂ زنجبار اور افریقہ کے جنوبی ساحلوں کے آخری سرے تک رسائی حاصل کر لی تھی۔"

المقدسی بحر ہند اور بحر عرب کے اہم مقامات اور سمندروں کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"ہر جہاز میں جنگی سپاہیوں کا اور ان لوگوں کے ایک گروہ کا ہونا

ضروری تھا جو پٹرول کے ذریعے دشمنوں پر آگ پھینکتے تھے۔ غرض کہ ۳۵۰ھ کے قریب صرف بغداد میں تیس (۳۰) ہزار تجارتی کشتیاں تھیں۔"

ہسپانیہ کی سرزمین میں کئی مشہور فلاسفر اور سائنسدان گزرے ہیں۔ قرطبہ اسپین کا دار الخلافہ تھا۔ جس کی عظمت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ: "مسلمانوں کے عہد حکومت میں شہر قرطبہ کی لمبائی دس میل سے کم نہ تھی۔ پندرہ ہزار سے زیادہ ملازمین سرکار کے مکانات تھے۔ ایک لاکھ کے قریب امراء کے گھر تھے۔ سات سو مساجد، نو سو حمام ایسے تھے جن میں ہر خاص و عام غسل کرتے تھے۔ قرطبہ کی جامع مسجد کی بنیاد ۷۸۴ھ میں عبدالرحمٰن اول نے رکھی تھی۔ اس کے بعد ہر خلیفہ کے وقت کچھ نہ کچھ تعمیری کام ہوتے رہے۔ مجموعی اعتبار سے یہ مسجد ایک عجیب و غریب چیز تھی۔ دس ہزار بتیاں اس میں روشن ہوتی تھیں۔ تین سو آدمی صرف بتیاں روشن کرنے اور خوشبو کا اہتمام کرنے کے لئے مقرر تھے۔ مشہور ہے کہ ایک لاکھ تیس ہزار اس شہر میں صرف ریشم باف تھے۔ شاہی کتب خانے میں چار لاکھ سے زیادہ کتب موجود تھیں [مقالات شبلی (تاریخی حصہ اول) جلد پنجم ص ۲۴] مورخین کا بیان ہے کہ شاذونادر ہی کوئی کتاب تھی جو حکم کے مطالعے میں نہ آئی ہو۔

قرطبہ کی ہر بستی میں پنچایتیں قائم تھیں۔ گداگری قانوناً ممنوع تھی۔ اپاہج اور ناکارہ لوگوں کے لئے وظائف مقرر تھے۔ قرطبہ کے لوگ ہر فن میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کو علم و ادب سے خاص لگاؤ تھا۔ قرطبہ کی یونیورسٹی کا شمار دنیا کی بہترین درسگاہوں میں ہوتا ہے۔ یونیورسٹی کی لائبریری میں اس وقت دنیا کی تمام لائبریریوں سے زیادہ کتب موجود تھیں۔ ہر سال یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم اسناد ہوتا تھا۔ سالانہ جلسوں میں علمی مجالس گرم ہوتیں، طبیعیات (PHYSICS) ، کیمیاء (CHEMISTRY) ، طب (MEDICINE) ، فلسفہ (PHILOSOPHY) ،

تاریخ (HISTORY) اور بیشتر دیگر مضامین کی جدید تحقیقات پر اظہار خیال ہوتا اور تنقید کی جاتی ۔ اسپین پر عربوں کی حکومت جب تک قائم رہی ، ہر فرقہ آزادی سے متمتع ہوتا رہا ۔ لیکن جب ان کی سلطنت کا چراغ گل ہوا تو عیسائی پادریوں کے ہاتھوں سے محکمہ ء احتساب اعمال کے نام سے خود عیسائیوں پر وہ مظالم ٹوٹے جن کے ذکر سے تاریخیں بھری پڑی ہیں ۔

فریڈرک مارٹن لکھتا ہے کہ :

" مسلمان عموماً آزاد پسند تھے ۔ انھوں نے اپنی عیسائی رعایا کو کامل آزادی دی تھی ۔ عیسائیوں کو عام اجازت تھی کہ وہ اپنے گرجاؤں میں اور عام اجتماعات میں جو چاہیں کریں ، اور جس عقیدے کو چاہیں اختیار کریں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود عیسائی مسلمان حکومت کو عیسائی حکومتوں پر ترجیح دینے لگے ۔ "

[دی آوٹ لائن آف نالج ۔ جلد ۲ ص ۳۲۱]

الغرض قرطبہ ایک مثالی سلطنت تھی لیکن زوال سلطنت کے بعد کہیں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اندلس میں کبھی مسلمانوں کی عملداری تھی ۔

۱۔ امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ

۱۳۸ھ م ۷۵۶ء تا ۱۷۲ھ م ۷۸۸ء

مدت خلافت : ۳۳ سال ۴ ماہ * عمر ۵۹ سال

شہزادہ عبدالرحمٰن نے اندلس میں ابتری دیکھ کر ۱۳۸ھ میں وہاں پہنچ کر حکومت کا اعلان کر دیا اور قرطبہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا ۔

یہ نیک طینت ، حوصلہ مند اور مدبر تھا ۔ اس نے اسپین میں جا بجا مسجدیں تعمیر کرائیں ۔ مدارس قائم کئے جن میں فرانس ، اٹلی ، جرمنی اور یورپ کے ملکوں کے ہزاروں طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے اور ان طلبا کے جملہ اخراجات حکومت

اسپین خود برداشت کرتی تھی۔ طلباء کو اپنی تعلیم پر ایک پیسہ بھی خرچ کرنا نہیں پڑتا تھا۔ چنانچہ یورپ میں علوم و فنون کی روشنی انہیں کی بدولت پھیلی۔

فرانسیسی مورخ موسیو سیدیو "امیر عبدالرحمٰن" کے متعلق لکھتا ہے کہ:

"یہ اموی خاندان کا وہ حوصلہ مند حکمران ہے جس کی زندگی کا ایک حصہ مفلوک الحال اور غریبی میں گزرا ہے، لیکن یہ اپنی حوصلہ مندی کی بدولت اسپین کا خود مختار حکمران بن گیا۔ اور وہاں ایک ایسی مضبوط اسلامی سلطنت قائم کردی جو صدیوں تک پورے یورپ میں ممتاز رہی، عبدالرحمٰن بن معاویہ صرف لائق سپہ سالار ہی نہیں تھا بلکہ بہت بڑا علم دوست بھی تھا۔ چنانچہ اس کی علم دوستی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ علم کی روشنی صرف قرطبہ اور اسپین ہی میں نہیں پھیلی بلکہ یورپ سے بھی جہالت کی تاریکی دور ہونے لگی اہل یورپ کو امیر عبدالرحمٰن اور اس کے جانشینوں کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یورپ نے ان لائق مدبروں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔"

عبدالرحمٰن نے جامع قرطبہ کی نادار الوجود عمارت کی بنا ڈالی جس کو اس کے فرزند ہشام نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا، نظام آب رسانی میں اضافہ کیا۔ کوہسار میرامورنیا سے نہریں کاٹ کر قرطبہ لائی گئیں اور انہیں ملک کے گوشے گوشے میں پہنچادیا۔ باغات لگانے کی مہم آغاز کی۔ ۱۷۲ ہجری میں عبدالرحمٰن نے وفات پائی۔

۲۔ ہشام بن عبدالرحمٰن

۱۷۳ھ م ۷۸۸ء تا ۱۸۰ھ م ۷۹۵ء

مدت خلافت: ۷ سال چند ماہ * عمر ۴۰ سال

یہ بادشاہ متقی، عالم و فاضل تھا۔ اس لئے علما دین اسے عمر بن عبدالعزیز

ثانی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اس نے ملک بھر میں کثرت سے تعلیمی ادارے قائم کئے۔اس کے عہد میں اشاعت دین کا بہت کام ہوا۔حدیث کی تعلیم عام ہوئی۔قرطبہ کی مسجد کو اس نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔مدارس میں عربی زبان کو لازمی قرار دیا۔۱۸۰ ہجری میں اچانک بیمار ہو کر انتقال کر گیا۔

۳۔ حکم بن ہشام

۱۸۰ھ تا ۲۰۶ھ

مدت خلافت: ۲۷ سال

یہ بڑا اولوالعزم اور دلیر، ادب دوست حکمران تھا۔اس کے عہد میں فنون لطیفہ نے بڑی ترقی کی۔اس نے ادبا و شعرا کی حوصلہ افزائی کی۔اس کے زمانے میں بڑے بڑے قصر تعمیر ہوئے۔حکم نے ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔

۴۔ عبدالرحمٰن ثانی بن حکم

۲۰۶ھ تا ۲۳۸ھ

مدت خلافت: ۳۱ سال چند ماہ

یہ نہایت نیک نیت، ہر دلعزیز اور بیدار مغز بادشاہ تھا۔اس بادشاہ نے عوام کے اخلاقی معیار کو بلند کرنے کی جانب خاص توجہ دی۔اس نے غیر مسلموں کی پوری پوری حفاظت کی۔فوجی طاقت میں اضافہ کیا۔قرطبہ میں پانی کے متعدد خزانے بنا کر نلوں کے ذریعے شہر میں پانی پہنچایا۔جامع قرطبہ کو کئی گناہ وسیع کیا۔اس کے زمانے میں قرطبہ نے صنعت و حرفت میں خوب ترقی کی۔چنانچہ طلائی و نقرئی زیورات، سنگ مرمر کی چیزیں، چمڑے کی مصنوعات، کتب، پارچہ جات اور زربفت و کمخواب تک قرطبہ ہی میں تیار ہونے لگے اور یہاں کے مصنوعات تمام

یورپ جانے لگیں۔

اس نے رفاہِ عام کے بہت سے کام کئے۔ بے شمار مسجدیں، پل، سڑکیں اور سرائیں بنوائیں، شفاخانے اور حمام تعمیر کرائے۔ ہر جگہ مدارس قائم کر کے تعلیم کو عام کیا، فن موسیقی کو ترقی دی۔ اس بادشاہ کے زمانے میں اسپین میں چھری کانٹے سے کھانا کھانے کا رواج شروع ہوا۔ ۲۳۸ھ میں عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا۔

۵۔ محمد بن عبدالرحمٰن

۲۳۸ھ تا ۲۷۳ھ

مدت خلافت: ۳۴ سال عمر ۶۶ سال

یہ بادشاہ مدبر نہ ہونے کی بنا، پر اسپین کی اسلامی حکومت کو سخت نقصان پہنچا۔ بہت سے نو مسلم عیسائی اسلام سے مشرف ہو کر اس کے عہد میں دوبارہ پھر عیسائی بن گئے۔ ۲۷۳ھ میں فوت ہوا۔

۶۔ منظر بن محمد: ۲۷۳ ہجری تا ۲۷۵ھ: ۲ سال حکومت کی۔

۷۔ عبداللہ بن محمد: ۲۷۵ ہجری تا ۳۰۰ھ: ۲۵ سال حکومت کی۔

۸۔ عبدالرحمٰن ثالث بن محمد

۳۰۰ھ تا ۳۵۰ھ

مدت خلافت: ۵۰ سال * عمر ۷۲ سال

یہ بادشاہ شجاع، دلیر، فیاض، مدبر، سیاست داں اور علم و ہنر کا دلدادہ تھا۔ ان کا دور یورپ اور ایشیا میں مثالی سمجھا جاتا ہے۔ انھوں نے بیجا ٹیکسوں کو منسوخ کیا۔ اس خلیفے کے زمانے میں اسپین علمی اعتبار سے اوج کمال کو پہنچ گیا۔ اور قرطبہ علوم و فنون کا مرکز بن گیا۔ مکہ، مدینہ، دمشق، قیروان، قاہرہ، یمن، قسطنطنیہ،

ایران، یونان وغیرہ کے علماء اور ماہرین فن قرطبہ میں جمع ہوگئے تھے۔ اس کے عہد میں تجارت کی ترقی میں اضافہ ہوا۔ چنانچہ قرطبہ سے سونا، چاندی، لوہا، پیتل، ریشمی پارچہ جات، اونی کپڑے، زیتون، عنبر، سیماب، عطریات، کتب اور دیگر اشیاء باہر جانے لگیں۔ عبدالرحمٰن نے اندلس کو رشک فردوس بنادیا تھا۔ روئے زمین پر اس کے برابر کوئی شہر نہیں تھا۔ بقول شاعر:

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

عبدالرحمٰن نے سلطنت اسپین کو اتنی طاقتور حکومت بنادیا تھا کہ ۳۱۷ھ میں اس سلطان نے خلیفتہ المسلمین اور امیر المومنین کا خطاب اختیار کرلیا تھا۔ شاہان یورپ اس کے نام سے تھراتے تھے۔ اس خلیفہ کا انتقال ۳۵۰ھ میں ہوا۔

۹۔ حکم ثانی بن عبدالرحمٰن بن ثالث

۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ

مدت خلافت: ۱۶ سال

یہ سلطان جید عالم، بہت ہی دیندار، وسیع النظر، رعایا پرور اور عدل و انصاف کا شائق تھا۔ اس نے شراب نوشی اور نشی اشیاء کی تجارت قانوناً ممنوع قرار دی۔ علوم و فنون کی طرف خاص توجہ دی اور عمر بھر لوگوں کے اخلاق سدھارنے کے لئے کوشاں رہا۔

اس نے بے شمار مدرسے اور ہزاروں کتب خانے کھولے جن میں ہر فن اور ہر موضوع کی بے شمار کتابیں موجود تھیں۔ صرف شاہی کتب خانے میں چھ لاکھ کتب موجود تھیں۔ حکم ثانی مرض فالج میں مبتلا ہوکر ۳۶۶ھ میں فوت ہوا۔

۱۰۔ ہشام ثانی بن حکم

۳۶۶ھ تا ۳۹۹ھ

یہ سلطان گیارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ ہشام، سلطان حکم کی عیسائی بیوی ملکہ صبح کے بطن سے پیدا ہوا۔ یہ سلطان کم عمر ہونے کی وجہ سے عامر کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا رہا۔ آخرکار باغیوں نے عامر کو قتل کر ڈالا اور ہشام ۳۹۹ھ میں معزول کر دیا گیا۔

۱۱۔ محمد مہدی بن ہشام

۳۹۹ھ تا ۴۰۰ھ

اس کے تخت نشین ہوتے ہی اسپین کی اسلامی حکومت کا سارا نظام درہم برہم ہو گیا۔ مہدی کی نااہلی کی وجہ سے قرطبہ عیسائیوں کے قبضے میں چلا گیا۔ اس لئے مہدی کو معزول کر کے اس کی بجائے ہشام ثانی کو قید خانے سے نکال کر دوبارہ تخت پر بٹھایا گیا اور مہدی کو ۴۰۰ھ میں قتل کر دیا گیا۔

۱۲۔ ہشام ثانی بن حکم (بار دوم)

۴۰۰ھ تا ۴۰۳ھ

یہ دوبارہ ۴۰۰ھ میں قرطبہ کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت اسپین کی اسلامی حکومت پاش پاش ہو چکی تھی۔ ۴۰۳ھ میں مستعین نے ایک زبردست حملہ کر کے قرطبہ پر قبضہ کر لیا۔ ہشام مقتول ہوا اور مستعین نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

۱۳۔ مستعین باللہ

۴۰۳ھ تا ۴۰۷ھ

یہ بادشاہ برائے نام تین سال چند ماہ حکومت کر کے ۴۰۷ھ میں علی بن حمود

سے شکست کھاکر قتل ہو گیا۔اس طرح اندلس سے بنی امیہ کی خلافت کا خاتمہ ہو گیا اور اندلس میں طوائف الملوکی کا دور شروع ہوا اور ہر صوبے اور ضلع میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں۔



باب ششم

سلطنت عثمانیہ

سلطنت عثمانیہ کے بانی عثمان خان کے جداعلیٰ سلیمان شاہ نے چنگیز خاں کی غارت گری سے تنگ آکر سلجوقی فرمانروا علاء الدین کیقباد کی مدد کی اور تمام خطروں سے بالکل پاک و صاف کیا۔ سلطان علاء الدین کیقباد ارطغرل اور سلیمان شاہ سے بے حد متاثر ہو کر خوب نوازا اور سلیمان شاہ کو سلجوقی افواج کا سپہ سالار بنادیا۔ ارطغرل کے ۶۵۷ھ میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عثمان رکھا گیا۔ یہی سلطنت عثمانیہ کا بانی ہے۔ ارطغرل کی وفات کے بعد یہ باپ کا جانشین بنا اور سلطان علاء الدین ثانی نے اپنی سلطنت کا سپہ سالار بھی بنادیا اور اس کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی بھی کردی۔ اس کے بعد عثمان خاں سپہ سالار سے وزیر اعظم بنا۔ سلطان علاء الدین ثانی کو کوئی لڑکا نہیں تھا۔ صرف ایک لڑکی تھی جو عثمان کے عقد میں آئی اس لئے جب ۶۹۹ھ میں علاء الدین ثانی فوت ہوا تو اراکین سلطنت نے عثمان خاں کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔

۱۔ سلطان عثمان خاں غازی

۶۹۹ھ تا ۷۲۶ھ

(بانئی سلطنت عثمانیہ) * مدت سلطنت ۲۸ سال

یہ سلطان بڑا حوصلہ مند تھا۔ اس نے ترکی سلطنت قائم کرکے اسے مضبوط بنادیا۔ اس نے ترکوں کا سرخ جھنڈا اور اس میں چاند تارا بنایا۔ اس نے عیسائیوں سے شہر قراء حصار فتح کرکے اسے بجائے قونیہ کے اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ ۷۲۶ھ میں اس سلطان کا انتقال ہوا۔

۲۔ ارخان بن عثمان خاں

۷۲۷ھ تا ۷۶۱ھ

یہ تخت نشین ہوتے ہی تمام ایشیائے کوچک کو فتح کرکے درد انیال کے ساحل تک اپنی حکومت کو وسیع کیا۔ یہ سلطان بروصہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ ۷۶۱ھ میں ارخان کا انتقال ہوا۔

۳۔ مراد خاں اول

۷۶۱ھ تا ۷۹۱ھ

یہ سلطان ۷۶۱ھ میں ایڈریانوپل کو فتح کرکے اسے دارالسلطنت قرار دیا۔ ۷۶۵ھ میں تھریس اور رومینیا (RUMANIA) بھی فتح کرلیا۔ ۷۷۸ھ میں بلغاریہ، سرویہ، ہنگری، پولینڈ، روس، آسٹریا، اٹلی اور بوسنیا کی سلطنتوں نے متحدہ طور پر ترکوں پس حملہ کیا لیکن ان کو شکست ہوئی۔ ۷۹۱ھ میں بلغاریہ نے خراج دینا منظور کرلیا۔ اسی سال مراد خاں ایک عیسائی سردار کے ہاتھ دھوکے سے مارا گیا۔

۴۔ سلطان بایزید یلدرم

۷۹۱ھ تا ۸۰۵ھ

یہ بہت دلیر حکمران تھا۔ یورپین ممالک اس کے نام سے کانپتے تھے۔ ۷۹۱ھ میں مشرقی یورپ میں ڈینوب تک کا علاقہ فتح کرلیا۔ ۷۹۹ھ میں فرانس، پولینڈ، انگلستان، جرمنی، اٹلی، آسٹریا، ہنگری اور بوسنیا وغیرہ نے متحد ہوکر سلطنت عثمانیہ پر حملہ کیا۔ ان کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ ان کے مقابلے میں ترکوں کی تعداد بیالیس ہزار۔ نکوپولس کے میدان میں فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ مجاہدین اسلام نے عیسائیوں کو مار بھگایا۔ انگلستان، فرانس، پولینڈ، اٹلی، جرمنی اور بوسنیا کے پچیس (۲۵) فرمانروا اور شہزادے قید ہوئے۔ لیکن سلطان بایزید نے سب کو رہا کردیا اور

ان سے کہا کہ تم لوگ جا کر جنگی تیاریاں کریں تاکہ اب وہ اپنے ملک میں ترکوں سے مقابلہ کر سکیں۔ چنانچہ اس نے ایتھنز، آسٹریا اور ہنگری کے بیشتر حصوں پر قبضہ کر لیا۔

آخرکار ۸۰۵ھ میں یہ مرد مجاہد تیمور کے لوہے کے پنجرے میں بڑی بیدردی سے انتقال کیا۔ جس کی وجہ سے اسلامی دنیا کو کافی خسارہ ہوا۔

۵۔ سلطان محمد خاں اول

۸۱۶ھ تا ۸۲۵ھ

یہ سلطان گیارہ سال کی خانہ جنگی کے بعد ۸۱۶ھ میں ایڈریانوپل میں تخت نشین ہوا۔ یہ مستقل مزاج اور باہمت سلطان تدبر اور ہوشمندی سے برباد شدہ سلطنت کی عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ لیکن نو سال حکومت کر کے سکتہ کے مرض سے اچانک ۸۲۵ھ میں فوت ہوا۔

۶۔ سلطان مراد خاں ثانی

۸۲۵ھ تا ۸۵۵ھ

یہ سلطان متحدہ یورپ کو دو بار ذلت آمیز شکستیں دیں۔ ۸۳۴ھ میں یونان کا جنوبی حصہ اور سالونیکا فتح کر لیا۔ سرویہ کو بھی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ یہ سلطان حکومت کی بنیادوں کو از سر نو مستحکم کر کے ۸۵۵ھ میں انتقال کیا۔

۷۔ محمد خاں ثانی

۸۵۵ھ تا ۸۸۶ھ

اس سلطان نے ۸۵۷ھ میں قسطنطنیہ فتح کیا۔ محمد خاں ثانی نے قسطنطنیہ کی فتح کے بعد اس کو دارالسلطنت قرار دیا۔ اس کے بعد دریائے ڈینیوب کے شمالی

صوبوں سے لے کر بلگریڈ تک قبضہ کرلیا۔ ۸۶۰ھ میں رومانیہ، بلغاریہ،
یوگوسلاویہ اور ہنگری فتح ہوا۔ ۸۶۵ھ میں جزائر یونان، وینس اور اٹلی کا شہر ٹورنٹو
فتح کرکے وہاں اسلامی پرچم لہرایا۔ محمد خاں نے اپنے عہد میں بارہ سلطنتیں اور
ریاستیں دو سو سے زائد شہر اور قلعے فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کردئے۔

۸۔ سلطان بایزید

۸۸۶ھ تا ۹۱۸ھ

بایزید ایک عظیم الشان جنگی بیڑا تیار کرکے ۹۰۶ھ میں اس کے ذریعے،
وینس، اٹلی، اسپین اور فرانس کے متحدہ بیڑوں کو شکست دی۔

۹۔ سلطان سلیم خاں اول

۹۱۸ھ تا ۹۲۶ھ

یہ سلطان بہادر بھی تھا اور معاملہ فہم بھی۔ اس نے الجزائر کو اپنی عملداری
میں شامل کیا تھا۔ ۹۲۰ھ میں اس سلطان نے ایران کا بڑا حصہ فتح کرلیا۔ اس کے بعد
آرمینیہ، جارجیا اور کوہ قاف کا علاقہ فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ ۹۲۴ھ
میں مصر کے چرکسی سلطان طومان اور مصر کے نام نہاد عباسی خلیفہ کو شکست دے
کر مصر پر قبضہ جمالیا۔ پھر حرمین پر بھی سلطان کا قبضہ ہوگیا۔

۱۰۔ سلطان سلیمان خاں اعظم

۹۲۶ھ تا ۹۷۴ھ

یہ سلطان عدل و انصاف کا بے حد دلدادہ تھا۔ داد و دہش میں بھی امتیازی
درجہ رکھتا تھا۔ اس نے دینی احکام کی پابندی کے لئے قوانین وضع کئے۔
بداخلاقیوں کی روک تھام کی۔ بے شمار مدرسے اور دارالعلوم قائم کئے۔ غریبوں

اور معذوروں نیز بیوہ عورتوں کو ماہانہ وظائف مقرر کئے ۔ قانون فوج داری، قانون پولیس اور دیگر قوانین میں بھی اصلاحات کیں ۔ اس نے مختلف اشیاء کی قیمتیں نیز اجرت کی شرحیں تک مقرر کر دی تھیں ۔

سلیمان خاں کا دور ترکوں کا عروجی دور کہا جاتا ہے ۔ اس وقت تک ترک تقریباً تین چوتھائی یورپ فتح کر چکے تھے ۔ روئے زمین پر اتنی وسیع اور طاقتور سلطنت کوئی دوسری نہیں تھی ۔ سلیمان اعظم کی سلطنت کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کم و بیش اکیس (۲۱) چھوٹے اور بڑے ممالک پر مشتمل تھی۔

۱۱۔ سلطان سلیم خاں ثانی

۹۷۴ھ تا ۹۸۲ھ

یہ سلطان شراب خوار اور عیاش تھا ۔ اس کے عہد میں جزیرۂ قبرص پر پورا تسلط حاصل ہوا ۔ سلطان سلیم خاں کے بعد یہ سلاطین ہوئے ۔

۱۲۔ سلطان مراد خاں ثالث	۹۸۲ھ م ۱۵۷۴ء	تا	۱۰۰۳ھ م ۱۵۹۴ء
۱۳۔ سلطان محمد خاں ثالث	۱۰۰۳ھ م ۱۵۹۴ء	تا	۱۰۱۲ھ م ۱۶۰۳ء
۱۴۔ سلطان احمد خاں اول	۱۰۱۲ھ م ۱۶۰۳ء	تا	۱۰۲۶ھ م ۱۶۱۷ء
۱۵۔ سلطان مصطفیٰ خاں	۱۰۲۶ھ م ۱۶۱۷ء	تا	۱۰۲۷ھ م ۱۶۱۸ء
۱۶۔ سلطان عثمان خاں ثانی	۱۰۲۷ھ م ۱۶۱۸ء	تا	۱۰۳۲ھ م ۱۶۲۳ء
۱۷۔ سلطان مراد خاں رابع	۱۰۳۲ھ م ۱۶۲۳ء	تا	۱۰۴۹ھ م ۱۶۴۰ء
۱۸۔ سلطان ابراہیم خاں	۱۰۴۹ھ م ۱۶۴۰ء	تا	۱۰۵۸ھ م ۱۶۴۸ء
۱۹۔ سلطان محمد خاں چہارم	۱۰۵۸ھ م ۱۶۴۸ء	تا	۱۰۹۹ھ م ۱۶۸۸ء
۲۰۔ سلطان سلیمان خاں ثانی	۱۰۹۹ھ م ۱۶۸۸ء	تا	۱۱۰۲ھ م ۱۶۹۵ء
۲۱۔ سلطان احمد خاں ثانی	۱۱۰۲ھ م ۱۶۹۱ء	تا	۱۱۰۶ھ م ۱۶۹۵ء
۲۲۔ سلطان مصطفیٰ خاں ثانی	۱۱۰۶ھ م ۱۶۹۵ء	تا	۱۱۱۴ھ م ۱۷۰۳ء

۲۲۔ سلطان احمد خاں ثالث ۔۔۔ ۱۱۱۴ھ م ۱۷۰۳ء تا ۱۱۴۳ھ م ۱۷۳۰ء

۲۴۔ سلطان محمود خاں اول ۔۔۔ ۱۱۴۳ھ م ۱۷۳۰ء تا ۱۱۶۸ھ م ۱۷۵۴ء

۲۵۔ سلطان عثمان خاں ثالث ۔۔۔ ۱۱۶۸ھ م ۱۷۵۴ء تا ۱۱۷۱ھ م ۱۷۵۸ء

۲۶۔ سلطان مصطفیٰ خاں ثالث ۔۔۔ ۱۱۷۱ھ م ۱۷۵۸ء تا ۱۱۸۷ھ م ۱۷۷۴ء

۲۷۔ سلطان عبدالحمید خاں اول ۔۔۔ ۱۱۸۷ھ م ۱۷۷۴ء تا ۱۱۹۸ھ م ۱۷۸۴ء

۲۸۔ سلطان سلیم خاں ثالث ۔۔۔ ۱۱۹۸ھ م ۱۷۸۴ء تا ۱۲۲۲ھ م ۱۸۰۷ء

۲۹۔ سلطان مصطفیٰ خاں رابع ۔۔۔ ۱۲۲۲ھ م ۱۸۰۸ء تا ۱۲۲۳ھ م ۱۸۰۷ء

۳۰۔ سلطان محمود خاں ثانی ۔۔۔ ۱۲۲۳ھ م ۱۸۰۸ء تا ۱۲۵۵ھ م ۱۸۳۹ء

۳۱۔ سلطان عبدالحمید خاں ثانی ۔۔۔ ۱۲۵۵ھ م ۱۸۳۹ء تا ۱۲۷۷ھ م ۱۸۵۹ء

۳۲۔ سلطان عبدالعزیز خاں ۔۔۔ ۱۲۷۷ھ م ۱۸۵۹ء تا ۱۲۹۳ھ م ۱۸۷۵ء

۳۳۔ سلطان مراد خاں خامس ۔۔۔ ۱۲۹۳ھ م ۱۸۷۵ء تا ---

۳۴۔ سلطان عبدالحمید خاں ثالث ۔۔۔ ۱۲۹۳ھ م ۱۸۷۵ء تا ۱۳۲۶ھ م ۱۹۰۹ء

۳۵۔ سلطان محمد خاں خامس ۔۔۔ ۱۳۲۶ھ م ۱۹۰۹ء تا ۱۳۴۴ھ م ۱۹۲۶ء

۳۶۔ سلطان وحید خاں کے بعد سلطان عبدالحمید تخت پر بیٹھے ۔ یہ سلطنت عثمانیہ کے آخری تاجدار تھے ۔ لیکن چھ ماہ بعد ان کو معزول کر کے جمہوری حکومت قائم کر دی گئی ۔ اس کے پہلے صدر مصطفیٰ کمال ہوئے دوسرے صدر عصمت انونو تھے اور تیسرے صدر رفیق سادام ۔

○ ○ ○

باب ہفتم

حکومت غزنویہ ۔ افغانستان و ہندوستان

یہ حکومت افغانستان اور ہندوستان میں ۳۶۶ھ سے ۵۷۹ھ تک یعنی دو سو تیرہ سال قائم رہی ۔ ۳۶۶ھ میں سبکتگین امیر ناصرالدین کے لقب سے غزنین کے تخت پر بیٹھا تاریخِ اسلام میں اس کا شمار شاندار حکومتوں میں ہوتا ہے ۔

۱۔ امیر ناصرالدین سبکتگین	۳۶۶ھ تا ۳۸۷ھ ۔ ۲۱ سال حکومت کی ۔
۲۔ امیر اسمٰعیل بن سبکتگین	۳۸۷ھ مطابق ۹۹۸ء ۔ صرف ۷ ماہ حکومت کی ۔
۳۔ محمود غزنوی بن سبکتگین	۳۸۷ھ تا ۴۲۱ھ ۔ ۳۵ سال حکومت کی ۔
۴۔ امیر محمد بن محمود	۴۲۱ھ تا ۴۲۲ھ اور ۴۳۲ھ تا ۴۳۳ھ ۔
۵۔ امیر مسعود بن محمود	۴۲۲ھ تا ۴۳۲ھ گیارہ سال حکومت کی ۔
۶۔ امیر مودود بن مسعود	۴۳۳ھ تا ۴۴۱ھ ۔ ۹ سال حکومت کی ۔
۷۔ مسعود بن مودود	۴۴۱ھ صرف چند ماہ حکومت کی ۔
۸۔ علی بن مسعود	۴۴۱ھ " "
۹۔ عبدالرشید بن محمود	۴۴۲ھ تا ۴۴۴ھ ۔ ۳ سال حکومت کی ۔
۱۰۔ فرخ زاد بن مسعود	۴۴۴ھ تا ۴۵۱ھ ۔ ۶ سال حکومت کی ۔
۱۱۔ ابراہیم بن مسعود	۴۵۱ھ تا ۴۹۲ھ ۔ ۴۲ سال حکومت کی ۔
۱۲۔ مسعود بن ابراہیم	۴۹۲ھ تا ۵۰۸ھ ۔ ۱۶ سال حکومت کی ۔
۱۳۔ شہزادہ بن مسعود	۵۰۸ھ صرف چند ماہ حکومت کی ۔
۱۴۔ ارسلان بن مسعود	۵۰۸ھ تا ۵۱۲ھ ۔ ۵ سال حکومت کی ۔
۱۵۔ بہرام شاہ بن مسعود	۵۱۲ھ تا ۵۴۷ھ ۔ ۳۵ سال حکومت کی ۔

بـاب ہشتم

چھوٹی چھوٹی اسلامی سلطنتیں

۱۔ سلطنت ادریسیہ ۔ مراکش ۱۷۲ھ م ۷۸۸ھ تا ۳۱۱ھ

ادریس بن عبداللہ جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے تھا ۔ ۱۷۲ھ میں اس حکومت کی سنگ بنیاد رکھی ۔ یہ حکومت مراکش (افریقہ) میں قائم ہوئی ۔ اس کے دس بادشاہوں نے ۱۲۹ برس تک حکومت کی ۔

۲۔ سلطنت اغلبیہ ۔ طرابلس (TUNES) ۱۸۴ھ تا ۲۹۶ھ

ابراہیم بن اغلب نے طرابلس میں اس سلطنت کی بنیاد رکھی ۔ اغلبیہ خاندان کے گیارہ بادشاہوں نے ۱۱۲ سال حکومت کی ۔

۳۔ سلطنت طاہریہ ۔ خراسان ۲۰۹ھ تا ۲۵۹ھ

یہ حکومت خراسان میں ۲۰۹ھ میں قائم ہوئی ۔ پانچ بادشاہوں نے ۵۰ برس تک حکومت کی ۔

۴۔ سلطنت علویہ ۔ طبرستان ۲۵۰ھ تا ۳۱۶ھ

۲۵۰ھ طبرستان میں سلطنت علویہ قائم ہوئی ۔ چار بادشاہوں نے ۶۶ برس حکومت کی ۔

۵۔ سلطنت صفاریہ ۔ سجستان ۲۵۳ھ تا ۲۹۸ھ

حکومت صفاریہ کا بانی یعقوب بن لیث تھا ۔ اس کے پانچ بادشاہوں نے ۲۵ سال تک حکومت کی ۔

۶۔ سلطنت طولونیہ ۔ مصر ۲۵۴ھ تا ۲۹۲ھ

اس حکومت کا بانی ابن طوطان تھا ۔ اس سلطنت کے پانچ بادشاہوں نے ۳۸ سال حکومت کی ۔

۷۔ سلطنت سامانیہ ۔ ماؤراالنہر ۲۶۱ھ تا ۳۹۵ھ

اس حکومت کا بانی اسد بن سامان بہران چوبین کی نسل سے تھا۔ اس کے دو بادشاہوں نے ۱۳۴ برس تک حکومت کی۔

۸۔ سلطنت فاطمیہ عبیدیہ ۔ مغرب اقصیٰ و مصر ۲۹۷ھ تا ۵۶۷ھ

عبیداللہ مہدی نے ۲۹۷ھ میں اس حکومت کی سنگ بنیاد رکھی ۔ فاطمی دولت مصر و افریقہ کے ساتھ ساتھ شام کا علاقہ بھی زیر نگیں تھا۔

سلاطین فاطمیہ کے پاس زبردست بحری بیڑا تھا، جو یورپ کے مقابلے میں کسی طرح کم نہ تھا۔ جہاز سازی کے بڑے بڑے کارخانے تھے ۔ ہر طرح کے چھوٹے بڑے تجارتی، سفری اور جنگی جہاز تیار کئے جاتے تھے اور بحر قلزم میں دوڑاتے تھے۔ فاطمی سلاطین کا دارالحکومت مہدیہ بحری بیڑوں سے پٹا پڑا تھا جو جنگی جہاز مصر کے کارخانے میں بنائے گئے تھے، ان کی تعداد بہت زیادہ تھی ۔ صرف مصر میں ایک مرتبہ جہاز شمار کئے گئے تو ان کی تعداد چھ سو قطعات پر مشتمل تھی ۔ یہ جہاز مختلف شکلوں اور سائزوں کے ہوا کرتے تھے ۔ چند کے نام یہ ہیں:

مثلاً شلندریات، شوانی، مسطحات، طراوات، عشارات ۔ حراقات وغیرہ ۔ شلندری جہاز فوجوں کی سواری کے لئے تھا ۔ شونہ میں برج ہوتے تھے ۔ مسطحات ایک قسم کے جنگی جہاز ہوتے تھے ۔ طرار چھوٹی سی کشتی ہوتی تھی مگر بہت مضبوط اور بہت ہی تیز رفتار ۔ عشیری ندیوں میں چلنے والی کشتیاں ۔ حراقہ جن میں توپ، منجنیق، وغیرہ ۔ آلات حرب لدے ہوتے تھے جن سے حملہ کیا جاتا تھا۔

[المعوالدین اللہ ص ۸۷ ۔ ۱۸۶]

اس حکومت کے ۱۴ بادشاہوں نے ۲۷۰ سال تک حکومت کی ۔

۹۔ سلطنت صافیہ ۔ مراکش ۳۱۱ھ تا ۳۶۳ھ

موسیٰ بن ابی الصافہ نے ۳۱۱ھ میں مراکش میں اس سلطنت کی بنیاد رکھی ۔ جس میں چار بادشاہوں نے باون (۵۲) سال تک حکومت کی ۔

۱۰۔ سلطنت زیاریہ ۔ جرجان ۳۱۶ھ تا ۴۳۰ھ

جرجان میں زیاریہ خاندان کے چھ بادشاہوں نے ۱۱۴ھ سال حکومت کی ۔

۱۱۔ سلطنت بنی بویہ ۔ ایران

خلافت عباسیہ کے کمزور ہونے کے بعد عماد الدولہ علی، رکن الدولہ حسن، معزالدولہ احمد، ان تینوں بھائیوں نے ۳۲۱ھ میں قائم کی ۔ یہ ابو شجاع بویہ کی اولاد میں سے تھے ۔ ان کا سلسلۂ نسب سلاطین فارس سے ملتا ہے ۔ ہر بھائی نے اپنی حکومت علیحدہ قائم کی جن کی وارث ان کی اولادیں ہوئیں ۔ انہوں نے سلطنت عباسیہ پر غلبہ حاصل کرلیا تھا ۔ اور خود کو امیر الامراء شہنشاہ کہتے تھے ۔

سلطنت بویہ کی پہلی شاخ عماد الدولہ علی کی ہے ۔ یہ ۳۲۱ھ سے ۱۲۶ سال تک قائم رہی ۔ اس حکومت میں دس بادشاہ گزرے ہیں ۔ دو وارثوں میں نزاع پیدا ہوا اس لئے حکومت دو حصوں میں منقسم ہو گئی اور دونوں کے دو بادشاہ ہوئے ۔ لیکن آخری بادشاہ نے پھر متحد کرلیا ۔ ۴۴۸ھ میں طغرل بیگ سلجوقی نے اس کو ختم کردیا ۔

اس کی دوسری شاخ رکن الدولہ حسن بویہ کی تھی ۔ یہ اصفہان میں ۳۲۱ھ سے ۴۴۳ھ تک ۱۲۲ برس قائم رہی ۔ اس میں سات بادشاہ ہوئے ۔ اس سلطنت پر بھی طغرل نے قبضہ کرلیا ۔ اس کی تیسری شاخ معزالدولہ کی بلاد کرمان میں تھی جو ۳۲۱ھ میں قائم ہوئی اور ۴۶ برس تک حکومت کی ۳۶۷ھ میں اس حکومت پر سلطنت بنی بویہ کی دوسری شاخوں نے قبضہ کرلیا ۔

۱۲۔ سلطنت ادریسیہ ثانیہ ۔ ریف و مراکش ۳۲۳ھ تا ۳۷۵ھ

اس حکومت کے تین بادشاہوں نے ریف و مراکش میں باون سال تک حکومت کی ۔

۱۳۔ سلطنت اخشیدیہ ۔ مصر ۳۲۳ھ تا ۳۵۸ھ

مصر میں یہ حکومت ۳۵ برس قائم رہی ۔ اس کے پانچ بادشاہ ہوئے ۔

۱۴۔ سلطنت مسافریہ دیلمیہ ۔آذربائیجان ۳۳۰ھ تا ۴۲۶ھ

حکومت دیلمیہ و مسافریہ آذر بائیجان میں ۹۶ سال قائم رہی ۔اس حکومت کے پانچ بادشاہ گزرے ہیں ۔

۱۵۔ سلطنت مرابطین ۔ مغرب اقصٰی واندلس

یہ دنیا کی چند شاندار حکومتوں میں شمار کی جاتی ہے ۔عبداللہ بن فقیہہ نامی بزرگ نے ایک مجلس کی بنیاد رکھی ۔کتاب و سنت کی پیروی کے لئے یہ مجبوری جہاد کی اور ۳۳۴ھ میں ابوزکریا یحییٰ بن عمر التوفی کو مرابطین کا حاکم بنایا۔حکومت مرابطین نے بعد میں کل مغرب اقصیٰ اور اندلس کو فتح کیا ۔امیر یوسف بن تاشفین کو جنگ زراقہ میں کامیابی ہونے کے بعد امیر المؤمنین کا لقب مل گیا ۔یوسف نے جنگ زراقہ میں فتح حاصل کرنے کے بعد اندلس کے مسلمان بادشاہوں کی خانہ جنگی کو ختم کرنے کے لئے علماء و فقہا کی متفقہ رائے سے اندلس پر قبضہ کرلیا ۔اس طرح ۴۸۵ھ میں اندلس خاندان مرابطون کے زیر نگین آگیا ۔

اس حکومت کے شاندار کارنامے ہیں ۔۵۴۱ھ میں موحدین نے اس پر قبضہ کرلیا ۔

۱۶۔ سلطنت کلبین ۔ سسلی ۳۳۶ھ تا ۴۲۱ھ

یہ حکومت ہمیشہ فاطمیوں کی باجگذار رہی اس کے دس حکمرانوں نے ۹۵ سال تک حکومت کی ۔

۱۷۔ سلطنت شاہینیہ ۔بطیحہ ۳۳۸ھ تا ۴۰۰ھ

اس کا بانی عمران بن شاہین جامدہ کا ایک معمولی ماہی گیر تھا لیکن یہ جری تھا۔ اس میں سات فرمانروا ہوئے جنہوں نے ۶۲ سال تک حکومت کی ۔

۱۸۔ سلطنت حسینیہ ۔کردستان ۳۵۰ھ تا ۴۰۶ھ

اس سلطنت کے چار بادشاہوں نے ۵۶ سال تک حکومت کی ۔

۱۹۔ سلطنت صہناجیہ ۔تیونس ۳۷۰ھ تا ۵۶۹ھ

اس حکومت میں آٹھ بادشاہ گزرے ہیں جنہوں نے ۱۹۶ سال تک حکومت کی

۲۰۔ سلطنت مروانیہ ۔ دیار بکر ۳۷۲ھ تا ۴۸۹ھ

اس کے پانچ بادشاہوں نے دیار بکر میں ۱۱۷ سال حکومت کی۔

۲۱۔ سلطنت مغراویہ ۔ مراقش ۳۸۱ھ تا ۴۸۹ھ

مغراویہ کی یہ حکومت ۱۰۸ سال قائم رہی ۔اس کے پانچ بادشاہ ہوئے۔

۲۲۔ سلطنت ایلیکیہ ۔ ترکستان ۳۸۲ھ تا ۴۹۱ھ

ایلک خاں نے اس کی سنگ بنیاد رکھی ۔اس کے ۹ بادشاہوں نے ترکستان میں ۱۱۳ سال حکومت کی۔

۲۳۔ سلطنت مزیدیہ ۔ حلب ۴۰۳ھ تا ۵۴۵ھ

اس کے آٹھ بادشاہوں نے ۱۴۲ سال تک حکومت کی۔

۲۴۔ سلطنت مرواسیہ ۔ حلب ۴۱۲ھ تا ۴۷۳ھ

یہ حکومت حلب میں ۵۹ سال قائم رہی ۔اس کے ۷ بادشاہ گزرے ہیں۔

۲۵۔ سلطنت سلجوقیہ ۔ ایران ۔ ۴۲۸ھ تا ۵۹۰ھ

بنی بویہ کے بعد سلجوقی ہی سلطنت عباسیہ کے سیاہ وسفید کے مختار تھے ۔ الپ ارسلان بن داؤد اس حکومت کا بہت بارعب اور شاندار حکمران گزرا ہے ۔ اس کے عہد حکومت میں اسلامی تقویم جلالیہ مرتب ہوئی ۔

عہد ملک شاہ سلجوقی حکیم خواجہ ابوالحاکم نے تین سال کی متواتر محنت سے ایک ترازو تیار کیا اور اس کو خزانے میں رکھا جس کے ذریعہ روپیہ کا کھرا اور کھوٹا اور خزانے کی کمی بیشی معلوم ہوجاتی ۔اتفاقیہ ٹوٹ جانے سے یہ حکیم اسی صدمے سے فوت ہوگیا۔

اس خاندان کے پندرہ بادشاہوں نے ۱۶۲ سال تک بڑے طمطراق سے حکومت کی ۔یورپ اور ایشیاء سلجوقیوں کے نام سے کانپتے تھے ۔تاریخ اسلام میں اس کا شمار عظیم الشان سلطنتوں میں ہوتا ہے۔

۲۶۔ سلطنت سلجوقیہ۔ ایشیائے کوچک ۴۲۸ھ تا ۷۱۸ھ

یہ حکومت بھی سلجوقیہ کی ایک شاخ تھی جو قونیہ اور اس کے اطراف میں ۲۹۰ سال تک قائم رہی۔ اس میں سولہ بادشاہ ہوئے۔ اسی حکومت کے خلیج ارسلان بن سلیمان نے پانچویں صدی ہجری میں مسیحیوں سے متعدد بار مقابلہ کیا اور صلیبی لڑائیوں میں ان پر فتح حاصل کی۔ تاتاریوں نے اس سلطنت کو ۷۱۸ھ میں کمزور کر دیا۔ اس کے بعد سلطنت عثمانیہ وجود میں آئی اور ترکوں نے نہ صرف ایشیا بلکہ یوروپ پر بھی مدتوں حکومت کرتے رہے۔

۲۷۔ سلطنت بوریہ۔ حلب اور شام ۴۷۱ھ تا ۵۴۹ھ

یہ حکومت شام اور حلب میں ۴۷۱ھ میں قائم ہوئی۔ یہ بھی سلجوقیہ کی طرح ایک شاخ تھی جو ۷۸ برس قائم رہی۔ اس کے دو دعویدار وقاق اور رضوان میں جنگ ہوئی۔ رضوان نے حلب پر قبضہ کر لیا اور وقاق شام کا حکمران بن بیٹھا۔ کچھ عرصہ بعد دونوں ختم ہو گئے۔

۲۸۔ سلطنت ورقیہ۔ دیار بکر اور ماردین ۴۸۰ھ تا ۷۸۵ھ

یہ حکومت بھی سلجوقیہ کی ایک شاخ تھی جو ۳۰۵ برس قائم رہی اس حکومت میں ۲۳ بادشاہ ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد اس کی بھی دو شاخیں ہو گئیں۔ دیار بکر کی حکومت ۶۲۷ھ میں ختم ہو گئی۔ لیکن ماردین کی ۷۸۵ھ تک باقی رہی۔

۲۹۔ سلطنت شاہات۔ آرمینیا ۵۰۲ھ تا ۶۰۴ھ

حکومت شاہات بھی سلجوقیوں کی ایک شاخ ہے جو آرمینیا میں قائم ہوئی۔ ۱۰۲ برس تک اس کے بادشاہ حکومت کرتے رہے اور بعد میں یہ حکومت ایوبیہ میں شامل ہو گئی۔

۳۰۔ سلطنت زنگیہ۔ جزیرہ اور شام ۵۲۱ھ تا ۶۵۷ھ

یہ حکومت بھی سلجوقیوں کی ایک شاخ تھی جو ۵۲۱ھ سے ۱۲۶ برس تک قائم رہی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی اسی حکومت کے ایک فوجی سردار تھے۔ انہوں نے

اپنی ملازمت کے زمانے میں بھی عیسائیوں سے متعدد بار مقابلہ کیا۔ ۶۵۷ھ میں تاتاریوں نے اس حکومت کو درہم برہم کر دیا۔ اس میں نو بادشاہ ہوئے۔

۳۱۔ سلطنت خوارزمیہ۔ ایران ۵۳۳ھ تا ۶۲۸ھ

یہ حکومت ۹۵ سال تک قائم رہی۔ ایک سلجوقی سردار نوشتگین بلباک اس حکومت کا بانی تھا۔ تاتاریوں نے اس کو بھی ختم کیا۔ اس میں چھ بادشاہ ہوئے۔

۳۲۔ سلطنت موحدین۔ مغرب اقصیٰ واندلس

امیر علی بن یوسف کے دور حکومت ۵۱۴ھ میں محمد بن تومرت کا ظہور ہوا۔ ۵۴۰ھ میں مہدی کا عروج شروع ہوا اور سلطنت موحدین قائم ہوئی جس نے مغرب اقصیٰ اور اسپین پر قبضہ کر لیا۔

۳۳۔ سلطنت غوریہ۔ افغانستان وہندوستان ۵۴۲ھ تا ۶۱۳ھ

حکومت غوریہ کا بانی ایک سلجوق غلام محمد بن حسین غوری تھا۔ افغانستان اور ہندوستان میں ستّر سال تک یہ حکومت قائم رہی اس میں سات بادشاہ ہوئے۔ سلطان شہاب الدین بن سارم غوری اس خاندان کے پانچویں بادشاہ تھے۔ جنہوں نے پرتھوی راج کو شکست دے کر دہلی فتح کیا اور ہندوستان کی حکومت اپنے غلام قطب الدین ایبک کو دی اس لئے قطب الدین نے ہندوستان پر حکومت کی اور اسی کا خاندان ہندوستان کا حکمران بنا۔ غوری سندھ کو عبور کر کے واپس جا رہا تھا۔ اس وقت باغیوں کے ایک گروہ نے اسے ہلاک کیا۔ افغانستان میں حکومت غوریہ ۶۱۳ھ میں حکومت خوارزمیہ میں ضم ہو گئی۔

۳۴۔ سلطنت ایوبیہ۔ شام اور مصر ۵۶۷ھ تا ۶۵۹ھ

تاریخ اسلام میں سطوت و جلال، رعب و ادب اور فتوحات کے لحاظ سے حکومت ایوبیہ عظیم ترین سلطنتوں میں شمار کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ صرف ۹۲ سال قائم رہی لیکن اس کی فتوحات نے یورپ میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ اسی کے دور میں عیسائیوں نے متحدہ طور پر بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے متعدد بار حملہ کئے اور ایڑی چوٹی کا

زور لگایا ۔ بالآخر فرانس ، جرمنی ، اسپین ، انگلینڈ ، برگنڈی ، اٹلی اور دیگر عیسائی حکمرانوں کو منہ کی کھانی پڑی ۔

الف: فاطمہ اسمٰعیلیہ کے خاتمے پر سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب نے خاندان ایوبی کی بنیاد ڈالی اور ۵۶۷ھ سے ۵۸۹ھ تک حکومت کی ۔اس نے یوروپین بادشاہوں کو بری طرح مار کر ارض مقدس سے نکال دیا ۔

انگلستان کے شیر دل بادشاہ رچرڈ کو صلاح الدین ہی نے شکست دی ۔ اس نے ملک مصر پر قبضہ کر کے پھر شام اور بیت المقدس کے مضافات کے شہر فتح کئے اور ملک شام سے عیسائیوں کی بیخ و بن کو اکھیڑ دیا ۔

صلاح الدین ، عابد ، اور درویش صفت بادشاہ تھا ۔ شریعت کا سختی سے پابند تھا ۔ عادل اور علم دوست تھا ۔ اس کا دربار علماء و فضلاء سے بھرا ہوا تھا ۔ یہ تہجد کی نماز تک نہ چھوڑتا تھا ۔ دولت کا بیشتر حصہ خلق خدا کے لئے اور رعایا کی بہبودی کے لئے صرف کرتا تھا ۔ اس کے عہد میں شاندار عمارتیں تعمیر ہوئیں ۔ بے شمار مدارس جابجا قائم کئے ۔ ۲۲ سال حکومت کر کے ۵۸۹ھ میں اس دار فانی سے کوچ کیا ۔

ب: ملک العزیز عثمان بن صلاح الدین ۔ ۵۸۹ تا ۵۹۶ھ ۔

عثمان نے مصر پر سات سال حکومت کر کے وفات پائی ۔

ج: منصور محمد بن عثمان ۔ ۵۹۶ھ مطابق ۱۲۰۰ء

یہ صغیر سنی کے باعث اسی سال حکومت سے معزول کیا گیا ۔

د: سیف الدین ابو بکر ۔ ۵۹۶ھ تا ۶۱۵ھ

یہ دمشق کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا اور مرنے سے پیشتر اپنے پانچوں بیٹوں میں تقسیم کر دیا ۔ ۶۱۵ھ میں اس کا انتقال ہوا ۔

ہ: کامل بن عادل ۔ ۶۱۵ھ تا ۶۳۵ھ

اس نے عیسائیوں کی خوب سرکوبی کی ۔ ۶۳۵ھ میں اس نے رحلت پائی ۔

و: ابو بکر بن کامل ۔ ۶۳۵ھ تا ۶۳۷ھ

یہ بادشاہ ۶۴۳ھ میں معزول کر دیا گیا۔

ز: صالح ایوب نجم الدین ۔ ۶۴۳ھ تا ۶۴۷ھ

یہ عادل بادشاہ جزیرہ کا فرمانروا تھا۔ صلیبیوں سے لڑتے ہوئے فوت ہوا۔

ح: توران شاہ ۔ ۶۴۷ھ مطابق ۱۲۴۹ء

اس بادشاہ کے تخت پر بیٹھنے کے اندرون دو ماہ مملوکوں نے اسے قتل کر دیا۔

ط: ملکہ شجرۃ الدر ۔ ۶۴۸ھ مطابق ۱۲۵۰ء

توران شاہ کے بعد ملک صالح کی محبوب ترین کنیز ملکہ شجرۃ الدر ۶۴۸ھ میں تخت مصر پر متمکن ہوئی۔ تین ماہ کے بعد اسے خود ہی تخت سے دست بردار ہونا پڑا۔

ی: ملک اشرف موسیٰ بن یوسف ۔

ملکہ شجرۃ الدر کی دستبرداری کے بعد امرائے سلطنت نے ملک اشرف کو تخت مصر پر بٹھایا لیکن وہ نا اہل ہونے کی بنا پر معزول کیا گیا اور اسی پر خاندان حکومت ایوبیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ ۶۵۹ھ میں اس حکومت پر تاتاریوں نے قبضہ جمایا۔

۳۵ ۔ سلطنت حفصیہ ۔ تیونس ۶۰۲ھ تا ۹۸۰ھ

ابو حفص یحییٰ بن عمر کے نام پر یہ حکومت منسوب کی گئی جو موحدین کی ایک شاخ تھی ۔ تیونس میں یہ حکومت ۳۷۸ سال قائم رہی ۔ اس میں ۳۰ بادشاہ گزرے ہیں ۔ اس حکومت کے آخری بادشاہ محمد بن حسن کو ۹۸۱ھ میں ترکی کمانڈر اسنان پاشا نے قید کر کے استنبول (قسطنطنیہ) میں سلطان سلیم کے پاس روانہ کیا اور تیونس سلطنت عثمانیہ میں ضم کر لیا اور بایات خاندان کے ایک اعلیٰ دماغ سیاست داں کو تیونس کے تخت پر بٹھایا۔

حکومت عثمانیہ کے زوال پر ۱۸۸۱ء میں فرانس نے اس پر حملہ کیا اور ۱۸۸۳ء میں ایک معاہدے کی رو سے یہ حکومت فرانس کے زیر نگرانی آگئی تھی اور اس

وقت سے بیسویں صدی کی پانچویں دہائی ختم ہونے تک یہ ملک فرانس ہی کے قبضے میں تھا لیکن اب یہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۶ء سے آزاد ہے۔

۳۶۔ سلطنت مرینیہ۔ مراقش ۶۱۰ھ تا ۸۶۹ھ

یہ حکومت مراقش میں ۲۵۹ سال باقی رہی۔اس کے آٹھ بادشاہ گزرے ہیں۔ سلطان منصور بن عبدالحق اس حکومت کا جلیل القدر فرمانروا گزرا ہے۔اس نے تمام مغرب اقصیٰ اور اندلس کو اپنے قابو میں کرلیا تھا۔

۳۷۔ سلطنت زیانیہ۔تلمسان ۶۳۳ھ تا ۷۹۵ھ

اس سلطنت کے آٹھ بادشاہوں نے ۱۶۲ سال تک حکومت کی۔یہ دو مرتبہ حکومت مرینیہ کی باجگذار ہوئی اور پھر خود مختار بن گئی۔۷۹۵ھ میں اس حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

۳۸۔ سلطنت شاہان بحریہ۔ مصروشام ۶۴۸ھ تا ۷۸۴ھ

۔ خاندان ابوایوبیہ کی حکومت کے بعد ۱۳۶ برس تک یہ حکومت قائم رہی اس میں ۲۹ بادشاہ گزرے ہیں۔اسی خاندان کے ایک جری و دلیر بادشاہ مظفرسیف الدین قطر نے ۶۵۷ھ میں تاتاریوں کو شام سے مار بھگایا اور ان کی اجتماعی قوت کو توڑ دی۔اس نے بھی صلیبی جنگوں میں عیسائیوں سے مقابلہ کیا اور بیت المقدس میں ان کے قدم جمنے نہ دئے۔

۳۹۔ سلطنت جراکسہ۔ مصراورشام ۷۸۴ھ تا ۹۲۳ھ

شاہان بحریہ کے بعد یہ حکومت ۱۳۹ سال قائم رہی۔اس خاندان کے ۲۴ بادشاہوں نے ۹۲۳ھ تک حکومت کی۔آخر یہ حکومت سلطنت عثمانیہ میں ضم ہوگئی۔

۴۰۔ سلطنت وطاسیہ۔ مراقش ۸۷۶ھ تا ۹۶۱ھ

یہ حکومت مرینیہ کی ایک شاخ تھی جو ۸۷۶ھ سے ۸۵ سال تک باقی رہی۔

۴۱۔ سلطنت سعدیہ۔ مراقش ۹۱۵ھ تا ۱۰۶۹ھ

اس حکومت کے پندرہ بادشاہوں نے ۱۵۴ سال تک حکومت کی ۔ یہ
سلطنت دولت اشراف سعدین کے نام سے بھی مشہور ہے ۔ اس کا بانی ابو عبداللہ
ئد قائم ہے ۔ ۱۰۶۹ھ میں سردار قبیلہء شبانات عبدالکریم نے اس حکومت پر قبضہ
رلیا ۔ لیکن دوسرے بادشاہ کی تخت نشینی کے بعد ہی اس حکومت کا خاتمہ ہو گیا ۔

۴۲ ۔ سلطنت اشراف علویہ غیلالیہ ۔ مراقش

مراقش میں اس خاندان کی حکومت ۱۰۵۰ھ سے شروع ہوئی ۔ مولیٰ محمد بن
ریف اس کے بانی تھے ۔ مظفر باللہ نے تمام مغرب اقصیٰ اور سوڈان تک قبضہ کر لیا
ا ۔

مولیٰ عبدالرحمٰن بن ہشام کے زمانے میں ۱۲۲۶ھ میں فرانسیسیوں نے الجزائر
قبضہ کر لیا ۔ مولیٰ عبدالحفیظ بن حسن نے مراقش پر فرانسیسیوں کی سیادت قبول
لی ۔ آخر کار ۱۹۵۵ء کے اواخر میں فرانسیسیوں سے آزادی حاصل کر لی ۔

○ ○ ○

باب نہم

ہندوستان کی مسلم حکومتیں

ہندوستان میں اسلام، عرب تاجروں کے ذریعہ مالابار اور سیلون میں پہنچا۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک مالابار اور مدراس کے بعض علاقوں میں مسلمانوں کی مادری زبان عربی ہے۔ فاتحین کی حیثیت سے سب سے پہلے فاتح سندھ محمد بن قاسم سترہ سالہ نوجوان مجاہد نے ۹۳ھ میں اپنے چچا حجاج بن یوسف ثقفی کے حکم سے سندھ پر حملہ کیا۔ الغرض ہندوستان پر مسلمانوں نے بڑی شان و دبدبہ کے ساتھ اس عظیم الشان ملک پر تقریباً گیارہ سو برس حکومت کی۔

۱۔ سلطنت خاندان غلامان۔ ہندوستان۔ ۶۰۳ھ م ۱۲۰۶ء تا ۶۸۸ھ م ۱۲۹۰ء

اس خاندان نے ہندوستان پر ۸۵ سال حکومت کی۔ قطب الدین ایبک اس کا بانی تھا۔ یہ لاہور میں ۶۰۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۶۰۷ھ میں چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ ایبک کا داماد التمش ایک جلیل القدر فرمانروا گزرا ہے۔ سلطانہ رضیہ بھی اسی خاندان کی ایک ملکہ تھی۔

سلاطین مملوک کے زمانے میں بعض شاندار عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ اس دور کی خاص عمارات مسجد قوت الاسلام، قطب مینار، جامع التمش وغیرہ ہیں۔ خاندان غلامان اپنے ساتھ ملبوسات کا ایک انبار لائے، سر سے پیر تک مختلف قسم کے کپڑے استعمال ہونے لگے۔ پارچہ بافی کے صدہا کارخانے کھلوائے اور اس صنعت میں بڑی بڑی ترقیاں کیں۔ بنکاری ڈیزائن اور چھپائی کے لاکھوں دستکار پیدا کئے۔ صدہا قسم کے کپڑے بنوائے جن کی تفصیل بہت طویل ہے۔ لہٰذا چند نام درج ذیل ہیں۔

اطلس، آب رواں، تن زیب، جامدانی، زری، نیم زری، سنگی، ٹسر، سوتی ٹسر، مخمل، گلبدن، مشجر، مشروع، غلطاں، طوس، جامے دار، ریزہ، کمخواب، ادھی،

• محمودی، ململ، سوسی، موج دریا، طاس گجراتی، دارائی، خز، خانی، قطنی، ایزی، دیبا، خارا وغیرہ۔

اس حکومت کے دس بادشاہوں نے ۶۸۸ھ تک حکومت کی۔ معزالدین کیقباد غلامان کا آخری بادشاہ ہے جس کو ایک وزیر نے قتل کر دیا۔

۲۔ سلطنت شاہان خلجی۔ ہندوستان ۶۸۸ھ تا ۷۲۱ھ

مملوک سلاطین کے بعد اس خاندان نے ۳۳ سال ہندوستان پر حکومت کی۔ اس سلطنت کا بانی ملک فیروز ۱۲۹۰ء میں تخت پر بیٹھا۔

یہ تجربہ کار، مدبر، اور بلند ہمت حکمران تھا۔ اس نے مغلوں کو متعدد بار شکست دی۔ خلجی خاندان کے پانچ بادشاہوں نے ۷۲۱ھ تک حکومت کی۔ اس خاندان کے دور حکومت میں اردو زبان کی تشکیل ہوئی۔

۳۔ سلطنت شاہان تغلق۔ ہندوستان ۷۲۱ھ تا ۸۱۷ھ

خلجیوں کے زوال کے بعد ترکستان کے وہ رئیس جو سندھ میں آباد ہوگئے تھے شاہان تغلق کے نام سے حکمران ہوئے۔ سلطان غیاث الدین تغلق، سلطان محمد شاہ تغلق اور سلطان فیروز تغلق، اس خاندان کے مشہور فرمانروا گزرے ہیں۔ محمد تغلق نے ۱۳۲۷ء میں پایہ تخت کو دہلی سے دیوگری تبدیل کیا۔ اس خاندان کے گیارہ فرمانرواؤں نے حکومت کی آخری بادشاہ ناصرالدین محمود شاہ کے عہد میں امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی میں اپنا وائسرائے مقرر کیا۔ لیکن پھر ایک بار تغلق ابھرے اور کچھ عرصہ بعد سیدوں نے ان کا خاتمہ کر دیا۔

۴۔ سلطنت سادات۔ ہندوستان ۸۱۷ھ تا ۸۵۵ھ

اس سلطنت کا بانی خضر خاں ایک لائق سپہ سالار تھا۔ اس کے چار فرمانرواؤں نے ۳۸ سال حکومت کی۔ یہ ایک کمزور حکومت ہونے کی وجہ سے

لودھیوں نے اس کو ختم کر دیا۔

۵۔ سلطنت شاہان لودھی۔ ہندوستان ۸۵۵ھ تا ۹۳۲ھ

اس سلطنت کا بانی بہلول لودھی تھا۔ اس کے تین بادشاہوں نے ۷۸ سال حکومت کی۔ سکندر لودھی اس خاندان کا دلیر اور بیدار مغز بادشاہ گزرا ہے۔ ابراہیم لودھی نے اس حکومت کو کمزور کر دیا۔ ۹۳۳ھ میں بابر نے حملہ کر کے دہلی فتح کر لیا اور لودھیوں کی حکومت ختم ہو گئی۔

۶۔ سلطنت مغلیہ۔ ہندوستان ۹۳۳ھ تا ۱۲۷۳ھ

شاہ ظہیرالدین محمد بابر نے ۹۳۳ھ میں لودھیوں کو شکست دے کر دہلی فتح کیا۔ صرف چار سال کے عرصہ میں بابر نے افغانستان، پنجاب، بہار اور بنگال پر قبضہ کر لیا۔ الغرض بابر مختصر سے عرصہ میں ہندوستان کے بہت بڑے حصہ کا مالک بن بیٹھا۔ تقریباً چار سال حکومت کرنے کے بعد ۹۳۷ھ آگرہ میں فوت ہو گیا اور کابل میں دفن ہوا۔

نصیرالدین محمد ہمایون بابر کے انتقال کے بعد ۹۳۷ھ میں آگرہ میں تخت نشین ہوا۔ ۹۴۷ھ میں ہمایوں کو شیر شاہ سوری نے ہندوستان سے نکال دیا۔ لیکن ہمایوں ۹۶۲ھ میں دوبارہ دہلی فتح کر کے بادشاہ بن بیٹھا۔

الف: نصیرالدین محمد ہمایوں۔ ۹۳۷ھ تا ۹۴۷ھ اور ۹۶۲ھ تا ۹۶۳ھ

ہمایوں فیاض اور بہادر تھا لیکن امور سلطنت سے ناواقف تھا۔ ۹۶۳ھ میں اچانک دہلی کے شاہی کتب خانے کی سیڑھیوں سے گر کر مر گیا۔

ب: جلال الدین محمد اکبر ۹۶۳ھ تا ۱۰۱۴ھ

یہ صرف تیرہ سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ اس نے آگرہ، پنجاب، اجمیر، گوالیار، لکھنؤ اور جون پور پر اپنا تسلط جما لیا۔ اودھ کا علاقہ بھی فتح کر لیا۔ گجرات، بنگال اور کشمیر کو بھی تسخیر کر لیا۔ اور ۱۵۶۸ء میں رنتھمبور اور کالنجر فتح کئے۔ ۱۵۶۹ء

میں فتح پور سیکری کی بنیاد ڈالی۔ اکبر نے اپنے زمانے میں دلی، لاہور، آگرہ، فتح پور، احمد آباد اور گجرات میں پارچہ بافی کے بڑے بڑے کارخانے کھلوائے اور ایران و چین سے کاریگر بلوا کر قیمتی کپڑے تیار کروائے۔ اسی کے زمانے میں لاہور میں ہزار سے زیادہ شال کے کارخانے جاری ہوگئے اور اکبر کے زمانے میں جانوروں کی نسلوں میں بھی ترقی ہوئی۔ اکبر کے صناعوں نے مختلف قسم کی توپیں ایجاد کیں۔ ان میں سے ایک سترہ نال کی تھی۔ اور ایک ہی دفعہ سب نالیں سر ہوتی تھیں۔ ایک ایسی تھی کہ چوڑیوں کے حلقے کی طرح الگ ہوجاتی تھیں اور ضرورت کے وقت حلقے ملا دیتے تھے تو ایک توپ بن جاتی تھی [مقالات شبلی حصہ دوم، جلد ششم ص ۲۱۱] ۔ اسی بادشاہ کا ایک درباری حکیم علی ایک عجیب و غریب حوض ایجاد کی۔ جس کی نظیر آج بھی مشکل سے ملے گی۔ اکبر نے شورہ سے پانی سرد کرنے کا رواج دیا۔ پہاڑوں سے برف آکر بازاروں میں بکنے لگی۔ خس کی ٹٹی بھی اکبر ہی کی ایجاد ہے۔ ۱۶۰۵ء میں اکبر بیمار ہو کر آگرہ میں انتقال کیا۔

ج۔ نورالدین محمد جہانگیر ۱۰۱۴ھ تا ۱۰۳۷ھ

یہ آگرہ میں تخت نشین ہوا۔ جہانگیر ادب و فن کا سرپرست تھا۔ تزک جہانگیری سے اس کی ادبی قابلیت کی جھلک نظر آتی ہے۔

اس نے جنوبی مشرقی ہند، کابل اور قندھار تک فتح کیا۔ جہانگیر کی زندگی کا اہم ترین واقعہ مہرالنساء کے ساتھ اس کا نکاح ہے جس نے بعد میں نورجہاں کا لقب پایا۔ نورجہاں نے زنانہ لباس اور زیورات میں نئی اختراعات کیں۔ آج دلی اور لکھنو کی بیگمات کے لباس اور وضع کے تمام تراش خراش سب نورجہاں کی عہد کی یادگاریں ہیں۔

مآثرالامراء میں لکھا ہے کہ:

"اکثر زیور و لباس تزئین و تقطیع کہ معمول ہنداست اختراعی و ابداعی اوست مثل دودامنی، جہت پشواز، بیج تولیہ، جہت اوڑھنی،

بادلہ و کناری ، عطر و گلاب و فروش چاندی ، ہمہ وضع اوست عہد
جہانگیری میں رفاہ عام کے بہت سے کام ہوئے۔
[تزک جہانگیری جلد اول ص ۱۳]

تزک جہانگیری صفحہ ۳ میں لکھا ہے کہ:

" اس نے حکم دیا کہ راستوں میں مسجدیں ، کنویں ، اور سرائیں
تیار کی جائیں ۔اس کے ساتھ یہ حکم دیا کہ جو شخص لاوارث مرے
اسکے متروکہ سے ، مسجدیں اور سرائیں ، کنویں اور تالاب تعمیر کئے
جائیں اور پلوں کی مرمت کرائی جائے ۔ تمام بڑے شہروں میں
اسپتال بنائے جائیں اور جن میں سرکاری طبیب علاج کے لئے مقرر
ہوں اور دوا وغیرہ سرکار سے دی جائے ۔"

جہانگیر نے حکم دیا کہ شہروں میں غلہ خانے قائم کئے جائیں ۔جہاں راہگیروں اور مسافروں کو کھانا تقسیم کیا جائے ۔اس نے ڈاک کے علاوہ حامہ بر کبوتر بھی تیار کئے۔ ۱۰۳۷ھ میں جہانگیر کا انتقال ہوا۔

د: محمد شہاب الدین شاہجہاں ۱۰۳۷ھ تا ۱۰۶۸

باپ کے انتقال کے بعد شاہجہاں تخت نشین ہوا۔اس نے شاندار عمارتیں اور قلعے تعمیر کرائے ۔اس دور کی خاص عمارات تاج محل ، موتی مسجد ، دیوان عام ، دیوان خاص اور جامع مسجد وغیرہ ہیں ۔

ہ: محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر ۱۰۶۸ھ تا ۱۱۱۷ھ

یہ نہایت متقی پرہیزگار اور اولوالعزم شہنشاہ تھا۔اس کی زیر نگرانی " فتویٰ عالمگیر" مشہور مذہبی کتاب مرتب کرائی گئی ہے۔یہ شہنشاہ اپنی ذات کے لئے شاہی خزانے سے ایک پیسہ تک نہ لیتا تھا۔اپنا گزارہ قران شریف لکھ کر اور ٹوپیاں سی کر کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی تجہیز و تکفین بھی اپنی ذاتی محنت کی کمائی سے کرنے کی وصیت کر کے ۱۱۱۷ھ دکن میں انتقال کیا۔

و: بہادر شاہ اول ۱۱۱۷ھ تا ۱۱۲۳ھ

۶ سال حکومت کی۔ اس کے دور حکومت میں خاندان مغلیہ کا زوال شروع ہوا۔

ز: جہاندار شاہ ۱۱۲۳ھ تا ۱۱۲۴ھ

ایک سال حکومت کی۔

ح: فرخ سیر ۱۱۲۴ھ تا ۱۱۳۱ھ

۷ سال حکومت کی۔

سیدوں نے اس کو کٹھ پتلی بنانا چاہا اس کشمکش میں مرہٹوں کی ساز باز سے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔

ط: شمس الدین ابو البرکات ۔ ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۹ء۔

یہ بادشاہ صرف تین ماہ میں فوت ہوا۔

ی: رفیع الدولہ ۔ ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۹ء ۔ صرف تین ماہ بعد فوت ہوا۔

ک: روشن اختر محمد شاہ ۔ ۱۱۳۱ھ تا ۱۱۶۱ھ اس نے ۳۰ سال حکومت کی۔

ل: احمد شاہ ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ ۔ ۵ سال حکومت کی۔

م: عالمگیر ثانی ۔ ۱۱۶۷ھ تا ۱۱۷۳ھ ۔ ۶ سال حکومت کی۔

ن: شاہ عالم ۱۱۷۳ھ تا ۱۲۲۱ھ ۔ ۴۷ سال حکومت کی۔

س: معین الدین اکبر ثانی ۔ ۱۲۲۱ھ تا ۱۲۵۳ھ ۔ ۳۳ سال حکومت کی۔

ع: بہادر شاہ ظفر ۔ ۱۲۵۳ھ تا ۱۲۷۳ھ ۔ ۱۸۳۷ء ۔ ۱۸۵۷ء ۔ ۳۸ سال حکومت کی۔

۱۸۵۷ء میں غدر ہوا۔ بہادر شاہ ظفر نے ہمایوں کے مقبرے میں پناہ لی۔ جہاں سے انگریزوں نے انہیں گرفتار کر کے رنگون میں نظر بند کر دیا۔ وہاں وہ پانچ سال تک کسمپرسی کی حالت میں زندہ رہ کر سلطنت مغلیہ کا یہ آخری چراغ ہمیشہ کے لئے بجھ گیا اور داعی اجل کو لبیک کہا۔

۷۔ پٹھانوں کا دور ثانی ۔ ہندوستان ۹۴۷ھ تا ۹۶۲ھ

ہمایوں کے فرار ہونے کے بعد ۹۴۷ھ میں شیر شاہ ہندوستان کا بادشاہ بن

بیٹھا۔ شیر شاہ مدبر دلیر اور وسیع النظر بادشاہ گزرا ہے۔ اس کی عمر میدان جنگ ہی میں گزری۔

شیر شاہ نے بنگالہ سے آگرہ، ماندو اور سونی پت تک راستے میں مسجدیں، پختہ کنویں اور سرائیں بنوائیں اور حکم دیا کہ ہندو اور مسلمان سب کے لئے سراؤں میں کھانا مہیا رہے اور سڑکوں کے دونوں طرف سایہ دار درخت لگائے۔

چنانچہ خافی خاں لکھتا ہے کہ:

"مابین راہ باشجار میوہ دار و درختاں سایہ دار برائے آرام مسافران نشاندہ۔"

اس حکومت کے چار بادشاہوں نے ۹۶۲ھ تک حکومت کی۔ اس کا قابل جانشین نہ ہونے کی بنا پر ہمایوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا۔

ہندوستان کی چھوٹی مسلم ریاستیں

۱۔ مسلم حکومت۔ بنگال ۷۲۲ھ تا ۹۸۲ھ

بنگال میں خاندان تغلق کے زوال کے بعد یہ حکومت قائم ہوئی اور اس کا بانی شمس الدین بھنگرہ تھا۔

۲۔ مسلم حکومت کشمیر ۷۲۷ھ تا ۹۹۶ھ

ایک درویش شاہ میر نے اس سلطنت کی بنیاد رکھی۔ یہ حکومت ڈھائی سو (۲۵۰) سو سال تک قائم رہی۔ ۹۹۶ھ میں مغلوں کے حملوں کی تاب نہ لا کر ختم ہو گئی۔

۳۔ مسلم حکومت۔ جونپور ۷۹۶ھ تا ۸۸۱ھ

اس حکومت کو خواجہ جہاں ملک الشرق نے ۷۹۶ھ میں بنیاد رکھی۔ اور شمالی ہند میں وسعت دی۔ تاریخ ہند میں علمی ترقی کے اعتبار سے اس کو بہت

اہمیت حاصل ہے - ۸۸۱ھ میں ختم ہو گئی -

۴ - مسلم حکومت - خاندیش ۷۹۶ھ تا ۱۰۰۸ھ

ملک راجی فاروقی نے ۷۹۶ھ میں اس حکومت کی بنیاد رکھی - اس کے زمانے میں علم و ہنر کی ترقی ہوئی - اس کے حکمرانوں نے تقریباً دو سو سال تک بہت شان و شوکت سے حکومت کی - اکبر نے اسے ۱۰۰۸ھ میں فتح کر کے سلطنت مغلیہ میں شامل کر لیا -

۵ - مسلم حکومت - مالوہ ۸۰۳ھ تا ۹۴۲ھ

۸۰۳ھ مالوہ میں دلاور خاں نے اس حکومت کی بنیاد رکھی - یہ شہاب الدین غوری کی اولاد سے تھا - ڈیڑھ سو سال تک یہ حکومت قائم رہی - شاہان مالوہ نے علوم و فنون اور فن تعمیرات کو بہت ترقی دی - یہ حکومت گجرات کی سلطنت میں ضم ہو گئی -

۶ - مسلم حکومت - گجرات ۸۱۱ھ تا ۹۷۹ھ

۸۱۱ھ میں مظفر شاہ گورنر گجرات نے خود مختاری کا اعلان کیا - اس حکومت میں چند لائق اور بہادر بادشاہ گزرے ہیں - گجرات کے حکمرانوں نے احمد آباد وغیرہ میں نفیس عمارات و باغات کی تعمیر کی زراعت اور صنعت و حرفت میں ترقی ہوئی - احمد آباد اور کئی شہروں میں بے شمار کارخانے قائم کئے - گجرات کے طول و عرض میں صدہا مدارس تھے اور بڑے بڑے عالم یہاں جمع ہو گئے تھے - ۹۷۹ھ میں اکبر نے اسے فتح کر کے سلطنت مغلیہ میں شامل کر لیا -

۷ - حکومت بہمنی - دکن ۷۴۸ھ تا ۹۳۶ھ

۷۴۸ھ میں خاندان تغلق کے زوال کے بعد دکن میں سلطنت بہمنی قائم ہوئی - علاء الدین حسن (ظفر خاں) بہمنی شاہ نے دکن میں خود مختاری کا اعلان کیا - اس کا پایہء تخت پہلے دولت آباد تھا - لیکن بہت جلد گلبرگہ کو دارالسلطنت بنایا - اس کے کل اٹھارہ حکمران گزرے ہیں - ان میں اکثر قابل اور علم دوست ہیں - احمد

خاں کے عہد میں پایہء تخت گلبرگہ سے بیدر منتقل کیا گیا۔

محمود گاواں اسی زمانے میں بیدر آیا تھا جو سر لشکر مقرر ہوا۔اس نے بیدر میں ایک مدرسہ اور ایک کتب خانہ ایجاد کیا اور ۱۴۸۱ھ میں قتل کیا گیا۔یہ حکومت پونے دو برس (۱۷۵) تک قائم رہی۔۹۳۶ھ میں یہ پانچ حصوں میں تقسیم ہو گئی۔اور بریدشاہی، عماد شاہی، نظام شاہی، عادل شاہی اور قطب شاہی حکومتیں قائم ہوئیں۔

۸۔ مسلم حکومت۔ بریدشاہی۔ بیدر ۸۹۰ھ تا ۱۰۱۷ھ

۸۹۰ھ میں ایک ترکی غلام قاسم برید نے بیدر میں اس کی بنیاد رکھی۔یہ شجاع، مدبر اور اعلیٰ درجہ کا خوشنویس تھا۔۱۰۱۷ھ میں بیجاپور کے عادل شاہی خاندان کا بیدر پر قبضہ ہوگیا۔

۹۔ مسلم حکومت عماد شاہی۔ برار ۸۹۰ھ تا ۹۶۸ھ

۸۹۰ھ میں فتح اللہ عماد شاہ نے سلطنت برار کی بنیاد رکھی۔یہ ایک نو مسلم تھا۔۹۶۸ھ میں احمد نگر کے نظام شاہی خاندان کا برار پر قبضہ ہو گیا۔

۱۰۔ مسلم حکومت۔ نظام شاہی۔ احمد نگر ۸۹۰ھ تا ۱۰۴۲ھ

احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت کا بانی ملک احمد شاہ تھا۔یہ برہمن قوم کا نو مسلم تھا۔جس کا نام "بہما بھٹ" تھا۔اس نے احمد نگر آباد کیا۔اس کے جانشینوں نے سلطنت کو وسعت دینے کی کوشش کی۔اس کے بارہ حکمران گزرے ہیں۔مغلوں کے مقابلے میں چاند بی بی کے کارنامے بہت نمایاں ہیں۔سلطانہ چاند بی بی ایک اولوالعزم خاتون تھیں۔مغلوں نے ۱۶۳۳ء میں اس کا خاتمہ کر دیا۔

۱۱۔ مسلم حکومت۔ عادل شاہی۔ بیجاپور ۸۹۶ھ تا ۱۰۹۷ھ

بیجاپور کے سلطنت کا بانی یوسف عادل خاں ترک تھا۔اس نے یوسف عادل شاہ کا لقب اختیار کر کے ۸۹۶ھ میں خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔یہ مدبر اور ماہر نظم و نسق تھا۔اس کے خاندان نے بیجاپور پر تقریباً دو سو برس حکومت کی۔اس

کے ۹ بادشاہ ہوئے۔اس خاندان کے بادشاہوں کو فن تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ جس کی وجہ سے بیجاپور میں اچھے اچھے صناع جمع ہوگئے تھے۔اسی خاندان کے ایک بادشاہ ابراہیم عادل شاہ نے تمام کاروبار سلطنت ہندوؤں کے ہاتھ میں دے دیا تھا یہاں تک کہ دفتر کی زبان بھی بدل دی تھی۔یعنی فارسی کے بجائے ہندی کر دی تھی۔

تاریخ فرشتہ میں اس کے حالات میں لکھا ہے کہ:

"دفتر فارسی برطرف ساختہ بہامنہ (یعنی برہمن) را صاحب دخل گردانید"

۱۰۹۷ھ میں بیجاپور پر مغلوں کا قبضہ ہوگیا۔سکندر عادل شاہ نے قلعہ بیجاپور سے نکل کر عالمگیر کے حوالے کیا۔اورنگ زیب نے اس کے گزارے کے لئے ایک لاکھ روپئے مقرر کئے۔اس طرح ۱۶۸۶ء میں عالمگیر نے بیجاپور پر قبضہ کر کے خاندان عادل شاہی کا خاتمہ کر دیا۔

۱۲۔ مسلم حکومت قطب شاہی۔گولکنڈہ ۹۱۶ھ تا ۱۰۹۹ھ

گولکنڈہ کی سلطنت کا بانی سلطان قلی قطب شاہ تھا۔یہ تلنگانہ کے علاقے کا حاکم تھا۔۹۱۶ھ۔۱۵۲۰ء میں سلطان قلی نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔گولکنڈہ پر قطب شاہی خاندان کے آٹھ بادشاہوں نے ۱۸۴ برس حکومت کی۔

الف: سلطان قلی قطب شاہ۔۹۱۶ھ تا ۹۴۷ھ

سلطان قلی علم الحساب کا بڑا ماہر تھا۔یہ اپنے بیٹے جمشید قلی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

ب: جمشید قلی قطب شاہ۔۹۴۷ھ تا ۹۵۴ھ

ج: سبحان قلی قطب شاہ۔صرف چند ماہ حکومت کی۔

د: ابراہیم قلی قطب شاہ ۹۵۴ھ تا ۹۸۴ھ

گولکنڈہ کے ذی اثر لوگوں کے دعوت دینے سے ابراہیم گولکنڈہ کے قریب آیا تو اس کا شاہانہ استقبال کیا گیا اور وہ ابوالمظفر ابراہیم شاہ کے لقب سے تخت سلطنت

پر بیٹھا ۔ ابراہیم تخت نشین کے بعد جمشید کے زمانے میں جو افراتفری تھی اس کو دور کیا اور یہ رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور بہتر انتظام کرنے کی وجہ سے وہ سب میں ہر دلعزیز ہو گیا ۔ ابراہیم کے زمانے میں ایسا امن تھا کہ لوگ سونا اچھالتے جاتے تھے۔ اس نے کئی محل ، باغات ، اور تالاب بنوائے ۔ کئی مساجد اور حمام تعمیر کرائے ۔ ابراہیم پٹن کا تالاب اور حسین ساگر بھی اس نے بنوائے ۔ تالی کوٹ کی جنگ اس کے عہد کا بڑا واقعہ ہے ۔

ہ: محمد قلی قطب شاہ ۔ ۱۵۸۰ء تا ۱۶۱۲ء

۱۵۸۰ء میں محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم تخت نشین ہوا ۔ شہر حیدر آباد کا یہ بانی تھا ۔ اس نے شہر میں بڑی بڑی شاہراہیں بنوائیں ۔ قلی قطب شاہ کے زمانے میں بعض شاندار عمارتیں بھی تعمیر ہوئیں ۔ اس دور کی خاص عمارات جامع مسجد ، چارمینار ، چار کمان ، دارالشفاء ، جلو خانہ ، جابدار خانے ، دولت خانہ شاہی ، شاہی عاشور خانہ ، ندی محل اور خدا دادا محل وغیرہ ہیں ۔ محمد قلی قطب شاہ خود بھی اچھا شاعر تھا ۔ اس کے عہد میں فارسی کے اچھے اچھے شاعر دارالسلطنت میں اکٹھے ہو گئے تھے ۔ اس کے علاوہ اردو کے نغز گو شاعر بھی اس زمانے میں ابھرے ۔

و: محمد قطب شاہ ۔ ۱۶۱۲ء تا ۱۶۲۶ء

محمد قلی کے انتقال کے بعد ۱۶۱۲ھ میں گولکنڈہ کے تخت پر بیٹھا ۔ محمد قطب شاہ کو فن تعمیر کا بہت شوق تھا ۔ چنانچہ مکہ مسجد جو شہر کی سب سے بڑی مسجد ہے اسی کی بنائی ہوئی ہے ۔ اس نے حیدر آباد کے مشرق میں چار میل کے فاصلے پر ایک نئے شہر "سلطان نگر" کی بنیاد ڈالی ۔ جس کو حیدر آباد کے نمونے پر بنانے کی کوشش کی ۱۶۲۶ھ میں اس کا انتقال ہوا ۔

ز: عبداللہ قطب شاہ ۔ ۱۶۲۶ء تا ۱۶۷۲ء

عبداللہ قطب شاہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا ۔ اس کے زمانے میں ماہ محرم میں گوشت کی دکانیں بند کر دی جاتیں ۔ شراب اور سیندھی فروخت کرنے

کی ممانعت تھی ۔ تنبولی پان فروخت نہیں کر سکتے تھے ۔ نائیوں کو بال کاٹنے اور مونڈھے کی اجازت نہیں تھی ۔ اس کے عہد میں مغلوں کا حملہ دکن پر ہوا ۔ جس کے نتیجے کے طور پر بیجاپور اور گولکنڈہ کی حکومتوں نے دب کر صلح کر لی ۔ اور پیش کش مقرر ہوا ۔

عبداللہ قطب شاہ آرام طلبی کا خوگر تھا ۔ سیر سپاٹوں اور باغوں میں عیش منانے کا زیادہ شوق تھا ۔ اس بادشاہ کو بھی فن تعمیر کا شوق تھا ۔ چنانچہ دولت خانہ شاہی اور بازار میں دو عالیشان عمارتیں تعمیر کروائیں ۔ ادے گری (ضلع نیلور) کے پہاڑ پر بھی اس نے دو مسجدیں تعمیر کروائیں جن میں نصب شدہ کتبوں سے اب بھی بخوبی پتہ چلتا ہے ۔

چنانچہ رابرٹ سویل نے لکھا ہے کہ :

"۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۵۹ء میں ایک باغ اور ۱۰۷۱ھ مطابق ۱۶۶۰ء میں ایک مسجد شیخ حسین کی زیر نگرانی عبداللہ قطب شاہ والیٔ گولکنڈہ کے ایماء سے بنائی گئی ۔"

[آرکالاجیکل سروے آف سدرن انڈیا ۔ جلد اول ص ۱۴۱]

۱۶۷۲ء میں عبداللہ کا انتقال ہوا ۔ اس کی جگہ اس کا داماد ابوالحسن تاناشاہ تخت نشین ہوا ۔

ح: ابوالحسن تاناشاہ ۔ ۱۶۷۲ء تا ۱۶۸۷ء

اس بادشاہ کے حکومت سنبھالتے ہیں مرہٹوں اور مغلوں کا خطرہ بڑھ گیا ۔ آخرکار ۱۰۹۹ھ میں شہنشاہ اورنگ زیب نے گولکنڈہ پر قبضہ کر کے اس حکومت کا خاتمہ کر دیا اور ابوالحسن کو دولت آباد بھیج دیا گیا ۔

و: دکن کی مسلم حکومت

اس حکومت کے بانی نظام الملک آصف جاہ ہیں ۱۱۳۸ھ میں اس کی بنیاد رکھی اور یہ حکومت سات بادشاہوں تک چلی ۔ جس کے آخری بادشاہ میر عثمان علی خاں

رہے اور ان کی حکومت پولیس ایکشن ماہ ستمبر ۱۹۴۸ء میں ختم ہو کر حکومت ہند میں ضم ہو گئی۔

۱۳۔ مسلم حکومت۔ میسور ۱۷۶۱ء تا ۱۷۹۹

الف: حیدر علی۔ ۱۷۶۱ء تا ۱۷۸۲ء

یہ سلطنت مغلوں کی باجگزار تھی۔ میسور کی سلطنت کا بانی حیدر علی ایک معمولی سپاہی کے عہدے سے ترقی کر کے ۱۷۶۱ء میں میسور کا بادشاہ بنا۔ اس کو اپنی نئی سلطنت کے استحکام میں بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ ۱۷۸۲ء میں آرکاٹ کے قریب حیدر علی کا انتقال ہوا۔

ب: ٹیپو سلطان۔ ۱۷۸۲ء تا ۱۷۹۹ء

حیدر علی کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ٹیپو سلطان حکمران بنا۔ اس سلطان نے دارالسلطنت کی مادی تعمیر کے ساتھ ذہنی تعمیر کی بھی کوشش کی۔

پروفیسر سروری نے بھی لکھا ہے کہ:

> "اس زمانے میں میسور کے بعض دور دراز حصوں کی عورتیں اور مرد برہنہ رہتے تھے۔ سلطان کے حکم سے ان کے لئے لباس پہننا ضروری قرار دیا گیا۔ رسم و رواج کے لئے بھی قاعدے اور قانون بنائے گئے تھے۔

[اردو کی ادبی تاریخ ص ۲۱۳]

ٹیپو سلطان کو فن تعمیر کا شوق تھا۔ چنانچہ اس نے سرنگا پٹم میں ایک وسیع جامع مسجد بنائی جو اب تک موجود ہے۔ کاویری ندی کے کنارے " دریا دولت باغ کے نام سے ایک محل بنوایا اور اس کی دیواروں پر تاریخی واقعات کے مرقع بنوائے آخر یہ سلطان ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو بوقت مغرب انگریزوں سے لڑتا ہوا شہید ہوا۔ اس کے

شہید ہوتے ہی سرنگا پٹم پر انگریز قبضہ کر کے سلطنت خدا داد کا خاتمہ کر دیا۔ اس حکومت کے خاتمے کے ایک سال بعد میسور سے فارسی زبان خارج کر کے دفاتر میں کنڑی اور انگریزی کو رواج دیا۔

ناقابل فراموش

(۱) دنیا کا سب سے مہنگا خط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرقل کے نام جو ۱۹۷۹ء میں دس کروڑ روپے میں فروخت ہوا۔

(۲) سب سے بڑا اسلامی ملک تعداد کے اعتبار سے انڈونیشیا، آبادی ۱۹ کروڑ ہے۔

(۳) سب سے بڑی اسلامی فوج عراق کی جو دس لاکھ سے زائد پر مشتمل ہے۔

(۴) سب سے غریب اسلامی ملک صومالیہ حبش ہے۔

(۵) دنیا میں اسلامی ممالک کا رقبہ ۳ کروڑ مربع کلومیٹر ہے۔ گویا پوری دنیا کا ۲۱ فیصد ہے۔

(۶) سب سے چھوٹا مسلم ملک مالدیپ (محل دیپ) آبادی ۲ لاکھ ہے۔

(۷) سب سے بڑا اسلامی ملک رقبہ کے اعتبار سے سوڈان، رقبہ ۹۱،۷۵۰۰ مربع میل۔

(۸) سب سے مالدار اسلامی ملک "برونی ایشیا ہے۔

(۹) پاکستان و عراق وہ اسلامی ملک ہیں جن کے پاس نیوکلیر پلانٹ ہیں۔

(۱۰) عراق عالم اسلام کا واحد ملک ہے جس کے پاس کیمیاوی ہتھیار ہیں۔

(۱۱) آبادی کے اعتبار سے اسلامی دنیا کا سب سے بڑا شہر کراچی (پاکستان میں ہے)

(۱۲) موجودہ دنیا کا سب سے قدیم شہر دمشق ہے۔

(۱۳) رقبہ کے اعتبار سے اسلامی دنیا کا سب سے بڑا شہر قاہرہ (مصر) ہے۔

(۱۴) دنیا کی سب سے بڑی مسجد، مسجد حرام مکہ مکرمہ، چار لاکھ مصلیوں کی گنجائش ۲ لاکھ مربع میٹر ہے۔

(۱۵) دنیا میں سب سے زیادہ ربر اور پٹ سن بنگلہ دیش میں ہے۔

(۱۶) دنیا کی مجموعی آبادی ۱۵ / ارب ۸ / کروڑ۔ جس میں ایک ارب ۱۷ کروڑ مسلمان، کل آبادی میں مسلمانوں کا تناسب ۲۳ فیصد ہے۔

(۱۷) حرم ثالث، بیت المقدس پر اسرائیل کا ناجائز قبضہ ۱۹۶۷ء سے ہے۔
(۱۸) عالم اسلام کی قدیم یونیورسٹی جامعہ قروین، مراقش میں ہے۔
(۱۹) عالم اسلام کی جملہ افواج ۸۵ لاکھ ہے۔

(تعمیر حیات لکھنو، ۱۰/ فروری ۱۹۹۱ء)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عہد حاضر کی مسلم حکومتیں

آج سے تقریباً چودہ سو سال پیشتر جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کا ظہور ہوا تھا۔ اس وقت ان لوگوں کی جہالت و بربریت ضرب المثل تھی۔ لیکن یہی جاہل و وحشی افراد چند سو سال کی مدت میں دنیا کے ہر گوشے میں پہنچ گئے اور انھوں نے علم و حکمت، تدبر و سیاست، اخلاق و شجاعت کے وہ کارنامے انجام دئے کہ اس کی آج کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ انھوں نے سائینٹفک ایجادات کو ترقی دینے میں گرانقدر حصہ لیا علم و فلسفہ کو پروان چڑھایا اور تخلیقی علوم و فنون میں بھی چار چاند لگادئے۔ آج ان علوم و فنون کا جو سرمایہ ہمارے پاس موجود ہے وہ انھیں کا مرہون منت ہے اور یہ لوگ دنیا کے ہر ملک و گوشے میں نہ صرف پہنچ ہی گئے بلکہ جس جگہ بھی پہنچے ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اور ان کی بہت سی شخصی اور جمہوری ریاستیں بھی قائم ہیں۔

دنیا کے نقشے پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشرق و مغرب میں انڈونیشیا سے مراکش تک اور شمال و جنوب میں ترکی سے تنگا نیکا تک اسلامی ممالک پھیلے ہوئے ہیں۔ قدرت نے ان ملکوں کو زراعتی، معدنی، اور صنعتی ذخیروں سے مالا مال کر رکھا ہے اور نہ صرف فوجی نقطہ نظر سے بلکہ نفری طاقت کے اعتبار سے بھی یہ ممالک کافی اہم مقام رکھتے ہیں۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ اب مسلم ممالک بیدار ہوگئے ہیں۔ رفتہ رفتہ اقتصادی اعتبار سے مضبوط و مستحکم ہورہی ہیں۔ دنیا کے ۶۶ فیصدی تیل کے ذخائر مسلم ممالک میں ہیں۔ دنیا کی کل قدرتی ربر کی پیداوار کا ۷۰ فیصدی۔ جوٹ کی پیداوار کا ۴۰ فیصد، کھجور کی پیداوار کا ۹۳ فیصد ناریل کی پیداور ۳/۱۔ اور ناریل کے تیل کا ۵۶ فیصدی حصہ پیدا ہوتا ہے۔ ٹین کی پیداوار میں مسلم ممالک کا حصہ

۵۲ فیصد ہے اور دنیا میں اناج کی پیداوار میں بھی مسلم ممالک کا ریکارڈ کچھ خراب نہیں ہے۔

پٹرول جسے کالا سونا کہتے ہیں مسلم ممالک میں بہت پیدا ہوتا ہے۔ کافی کو، بین الاقوامی معیشت میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ کئی افریقی ممالک کی اہم برآمدی تجارت کافی کی ہی ہے۔ ناریل (کھوپرا) کی زبردست تجارتی اہمیت ہے۔ دنیا کے مسلم ممالک میں سب سے زیادہ ناریل پیدا کرنے والا ملک انڈونیشیا ہے۔ دنیا کے بیس (۲۰) مسلم ممالک میں کافی اور روئی پیدا ہوتی ہے۔ ان میں سے کچھ ممالک بہترین قسم کی روئی فراہم کرتے ہیں۔ روئی پیدا کرنے والے مسلم ممالک میں مصر کو پہلا مقام حاصل ہے۔ مصری روئی بہترین کوالٹی کی ہوتی ہے اور زیادہ مقدار میں فراہم کرتا ہے۔ دنیا کی مشہور یونیورسٹی جامع ازہر اور دنیا کی مشہور نہر سوئز بھی اسی ملک میں ہے۔ نہر سوئز تجارتی نقطۂ نظر سے دنیا کی سب سے اہم نہر ہے۔

۱۱/ مسلم ممالک میں کھجور پیدا ہوتی ہے۔ دنیا کے کھجور پیدا کرنے والے ملکوں میں پہلا مقام مصر کا ہے۔ عراق کا دوسرا نمبر ہے اور عراق کی کھجوریں ساری دنیا کی کھجوروں سے اچھی ہوتی ہیں۔ تیسرا نمبر سعودی عرب کا ہے۔ اور چوتھا نمبر ایران کا ہے۔ ان کے علاوہ الجزائر، پاکستان، مراکش اور تیونس کھجور پیدا کرنے والے دیگر اہم ممالک ہیں۔

دنیا کے سترہ مسلم ممالک میں مونگ پھلی ہوتی ہے۔ مسلم ممالک میں سب سے زیادہ مونگ پھلی نائجیریا میں پیدا ہوتی ہے اور مونگ پھلی کا اس ملک کی معیشت میں ایک اہم حصہ ہے۔

دنیا میں جوٹ پیدا کرنے والے ممالک میں پہلا نمبر بنگلہ دیش کا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور مسلم ممالک مثلاً مصر، انڈونیشیا، سوڈان اور ترکی میں بھی جوٹ پیدا ہوتا ہے۔

جو کی خاص خاص قسمیں چھ ہیں۔ جو پیدا کرنے والے مسلم ممالک میں پہلا

مقام انڈونیشیا کا ہے اور چاول کے ساتھ جو بھی انڈونیشیا کے لوگوں کی ایک خاص خوراک ہے۔

باجرا اور جوار: دنیا کے ۲۲ مسلم ممالک میں باجرا اور جوار پیدا ہوتا ہے۔ جوار اور باجرہ پیدا کرنے والے مسلم ممالک میں نائجیریا کا مقام سب سے زیادہ بلند ہے۔

قدرتی ربڑ درختوں سے نکلتا ہے۔ اور سائنس کی ترقی نے ربڑ کی ضروریات میں کافی اضافہ کر دیا ہے۔ قدرتی ربڑ پیدا کرنے والے ممالک میں پہلا نمبر ملائیشیا کا ہے اور دوسرا نمبر انڈونیشیا کا۔ کیمرون اور نائیجیریا میں بھی پیدا ہوتا ہے۔

تمباکو کی پیداوار میں ترکی چھٹا عظیم ترین ملک ہے۔ اس کے علاوہ انڈونیشیا، پاکستان، الجیریا، تنزانیہ، سوڈان، سیریا، عراق، کیمیرون، لیبیا اور لبنان ہے۔ ترکی کی انگور بکری اپنی ملائم اور قیمتی اون کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

یورانیم کے عظیم ذخائر۔ نیجر، میں ہیں۔ دنیا میں اس کا پانچواں نمبر ہے۔ آذر بائیجان پٹرولیم اور قدرتی گیس کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

الغرض مسلم ممالک کے پاس معدنی، آبی، برقی اور انسانی قوت کے بہترین خزانے موجود ہیں۔ اور دنیا کے جوٹ، ٹین اور ربڑ کی ضروریات کا تقریباً نصف اور پٹرول و خام تیل کا ایک تہائی حصہ یہاں پیدا ہوتا ہے۔ ایران میں فیروزے کے ذخائر ہیں۔ ایران کا فیروزہ دنیا بھر میں مشہور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر ہر دور میں اپنا فضل فرمایا ہے۔ اور عالم اسلام کسی بھی حیثیت سے دنیا کے عظیم ترین ممالک سے کبھی بھی پیچھے نہیں رہا۔

۱۔ آذر بائیجان (AZARBAIJAN)

آذر بائیجان کو ۳۰/ دسمبر ۱۹۲۲ء میں سوویت یونین میں شامل کر لیا گیا تھا۔ دسمبر ۱۹۹۱ء یعنی ۶۹ برس ک بعد یہ ملک ایک خود مختار آزاد جمہوریہ بن گیا۔

اس کا رقبہ: ۸۷۰۰۰ مربع کلومیٹر۔ اور آبادی ۱۹۹۳ء تک تقریباً ۶۵ لاکھ اور اس میں مسلمانوں کا تناسب ۷۶ فیصد ہے۔

اس کا دار السلطنت شہر کو با، جس کی آبادی تقریباً ۲۰ لاکھ ہے۔

اقتصادیات: صنعتیں: سوتی اور ریشمی کپڑا بنانا، چمڑے سے جوتے اور کپڑے تیار کرنا، جڑی بوٹیوں سے ادویات بنانا، جو اور پھلوں سے مشروبات بنانا یہاں کی خاص صنعتیں ہیں۔ آذر بائیجان کی قالین، شال اور نمدے بھی دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

زرعی پیداوار: مکئی، کپاس، گیہوں، جو، دالیں، پھل (سیب، سنترے، انگور، موسمی، نمبو، خوبانی، بادام، پستہ، اخروٹ وغیرہ)۔

معدنیات: یہاں پر تیل کے بھاری ذخائر موجود ہیں۔ باکو اور اس کے قرب و جوار کا علاقہ تیل، پٹرولیم اور قدرتی گیس کے معاملے میں دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اس علاقے میں تیل، گندھک، جست، المونیم، سیسہ، لوہا اور تانبے کے ذخائر موجود ہیں۔

برآمدات آذر بائی جان سے کھانے پینے کی اشیاء، مشروبات، لوہے اور فولاد کا سامان، سوتی کپڑا، قالین، ریشمی و اونی کپڑا، پٹرولیم سے بنی اشیاء برآمد کی جاتی ہیں۔

درآمدات: بھاری مشینیں، ریل کے انجن، موٹر گاڑیاں، چائے، چینی اور ادویات وغیرہ شامل ہیں۔

یہاں کی آب و ہوا معتدل ہے۔ سردی کے دنوں میں برف باری ہوتی ہے۔

سم گیٹ (SUBGAIT) ایک جدید صنعتی شہر ہے جو ۱۹۴۴ء میں آباد کیا گیا تھا۔ یہاں لوہے، فولاد، المونیم، پارہ اور مصنوعی ربر کے بھاری کارخانے ہیں۔ بہت سی

کیمیاوی اور بجلی کا سامان تیار کرنے والی صنعتیں بھی یہاں فروغ پارہی ہیں۔
قدرتی وسائل اور شہری وسائل میں آذر بائی جان ایک خوش حال اسلامی ملک ہے۔
جس میں صنعتی، زرعی ترقی تیزی سے ہوئی ہے۔ مسلم مذہب اور اقتدار کے ماننے
والے آذر بائیجانی لوگ خود کو قرب وجوار کے لوگوں سے بہتر انسان سمجھتے ہیں۔
دستکاری، صنعت، کھیل کود، تجارت، زراعت، شطرنج اور جفاکشی میں یہاں کے
لوگ بے مثال ہیں۔

یہاں پر اخبارات و رسائل کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔

۲۔ آئیوری کوسٹ (ساحل العاج)

یہ افریقہ کا ایک ملک ہے جو ۷/ اگست ۱۹۶۰ء کو آزاد ہوا۔
اس کا رقبہ: ۱۲ ہزار تین ۳ سو مربع میل ہے۔ اور اس کی آبادی ۷۵ لاکھ ہے
اس میں مسلمانوں کا تناسب ۵۷ فیصد ہے۔
اس کا پایہء تخت: عابدین ہے۔ اور اس کا قومی پرچم ترنگا ہے۔ سبز، سفید
اور زرد۔

۳۔ ایران (IRAN)

جمہوریہ اسلامی ایران، یہ ایک خود مختار حکومت ہے۔ یہاں قادسیہ اور
نہاوند کی جنگ کے بعد اسلام پھیلا۔ مختلف زمانوں میں یہاں پر مختلف خاندانوں کی
حکومت رہی۔ پہلے یہاں کی زبان عربی تھی بعد میں فارسی ہو گئی۔
اس کا رقبہ: ۶ لاکھ ۳۶ ہزار ۳۶۳ مربع میل ہے۔ اور آبادی: ۱۹۹۰ء تک
۵ کروڑ۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۷ فیصد ہے۔
اس کا دارالحکومت تہران ہے۔ اس کی قومی اور سرکاری زبان فارسی ہے۔
اس کے علاوہ کردی، دری، عربی، اور انگریزی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔
اس کا قومی پرچم ترنگا ہے۔ جس کا بالائی حصہ سبز، درمیانی سفید، جس پر شیر

کی تصویر ہے اور اس کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ نچلا حصہ سرخ یا ہلکا گلابی رنگ۔
اس ملک کی ۶۶ فیصد آبادی ایرانی نسل کی ہے۔ دیگر لوگوں میں کرد (۴ فیصد)، عرب (۳ فیصد)، ترک (۵ فیصد) اور بلوچ ۱۴ فیصد ہیں۔ علاوہ ازیں ایران لور، بختیاری، قشقئی قبائل کے لوگ بھی آباد ہیں۔
اقتصادیات: زرعی پیداوار: گیہوں، جو، چاول۔ میوہ جات میں: ایران کی خوبانی، پستہ، انجیر، انگور، اخروٹ، بادام، سنترے، سیب اور خربوزے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ کھجوروں کا سب سے مشہور علاقہ آبنائے ہرمز کے آس پاس ہے۔ خوزستان اور شط العرب کے علاقوں میں کھجور کے باغیچے ہیں۔ ایران میں فلسطینی قسم کی عمدہ کپاس اگائی جاتی ہے۔ دیگر فصلوں میں چقندر، چائے، چارہ، گنا، جوٹ، تمباکو، پھل اور سبزیاں قابل ذکر ہیں۔
معدنیات: پٹرول، کوئلہ، سیسہ، جست، گیس، کرومائیٹ، تانبہ، مینگنیز، سلفر زمرد، فیروزہ۔
ذخائر: کروڈ آئیل، تانبہ، فیروزہ۔ ایران کا فیروزہ دنیا بھر میں مشہور ہے۔ فیروزہ کے ذخائر نیشاپور کے آس پاس ہیں۔ کئی مقامات پر زمرد اور باکسائیٹ بھی نکالا جاتا ہے۔
مسجد سلیمان، نفت سالد، کرمان شاہ، گاچ سرن۔ ایران کے مشہور تیل کے ذخائر ہیں۔
جزیرۂ آبادان میں تیل صاف کرنے کا بہت بڑا کارخانہ ہے۔ بندر عباس سے بھی بھاری مقدار میں پٹرولیم برآمد کیا جاتا ہے۔
صنعتیں: ایرانی قالین دنیا بھر میں مشہور ہے۔ چقندر سے چینی تیار کرنا بھی ایران کی ایک اہم صنعت ہے۔ انجنیرنگ کا سامان، ٹریکٹر، موٹر گاڑیاں، بجلی کا سامان تیار کرنا۔
اہم بندرگاہیں: آبادان ملک کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے۔ جس کو ۱۹۱۰ء میں اینگلو

ایرانین کمپنی نے تعمیر کیا تھا۔ بندر عباس، بندر شاہ پوران کے علاوہ خرم شہر، بوشہر اہواز۔

سیاحت: چاہ بہار ساحل سمندر پر ایک خوبصورت سیاحتی مقام ہے جہاں دنیا بھر سے ہزاروں سیاح اپنی چھٹیاں گزارنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ ایران کے لئے ایک آمدنی کا ذریعہ ہے۔ یہ ملک سلامتی کونسل کا رکن ہے۔

۴۔ انڈونیشیا (INDONESIA)

جمہوریہ انڈونیشیا: تیرہ ہزار جزیروں کا یہ ملک ایشیا اور یورپ کے درمیان سمندر میں ۳۲۰ میل تک پھیلا ہوا ہے۔ انڈونیشیا کی جمہوری حکومت کا اعلان ۱۷/ اگست ۱۹۴۵ء میں ہوا۔

انڈونیشیا اب دنیائے اسلام میں سب سے بڑی سلطنت ہے۔

اس کا مجموعی رقبہ: ۷ لاکھ ۳۵ ہزار ۲۶۸ مربع میل (۱۹ لاکھ مربع کلومیٹر) ہے۔ اس میں ۶۲ فیصد بحری علاقہ ہے۔ انڈونیشیا میں شامل جزائر کی تعداد (۱۳۶۷۷) ہے۔ جن میں سے ۶۰۴۴ آباد جزائر ہیں اور ان میں سب سے بڑے آباد جزائر کلیمنتان، سماترا، مغربی ایرایان، سلاویری اور جاروا ہیں۔

کل آبادی: ۱۹۹۱ء تک ۱۹ کروڑ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۵ فیصد ہے۔ اس کی قومی و سرکاری زبان انڈونیشی ہے۔ لیکن انگریزی بھی شہروں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہاں پر ۶۴ فیصد تعلیم یافتہ ہیں۔

اس کا صدر مقام: جکارتا ہے۔ اس کے صدر: بدرالدین حبیبی ہیں۔ اس کا قومی پرچم: دورنگا (سرخ اور سفید) ہے۔ عرب مسلم تاجر اور ہندوستانی تاجروں نے تیرھویں صدی عیسوی سے یہاں اسلام پھیلایا۔

انڈونیشیا میں مختلف نسل کے لوگ آباد ہیں۔ جن میں ملائی، چینی، ارھنیائی نسل کے لوگ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

یہاں کے جنگل کافی گھنے ہیں اور ملک کا ۶۷ فیصد حصہ جنگلات سے ڈھکا ہوا

ہے ۔موہنگی ، سنکونا ، گنّا پارچہ ، ربر ، آبنوس اور بھاری لکڑی کے جنگل خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔

اقتصادیات : فصلیں : چاول ، گنا ، ربر ، چاء ، سویا بین ، دالیں ، جوار ، گرم مصالح ، قہوہ ، مونگ پھلی ، ناریل ، سپاری ، تلہن ، انناس ، وغیرہ ۔

چاول ملک کی اہم ترین فصل ہے ۔شکر قند ، اروی ، رتالو وغیرہ اگائی جاتی ہیں ۔چاول کی سالانہ پیداوار ۶۰ لاکھ ٹن ہے ۔

صنعتیں : گنے سے چینی بنانے کی فیکٹریاں ، چاول ، قہوہ اور چاء صاف کرنے کے کارخانے ، سوتی کپڑے اور سوتی دھاگے ، لکڑی کا سامان ، کپڑوں کی رنگائی اور چھپائی کی صنعت ، علاوہ ازیں کیمیاوی کھاد ، سیمنٹ ، چھوٹی اور ہلکی مشینیں ۔

پٹرولیم پر مبنی صنعتیں : بجلی کا سامان ، ادویات ، منشیات ، سگریٹ ، کاغذ ، جوتے ، برتن وغیرہ ۔

دیگر ذرائع آمدنی : گائے بکری کا گوشت ، ماہی گیری اور سیاحت بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے ۔

برآمدات : شکر ، ربر ، ناریل ، پٹرولیم ، قدرتی گیس ، ٹن ، باکسائٹ ، گندھک کاغذ ، تانبا ، مینگنیز ، چاول ، سویا بین ، سنکونا اور گرم مصالح ۔

درآمدات : موٹر گاڑیاں ، بھاری مشینیں ، بجلی کا سامان اور عسکری سامان ۔
انڈونیشیا کے تجارتی تعلقات جاپان ، کوریا ، چین ، ملیشیا ، بھارت ، بنگلہ دیش ، پاکستان ، جنوبی مغربی ایشیا کے دیگر ممالک برطانیہ ، نیدرلینڈ ، بلجیم ، فرانس ، جرمنی ، کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے ہیں ۔

بندرگاہ : اس ملک کی اہم بندرگاہ جکارتا ہے ۔

۵۔ ازبکستان (UZBAIKISTAN)

۱۹۲۴ء میں انقلاب روس کے بعد یہاں پر جمہوری حکومت قائم ہوئی ۔وسطی ایشیا کے مسلم ممالک میں ازبکستان ایک اہم ترین ملک ہے ۔تقریباً ایک سو سال

سے روس کے زیر اثر رہنے کے بعد ۱۹۹۱ء میں اپنی خود مختاری کا اعلان کیا اور اب یہ ایک آزاد ملک ہے۔ ہندوستان کا پہلا مغل بادشاہ بابر، ازبکستان ہی کا رہنے والا تھا۔

اس کا کل رقبہ: ایک لاکھ ۸۵ ہزار مربع میل (۴۴۷۰۰۰ مربع کلو میٹر) ہے۔

اس کی کل آبادی: دو کروڑ۔

اس کا دارالحکومت: "تاشقند" ہے۔

اقتصادیات: صنعتیں: کیمیاوی کھاد، مصنوعی دھاگے، سیمنٹ، سوتی، اونی اور ریشمی کپڑا تیار کرنا، قالین اور نمدے بنانا، قراقلی ٹوپیاں بنانا، چمڑے کا سامان تیار کرنا، پھلوں کو صاف کر کے ڈبوں میں بند کرنا، مشروبات اور ادویات تیار کرنا۔

اہم فصلیں: چاول، گیہوں، میٹھکر، جو، جئی، الفا (گھاس) خربوزے، تربوز، سنترے، انگور، خوبانی، اخروٹ، بادام، پستہ، آلو، چقندر، شہتوت سبزیاں اور فرخانہ وادی کپاس کاکی کاشت کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

معدنیات: کوئلہ، تانبہ، سیسہ، جست، کرومیم، بٹومن، تیل، سونے اور چاندی کے ذخائر۔

کارخانے: تاشقند میں سوتی کپڑے، مشینیں، کیمیاوی اشیا اور قالین تیار کرنے کے بہت سے کارخانے ہیں۔ نووائی شہر سے قریب مبارک پور قصبے میں گندھک صاف کرنے کا کارخانہ ہے۔

ازبکستان ریلوں اور سڑکوں کے ذریعہ قرب و جوار کے ملکوں سے جڑا ہوا ہے۔ بہرحال مجموعی طور پر خوش حالی اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور وہ دن دور نہیں جب کہ یہ ایشیا کے ملکوں میں اہم ترین مقام حاصل کرلے۔

۶۔ افغانستان (AFGHANSTAN)

جمہوریہ افغانستان: یہ ایک آزاد شخصی حکومت ہے۔

اس کا رقبہ: ۶۴۷،۴۹۷ مربع کلو میٹر ہے۔

کل آبادی: ۱۹۹۱ء تک ۰۰۰، ۵۰۰، ۲۰(INFO) کل مسلمان۔
اس کا صدر مقام: کابل ہے۔اس کا قومی پرچم ترنگا ہے۔ دائیں جانب سبز رنگ وسط میں سرخ اور بائیں جانب سیاہ ہے۔ اس کے سرخ میں ایک تاریخی عمارت کا نشان ہے۔یہاں کی دفتری زبان فارسی اور عوامی زبان پشتون (ایرانی) تاجک، ہزاری، فارسی، اور ازبک ہیں۔یوں تو افغانستان میں تاجک، ازبیک، قزاخ، ترکی اور ایرانی نسل کے لوگ آباد ہیں۔ تاہم ان میں پختون (پشتون) یا پٹھان لوگوں کی آبادی سب سے زیادہ ہے۔

ارضی ساخت اور خدوخال کے لحاظ سے افغانستان ایک پہاڑی ملک ہے۔ یہ ملک چاروں طرف خشکی سے گھرا ہوا ہے اور اس کی بیشتر پہاڑیاں عریان ہیں۔ اس کے اہم شہر قندھار، بغلان، ہرات اور تاگب ہیں۔

اقتصادیات: فصلیں: گیہوں، جو، کپاس، چارہ یہاں کی خاص فصلیں ہیں۔ پھلوں کے باغیچے بالخصوص سیب، انگور، اخروٹ، بادام، پستہ، خوبانی، آڑو، لوکاٹ موسمی اور سنترے کے باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

دیگر کاروبار: زراعت کے بعد مویشیوں کو پالنا دوسرا بڑا دھندہ ہے۔ مویشیوں سے اون، گوشت، قراقل، دودھ اور دودھ کی اشیاء حاصل کی جاتی ہیں۔

معدنیات: قدرتی گیس، پٹرولیم، کوئلہ، تانبہ، سیل کھڑی، بیرائٹ، گندھک، سیسہ، جستہ، اسبسطاس، لوہا، نمک اور قیمتی پتھر کے ذخائر ہیں۔

صنعتیں: غزنی شہر میں کانسے کا کام، قندھار میں تانبے کے برتن اور سب ہی چھوٹے بڑے شہروں اور قصبات میں قالین، دری، گبا اور نمدہ وغیرہ بناتے ہیں۔ بڑی صنعتوں میں پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنے کا کام قابل ذکر ہے۔ بغلان میں چینی کا کارخانہ ہے، مزار شریف اور کندز میں روئی کے بیجوں سے ڈالڈا گھی تیار کیا جاتا ہے۔گل بہار اور قندھار میں سوتی کپڑے کے کارخانے ہیں۔

برآمدات: افغانستان سے کھالیں، چمڑے کا سامان، سوتی و اونی کپڑا، قالین،

فرنیچر، تانبے کا سامان، پھل، میوے وغیرہ۔

درآمدات: پٹرولیم اور پٹرولیم سے بنی اشیا، بجلی کا سامان، ادویات، طبی آلات، موٹر گاڑیاں، کیمیاوی کھاد، چائے، قہوہ وغیرہ۔

افغانستان ۱۹۴۷ء سے اقوام متحدہ کا رکن ہے۔

۷۔ اردن (JORDAN)

اس علاقے کو، ٹرانس جارڈن یا مشرقی اردن کہتے ہیں۔یہ جنوب مغربی ایشیا کی ایک اہم سلطنت ہے۔اس کے شمال میں سیریا، مشرق میں عراق اور سعودی عرب، جنوب میں سعودی عرب اور بحر قلزم، مغرب میں اسرائیل واقع ہے۔یہ ملک ۲۲/ مارچ ۱۹۴۶ء کو آزاد ہوا۔

اس کا صدر مقام: عمان ہے۔یہاں کی قومی اور سرکاری زبان عربی۔اردن کی بیشتر آبادی عربی النسل سے تعلق رکھتی ہے۔علاوہ ازیں، آرمینیائی، کرد اور سرکاسین نسل کے لوگ بھی آباد ہیں۔

اس کا رقبہ: ۳۷ ہزار ۷۳۸ مربع میل ہے۔اور کل آبادی ۱۹۹۳ء تک ۳۳ لاکھ، اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۵ فیصد ہے۔

یہاں کا قومی پرچم: سرخ، سفید اور سبز آڑی پٹیاں، کنارے پر سرخ تکون میں ایک سات کونی سفید ستارہ۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: گیہوں، جو، جیٔ، ترش پھل، انگور، زیتون، خوبانی، انجیر، سبزیاں ہیں۔یہاں کی اکثریت کاشتکاروں کی ہے۔

معدنیات: پٹرولیم، فاسفیٹ، پوٹاس۔اور یہاں پر تیل کے ذخائر بھی دریافت ہو چکے ہیں۔

اہم صنعتیں: سوتی کپڑا، پلاسٹک، سیمنٹ، ہلکی مشینیں اور بجلی کا سامان بنانا

برآمدات: اردن سے عراق، ایران، کویت، سعودی عرب، سیریا، بھارت اور پاکستان کو زرعی اور صنعتی سامان برآمد کیا جاتا ہے۔

درآمدات: مشینیں، موٹر گاڑیاں، کیمیاوی اشیاء اور پٹرول سے تیار ہونے والی اشیاء۔ [جغرافیہ عالم اسلام]

عمان ایک تاریخی شہر ہے جو اپنے آثار قدیمہ کے لئے مشہور ہے۔ جس کو دیکھنے کے لئے ہر سال لاکھوں سیاح آتے ہیں۔ یہ بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

یہ ملک اقوام متحدہ کا رکن ہے۔

۸۔ ابوضابی

یہ ایک چھوٹی سی عرب ریاست ہے۔ جو پندرہ ہزار بدوی عربوں پر مشتمل ہے

اس کا رقبہ: ۲۹ ہزار مربع میل ہے۔ تاریخی لحاظ سے یہ ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ یہاں کے حکمران کو شیخبوط کہتے ہیں۔ اس علاقے میں تیل کا ذخیرہ دریافت ہوا ہے اور اس تیل سے بارہ ہزار پونڈ یومیہ آمدنی ہوتی ہے۔

۹۔ الجزائر (ALGERIA)

الجیریا یا الجزائر شمال مغربی افریقہ میں واقع ایک بڑا ملک ہے۔ اس کے شمال میں بحیرۂ روم، شمال مشرق میں تیونس، مشرق میں لیبیا، جنوب مشرق میں نائجر، جنوب مغرب میں مالی اور ماری طانیا اور مغرب میں مراقش واقع ہے۔

یہاں پر مسلمانوں نے ۶۵۵ء میں اپنی آزاد حکومت قائم کر لی جو ۱۸۳۰ء تک قائم رہی۔ نوآبادیاتی جنگ کے بعد اس پر فرانسیسیوں نے قبضہ کر لیا۔ لیکن مسلمانوں نے جنگ آزادی شروع کر کے مسلسل جدوجہد کے بعد ۳/ جولائی ۱۹۶۲ء میں مکمل طور پر آزاد کرا کے اپنی حکومت قائم کر لی۔

اس کا رقبہ: ۹ لاکھ ۱۹/ ہزار ۹۵۱ مربع میل ہے۔ اور کل آبادی ۱۹۹۳ء تک دو کروڑ سے کچھ زیادہ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰ فیصد ہے۔

اس کا دار السلطنت: الجیرز یا الجزائر ہے۔ اس کی قومی اور سرکاری زبان عربی۔ بربر، فرانسیسی (بطور علمی زبان)

قومی پرچم: دو رنگا ہے ۔ سفید اور اودا، اس کے درمیان چاند اور تارا ہے ۔
اقتصادیات: صنعتیں: سگریٹ، تیل کی مصنوعات، سوتی کپڑے، کھاد، پلاسٹک ۔
اہم پیداوار: غلہ، مکئی، انگور، آلو، زیتون، ارٹی چوک، ملیکس، تمباکو، کھجور، انجیر اور انار ۔
معدنیات: تیل، لوہا، زنک، فولاد، سیسہ، پارہ، کوئلہ، مینگنیز، تانبہ، قدرتی گیس، فاسفیٹ ۔
درآمدات: کھانے کے اشیاء، کپڑا، مشینیں، بجلی کے سامان، موٹر گاڑیاں، طبی آلات اور جنگی سامان امریکہ، یورپ، جاپان اور سوویت روس سے درآمد کرتا ہے ۔
ذخائر: اس ملک میں تیل کے کافی ذخائر موجود ہیں ۔ فرانس نے الجزائر کے تیل کے ذخیروں کو ۱۹۵۸ء سے استعمال کرنا شروع کیا ۔ اس سال الجزائر میں ۴۴۸۰۰۰ ٹن تیل پیدا ہوا ۔ ۱۹۵۹ء میں ۱۳۲۸۰۰۰ ٹن تک پہنچ گیا اور ۱۹۶۰ء میں ۶۵۹۲۰۰۰ ٹن تک کی پیداوار ہوئی ۔ ۱۹۶۱ء میں ایک کروڑ ۶۰ لاکھ ٹن ہو گئی ۔ حالیہ سالوں میں فرانس نے نئے آلات اور نئی مشنری کے ذریعے ان تیل کے ذخائر کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا شروع کر دیا ۔ الجزائر کے صحرائی علاقے میں قدرتی گیس کا ذخیرہ (۱۰۰۰۰۰۰) ملیون مکعب میٹر ہوا ۔ کولوم، بے شار اور اس کے ملحقہ علاقے میں کوئلہ، خام لوہا، مینگنیز، تانبہ، گیس اور دیگر معدنی ذرائع موجود ہیں ۔

یہاں کی ۷۴ فیصد آبادی تعلیم یافتہ ہے ۔ تیرہ برس تک بچوں کو تعلیم مفت اور لازمی ہے ۔ اعلیٰ تکنیکی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ ہے ۔

الجزائر کے بدوی سرجری میں اتنی مہارت رکھتے ہیں کہ یورپ کے سرجن ان کے کارنامے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں ۔ موجودہ عہد کے الجزائروں کے سرجری میں حیرت انگیز آلات کی اگر تفصیل دیکھنی ہو تو مسٹر یم ۔ ڈبلیو سیسن کی تصنیف "عربین میڈیسن اینڈ سرجری" ملاحظہ فرمائیے جو ۱۹۲۴ء میں آکسفورڈ سے شائع

ہوئی ہے۔

دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت اور مویشیوں کو پالنا بھی اس ملک کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

اہم بندرگاہیں: الجیز، اوران۔

الجزائر کو بھی حفاظتی کونسل نے متفقہ طور پر اقوام متحدہ کا ممبر منتخب کرلیا ہے۔

۱۰۔ اتھوپیا (ETHOIOPIA)

اتھوپیا جس کا پرانا نام حبش ہے۔

اس کا رقبہ: تقریباً ۱۲ لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ اتھوپیا کی تاریخ میں پہلی بار مردم شماری ۱۹۸۴ء میں کی گئی ہے۔ جس کے اعداد شمار کے مطابق ۴ کروڑ ۲۰ لاکھ ہے۔ ۱۹۸۶ء کے تخمینے کے مطابق یہ آبادی ۴ کروڑ ۶۰ لاکھ ہو گئی ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۴۵ فیصد ہے۔

سرکاری زبان: امہاری (AMHARIE) ہے۔ عربی، انگریزی اور دیگر قبائلی زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ یہاں پر ۱۸ فیصد تعلیم یافتہ ہیں۔

اس کا دارالخلافہ: عدلیس ابانا، ہے۔ جس کی آبادی تقریباً ۱۵/ لاکھ ہے۔

اقتصادیات: فصلیں: گیہوں، قہوہ، جو، دالیں، تلہن، سرسوں، قات، تیف، سبزیاں اور پھل ہیں۔

صنعتیں: سوتی، اونی کپڑے کی صنعت، سیمنٹ، کیمیاوی کھاد، کیمیاوی اشیاء، بجلی کا سامان اور چھوٹی مشینیں بنانا۔

برآمدات: قہوہ، کھالیں، چمڑا، تانبہ، سونا، چاندی، پلیٹنیم، پوٹاش اور نمک۔

درآمدات: پٹرولیم، مشینری، ہوائی جہاز، جنگی سامان، موٹر گاڑیاں، موٹر سائیکل، کیمیاوی اشیاء، بجلی کا سامان اور کپڑا وغیرہ

یہاں کے ہوائی اڈے سے دنیا کے مختلف ممالک کو طیارے پرواز بھرتے ہیں۔

بندرگاہیں: استاب، ماواسا، جبوتی۔

۱۱۔ اپرووولٹا (بورقینہ) (UPPERVOLTA)

جمہوریہ اپرووولٹا: افریقہ کے آزاد ممالک سے ہے۔ یہ ملک چاروں طرف خشکی سے گھرا ہوا ہے۔

اس کا رقبہ: ۱۰۵،۸۶۹ مربع میل ہے۔ اور اس کی آبادی ۸۵ لاکھ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۶۰ فیصد ہے۔

صدر مقام: اگاڈوگو ہے۔ اس کی سرکاری زبان: فرانسیسی ہے۔ مورے، سوڈانی اور قبائلی زبانیں بھی یہاں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

اقتصادیات: فصلیں: روئی، چاول، مونگ پھلی، اناج، مکئی، جوار، گنا، دالیں، تلہن۔

معدنیات: مینگنیز، سونا اور ہیرے۔

صنعتیں: سوتی کپڑا تیار کرنا، کیمیاوی اشیاء تیار کرنا، کھالوں کی رنگائی، چمڑا تیار کرنا اور سیمینٹ بنانا۔

قومی پیداوار: ۱۹۷۴ء تک، ۴۲ کروڑ ڈالر ہے۔

سیاحت: یہ بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔ ۱۹۷۳ء میں ۱۰،۰۰۰ سیاح کی آمد۔

البانیہ (ALBA)

عوامی جمہوریہ البانیہ: یہ ملک ۱۴۶۷ء سے ۱۹۱۳ء تک ترکوں کے زیر اثر رہا۔ جنگ بلقان کے بعد ۱۹۴۵ء میں آزاد کمیونسٹ ریاست بنا۔ یورپ میں البانیہ ایک ایسا مسلم ہے، جس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۳ فیصد ہے۔ بد قسمتی سے اپنوں کی کوتاہی اور ناعاقبت اندیشی سے اور اغیار کے سازشوں کے نتیجے میں وہ عالم اسلام سے کٹ گیا۔ وہ ایک آزاد کمیونسٹ ملک کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو نہ روس کا ہے نہ چین کا بلکہ اپنی الگ وحدت رکھتا ہے۔

اس ملک کی آبادی: ۱۹۹۰ء تک ۳،۲۶۸،۰۰۰ لاکھ ہے۔

اس کا رقبہ: ۱۰۰، ۱۱ مربع میل ہے۔ یہ ملک بحر ایڈریاٹک کے جنوب مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اس کا صدر مقام: ترانہ ہے۔ یہاں کی زبانیں البانی، (سرکاری رسم الخط توسک) یونانی۔

اقتصادیات: صنعتیں: کیمیائی مصنوعات، کھاد، سوتی کپڑا، برقی تار۔

اہم پیداوار: غلہ مکئی، گنا، روئی، تمباکو اور پھل ہیں۔

معدنیات: کوئلہ کرومیم، تانبہ، بٹومن، لوہا اور تیل ہے۔

دیگر ذرائع آمدنی: جنگلات۔

بندرگاہیں: دریس، فلون۔

۱۳۔ بحرین (BAHRAIN)

یہ علاقہ فتح مکہ کے بعد فوراً مسلمانوں کے قبضے میں آگیا اور آزاد ممالک سے تھا۔ ۱۸۹۹ء میں دوسرے عرب سرداروں کی طرح شیخ بحرین نے بھی انگریزوں سے مصالحت کرلی، اس وقت سے یہ علاقہ برٹش کے زیر نگیں آگیا۔

اس کا رقبہ: ۲۳۱ مربع میل ہے اور آبادی: ۵۰۰،۰۰۰ لاکھ ہے۔ اس کی کل آبادی مسلم ہے۔

اس کا دارالسلطنت: المنامہ ہے۔ اس کی قومی اور سرکاری زبان، عربی، اس کے علاوہ فارسی، اردو اور انگریزی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

اس کا قومی پرچم: دورنگا (سرخ اور سفید ہے)

اقتصادیات: صنعتیں: تیل کی مصنوعات، المونیم پگھلانے کے کارخانے اور جہاز رانی ہے۔ (ہندوستانی روپیہ میں) یہاں کی اکثریت سمندر سے موتی نکالنے پر ملازم ہے۔ اس علاقے میں کشتیاں اور کھجور کی چٹائیاں بھی تیار کی جاتی ہیں۔

اہم پیداوار: پھل اور ترکاریاں ہیں۔

معدنیات: تیل، قدرتی گیس اور کرڈ آئیل ہے۔

کارخانے: خلیج فارس کے جزائر میں سب سے پہلے پٹرولیم کا کارخانہ ۱۹۷۰ء میں

بحرین میں قائم کیا گیا تھا۔ بحرین میں پٹرول صاف کرنے کے علاوہ المونیم صاف کرنے کا ایک کارخانہ جو ۱۹۴۸ء میں قائم کیا گیا تھا۔ عرب آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی نے لوہے اور فولاد کا کارخانہ بھی یہاں قائم کیا ہے جو عرب ممالک کی مشترکہ کوشش کا نتیجہ ہے۔

بین الاقوامی بازار میں بحرین ۲۷/ ارب مکعب میٹر قدرتی گیس سپلائی کرتا ہے۔ بحرین نے سعودی عرب اور کویت کے ساتھ مل کر گلف پیٹرو کیمیکل انڈسٹریز کمپنی کو فروغ دینے میں اہم کردار نبھایا ہے۔ کال ٹیکس کمپنی کے بیشتر حصے بھی حکومت بحرین نے خرید لئے ہیں۔

دیگر کاروبار: بینک اور تجارت اہم ہیں۔ بحرین میں دنیا کے ۲۴ بڑے بینک کام کر رہے ہیں۔ گلف ایر لائن طیارے، یورپ، امریکہ، ایشیا اور افریقہ کے بڑے ملکوں کے لئے پرواز بھرتے ہیں۔

یہ ایک خوبصورت شہر ہے۔ جس میں انتظامی، تجارتی، تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیاں زوروں پر ہیں۔ (جغرافیہ عالم اسلام ص ۴۶)

۱۴۔ برونئی (BARUNEI)

یہ ایشیا کا ایک آزاد ملک ہے۔ جزیرۂ بورنیو کے شمالی کنارے پر واقع ایک چھوٹی سی سلطنت ہے۔

اس کا مجموعی رقبہ: ۲۹۸ مربع کلو میٹر ہے۔ اس کی کل آبادی ۳ لاکھ ۲۰ ہزار ہے اس میں مسلمانوں کا تناسب ۸۵ فیصد ہے۔

اس کا دار الخلافہ: بندر سیری ہے یہاں کی زبان "مالے" ہے۔

اقتصادیات: فصلیں: گرم مصالح، ربر کے درخت اور فصلیں اگائی جاتی ہیں۔

صنعتیں: چاندی، پیتل کے کام کرنے، ریشمی اور سوتی کپڑا بننے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔

معدنیات: یہاں پر تیل کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ تیل کے پیداوار کے

سلسلے میں دولت مشترکہ میں کینڈا کے بعد برونی ہی کا درجہ ہے یہاں پر تیل ۱۹۱۲ء میں دریافت ہوا تھا۔

لوٹانگ کے مقام پر تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے۔ آبادی کی بھاری اکثریت تیل کی صنعت سے وابستہ ہے۔

برآمدات: تیل، سوختنی لکڑی، ربر، گرم مصالحہ اور مچھلی ہے۔

درآمدات: موٹر کاریں، گاڑیاں، کیمیائی اشیاء، کھاد، ادویات اور بجلی کا سامان۔

برونی کے باشندے چاندی اور پیتل کے کام کرنے، ریشمی اور سوتی کپڑا بننے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ ماہی گیری بھی یہاں کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔ جنوب مغربی ایشیاء کے ممالک، ملیشیا، انڈونیشیا، جاپان اور چین سے برونی کے خصوصی تجارتی تعلقات ہیں۔

دارالخلافہ بندر سیری، کے اس خوبصورت شہر میں بہت سی نئی نئی عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں۔ یہ شہر ملک کا ثقافتی اور تجارتی مرکز ہے یہاں پر تعلیم ملایا زبان میں دی جاتی ہے۔

۱۵۔ بنگلہ دیش (BANGLADESH)

عوامی جمہوریہ بنگلہ دیش، انقلاب پاکستان کی بدولت یہ نیا اسلامی ملک ۲۵/ مارچ ۱۹۷۱ء کو عالم وجود میں آیا۔ اس کا یوم آزادی ۱۶ دسمبر ہے۔

اس کا رقبہ: ۵۵،۱۵۶ مربع میل (۱،۴۲،۷۷۵ مربع کلو میٹر) ہے۔

اس کی آبادی: ۱۱ کروڑ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۸۸ فیصد ہے۔

اس کا صدر مقام: ڈھاکہ ہے یہاں کی زبان بنگالی اور قومی زبان اردو۔

اس کا قومی پرچم: دو رنگی ہے، سبز زمین میں سرخ سورج، اس کے وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد ہیں۔

اقتصادیات: صنعتیں: سیمنٹ، سوتی کپڑا، جوٹ، کاغذ، کھاد، قالین، چاء،

کیمیاوی کھاد، ادویات اور چھوٹی مشینیں تیار کرنا اور چاۓ ہے۔

اہم فصلیں: چاول، جوٹ، گنا، مکئی، دالیں، سبزیاں، چاۓ، پٹ سن (دنیا میں سب سے زیادہ)

معدنیات: (لوہا، کوئلہ) کی کمی ہے البتہ قدرتی گیس ساحل سمندر کے قریب وافر مقدار میں پائی جاتی ہے۔ایک اندازے کے مطابق بنگلہ دیش میں، نوکھرب مکعب فٹ قدرتی گیس کے ذخائر موجود ہیں۔اس گیس کا استعمال کیمیائی کھاد اور دیگر کیمیائی صنعتوں میں کیا جاتا ہے اور چونا، پتھر کوئلے کے مختصر ذخائر موجود ہیں۔

کارخانے: ملک کا دارالسلطنت ڈھاکہ میں، جوٹ، کپڑا، چمڑے اور بناسپتی گھی کے کارخانے ہیں۔آدم جی جوٹ مل نارائن گنج (دنیا کا سب سے بڑا جوٹ مل ہے)

کرنافلی پیپر مل، چٹاگانگ، فرٹیلائزر فیکٹری، گھوڑاسال، ڈھاکہ، اصفہانی چاۓ سلہٹ۔

دیگر ذرائع آمدنی: جوٹ سے بنی اشیاء سیاحت اور ماہی گیری بھی یہاں کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

اہم بندرگاہیں: چٹاگانگ، چالنا۔

۱۶۔ بے نن (دھومی)

عوامی جمہوریہ بے نن: یہ ملک یکم اگست ۱۹۶۰ء کو آزاد ہوا۔

اس کا رقبہ: ۴۳،۴۸۳ ہزار مربع میل ہے۔اور اس کی آبادی: ۱۹۷۹ء تک ۳،۴۷،۰۰۰ ہے۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۶۳ فیصد ہے۔اس کا صدر مقام: پورٹ نیو ہے اور یہاں کی سرکاری زبان فرانسیسی۔اس کے قومی پرچم کا رنگ نیلا ہے اور اس کی اوپری جانب سرخ تارا ہے۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: کھجور، مونگ پھلی، روئی، کافی اور تمباکو۔

یہاں پر تیل کے ذخائر بھی ہیں۔ماہی گیری اور سیاحت بھی یہاں کی آمدنی کا ذریعہ ہے۔

بندرگاہ: کوٹونو ہے۔

۱۷۔ پاکستان (PAKISTAN)

اسلامی جمہوریہ پاکستان: تقسیم ہند کی بدولت یہ نیا اسلامی ملک ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو عالم وجود میں آیا۔

اس کا مجموعی رقبہ: ۳ لاکھ ۴۲ ہزار ۷۵۰ مربع میل ہے۔

اس کی کل آبادی: ۱۹۹۰ء تک ۱۱/ کروڑ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۷ فیصد ہے۔

اس کا دارالخلافہ: اسلام آباد (راولپنڈی) اس کی حکومت بنیادی جمہوریت ہے۔ یہاں کی قومی زبان اردو اور بنگالی ہے اور سرکاری زبان انگریزی اور اردو ہے یہاں پر پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

اس کے وزیر اعظم: نواز شریف اور صدر جمہوریہ: محمد رفیق طرار ہیں۔

اقتصادیات: صنعتیں: سوتی، اونی، ریشمی کپڑا، کھاد، کیمیاوی اشیاء، غذائی چیزیں، چھوٹی مشینیں، سیمنٹ، بجلی کا سامان، کاغذ، لگدی، دھات کے برتن ادویات، طبی اور جراحی آلات وغیرہ۔

اہم فصلیں: گیہوں، چاول، گنا، کپاس، تمباکو، مکئی، جوار، باجرا، جو، چنا، دالیں، سبزیاں وغیرہ۔ اناج کے معاملے میں پاکستان خود کفیل ہے۔ چاول اور گیہوں وافر مقدار میں برآمد کرتا ہے۔

معدنیات: قدرتی گیس، پٹرولیم، کوئلہ، لوہا، کورمائیٹ، جپسم، سلفر، سنگ مرمر، قیمتی پتھر، نمک۔ گندھک اور اینٹی مٹی، پاکستان کے خاص معدنیات ہیں۔ سندھ پر عظیم بندھ باندھ کر پن بجلی تیار کی جارہی ہے۔

ذخائر: کروڈ آئیل، ۱۹۷۸ء ۰۰۰، ۰۰۰، ۲۸۰ بیارل۔

دیگر ذرائع آمدنی: اولن، ماہی گیری اور سیاحت بھی آمدنی کا ذریعہ ہے۔ پٹ سن بھی یہاں کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔

اہم بندرگاہ: کراچی، گوادر ہیں۔

۱۸۔ ترکی (TURKEY)

جمہوریہ ترکی: ساتویں صدی میں اسلام پھیلا اور یہ اس وقت سے آزاد ہے۔
مصطفیٰ کمال پاشاہ نے عثمانی خلافت کو ختم کر کے ۳/ مارچ ۱۹۲۴ء کو آزاد جمہوریت میں منتقل کر دیا۔

اس کا رقبہ: ۳۰۲،۰۰۰ مربع میل ہے۔ اور کل آبادی ۲/۱-۵ کروڑ۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۸ فیصد ہے۔

اس کا دارالحکومت: انقرہ، اس کی قومی و سرکاری زبان ترکی (لاطینی حروف تہجی میں) اس کے علاوہ عربی اور کردی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہاں پر جمہوری حکومت قائم ہونے کے بعد صنعت و حرفت میں کافی ترقی ہوئی۔

اس کا قومی پرچم: سرخ رنگ کا ہے جس کے وسط میں چاند تارا بنا ہے۔

اقتصادیات: اہم صنعتیں: لوہے اور فولاد کے کارخانے، مصنوعی ریشم۔ ریشمی دھاگے: سوتی، ریشمی اور اونی کپڑے، کاغذ، لکڑی، کانچ، کیمیاوی کھاد، برتن، مشینیں، ملٹری کے استعمال میں آنے والی اشیاء، بجلی کا سامان، ادویات، عطریات، مشروبات اور پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنے کی صنعتیں اہم ہیں۔

علاوہ ازیں: دودھ، مکھن، پنیر، اور گوشت کو ڈبوں میں بند کرنا۔ صابن، کیمیائی اشیاء، بجلی اور چمڑے کا سامان اور جوتے بنانا بھی ترکی کی خاص صنعتیں ہیں۔
صنعتی مراکز میں ازمر، عدانا، مارمارا، طارس، مرسن، استنبول، انقرہ، نازلی، سام سن، کوتاہیا، الازگ، اریگلی، اسکندرن، ملاتیا اور باکر کوئے قابل ذکر ہیں۔

اہم پیداوار: تمباکو (دنیا میں چھٹا عظیم ترین ملک ہے) دالیں، روئی، زیتون، انجیر، شکر اور افیون ہے۔ ان کے علاوہ مختلف قسم کے پھل بھی پائے جاتے ہیں اور کپاس کی کاشت کے لئے نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

: کوئلہ، لوہا، تانبہ، پھٹکری، سرمہ، ایس بیسٹس، بوریکس، سیسہ، جست،

مینگنیز، پارہ، گندھک اور جپسم نکالا جاتا ہے اور معدنیات کی کانیں ملک کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

ذخائر: کروڈ آئیل (۱۹۷۸ء میں) ۴۷ کروڑ بیرل۔

دیگر ذرائع آمدنی: اون، ریشم اور جنگلات وغیرہ ہیں۔ ماہی گیری بھی یہاں کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

سیاحت: سیاحی اور ٹورازم بھی ترکی میں کافی فروغ پر ہے۔ یورپ اور امریکہ سے ہر سال لاکھوں سیاح اپنی تعطیل گزارنے کے لئے ترکی آتے ہیں۔

مویشی: اس کے چراگاہوں میں مویشی، بھیڑ اور بکریاں پالی جاتی ہیں۔ ترکی کی انگور بکری اپنی ملائم اور قیمتی اون کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

اہم بندرگاہیں: استنبول، ازمیر، مرسن، سمسن، برسا، اسکندرم، گرلیسن، حیدر پاسا، سالی پازاری اور تراب زون ہیں۔

ترکی جنوب مغربی ایشیا کے ملکوں میں زیادہ ترقی یافتہ اور اس کی عسکری طاقت زیادہ ہے۔

۱۹۔ تیونس (TUNISIA)

جمہوریہ تیونس: اس کو مسلمانوں نے ۶۴۷ء میں فتح کر لیا۔ جو ۱۸۸۱ء تک ان کے ماتحت رہا۔ ۱۸۸۱ء میں فرانس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ۲۰/ مارچ ۱۹۵۶ء کو اس نے فرانس سے آزادی حاصل کر لی۔ ۲۵/ جولائی ۱۹۵۷ء کو شخصی نظام منسوخ کر کے اس کی جگہ پارلمنٹری جمہوری نظام قائم کیا گیا۔

اس کا رقبہ: ۶۳ ہزار ۳۷۸ مربع میل ہے اور اس کی مجموعی آبادی ۱۹۹۰ء تک ۸۱ لاکھ۔ اور اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۵ فیصد ہے۔

اس کا دار الحکومت: تیونس اور یہاں کی قومی و سرکاری زبان عربی اور یہاں پر فرانسیسی بھی بولی جاتی ہیں۔ یہاں پر ۴۰ فیصد تعلیم یافتہ ہیں۔

اس کا قومی پرچم: سرخ میدان میں سفید روٹی اور اس میں سرخ چاند اور تارا بناہے۔

اس کا قومی ترانہ: غیر فانی اور قیمتی خون ہم نے بہایا ہے۔
اقتصادیات: اہم پیداوار: اناج، کھجور، زیتون، نارنگی، لیموں، انجیر، انگور، گیہوں، جو، جئی اور سبزیاں وغیرہ ہیں۔
معدنیات: فاسفیٹ، لوہا، سیسہ، جستہ اور چونا پتھر یہاں کے خاص معدنیات ہیں۔
صنعتیں: سوسے کے مقام پر موٹر گاڑیوں کا کارخانہ، پٹرولیم صاف کرنے کا کارخانہ، کیمیاوی صنعت کا کارخانہ، سوتی، اونی، ریشمی کپڑے کے چھوٹے کارخانے، عطریات، چمڑے کا سامان، دھات کے برتن، قالین اور کمبل وغیرہ۔
ذخائر: کروڈ آئیل: ۱۹۷۸ء میں ۶۷، ۲/ ارب بیارل۔
اہم کاروبار: بھیڑ بکریوں کو پالنا اور چراگاہوں میں لے جانا۔ یہاں پر تقریباً پچاس لاکھ بھیڑ بکریاں، چھ لاکھ گائیں، ساڑھے تین لاکھ گھوڑے اور خچر اور ڈھائی لاکھ اونٹ ہیں۔
دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت اور ماہی گیری بھی یہاں کی آمدنی کا ذریعہ ہے۔
برآمدات: مشروبات، زیتون، پھل، فاسفیٹ، جانوروں کی کھالیں، گوشت اور اون یورپ کے ممالک کو برآمد کیا جاتا ہے۔
اہم بندرگاہیں: تیونس، صفا اور بازرتہ ہیں۔

۲۰۔ تنزانیہ (زنجبار) (TANZANIA)

جمہوریہ تنزانیہ: یہ ایک گرم اور سطح مرتفع ہے۔ یہ ملک ۱۹۶۴ء میں وجود میں آیا۔ اس سے پہلے اس کا نام "ٹنگانائکا" اور زنجبار کے نام سے جانا جاتا تھا۔
اس کا رقبہ: ۸۰۰، ۳۶۳ مربع میل (۸۶۰۰۰، ۸ مربع کلومیٹر) ہے۔
اس کی آبادی: ۱۹۸۵ء تک ۲ کروڑ ۱۰ لاکھ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۴۰ فیصد ہے۔ یہ ملک مشرقی افریقہ کے ساحل پر ہے۔

اس کا صدر مقام: دارالسلام ہے ۔اس کا قومی پرچم ترنگا ہے ۔ اس کے دونوں جانب اودا اور درمیان میں سیاہ رنگ ہے ۔

یہاں کی سرکاری زبانیں: سواحلی اور انگریزی ۔

اقتصادیات: صنعتیں: تجارتی غذائیں ، لباس ہے ۔البتہ دارالسلام کے قرب و جوار میں بھاری صنعتی مراکز قائم ہو رہے ہیں۔

اہم پیداوار: مکئ، جوار، چاول ، گنا، دالیں ، شکر قند، کساوا، کیلا، کپاس ، تمبا کو

نقدی فصلیں: سیل (ریشے دار پودا) قہوہ ، تلہن ، کپاس ، چائے ، کاجو ، ناریل اور گرم مصالح قابل ذکر ہیں ۔تنزانیہ ، قہوے کی کاشت کے لئے مشہور ہے ۔

معدنیات: ہیرے ، سونا، چاندی ، جواہرات ، تانبہ ، سیسہ ، جست ، فاسفیٹ ہے۔ دیگر معدنیات میں ، نمک ، ٹن ، ابرق اور لوہا قابل ذکر ہیں ۔

کارخانے: دارالخلافہ تنزانیہ ، ایک قدرتی بندرگاہ ہے ۔یہاں پر سوتی کپڑا ، چمڑے کا سامان ، کیمیاوی صنعت ، صابن ، سمینٹ اور چاول صاف کرنے کے یہاں بہت سے کارخانے ہیں ۔ملک کا بہت سا سامان اسی بندرگاہ سے درآمد و برآمد کیا جاتا ہے۔

دیگر ذرائع آمدنی: چرم (چمڑا) گائے اور بکری کا گوشت ، ماہی گیری اور سیاحت ہے۔

بندرگاہ: دارالسلام اور ٹانگا ہیں ۔

۲۱۔ ترکمانستان (TURKMANISTAN)

ترکمانستان کو ترکمانیہ بھی کہتے ہیں ۔یہ جمہوری حکومت انقلاب روس کے بعد ۱۹۲۴ء میں قائم ہوئی ۔نومبر ۱۹۹۱ء میں ترکمانستان ایک آزاد خود مختار حکومت بن گیا۔

اس کا رقبہ: ۱/ لاکھ ۸ ہزار مربع میل ہے ۔اور کل آبادی ۳۵ لاکھ ۔

اس کی راجدھانی: عشق آباد ہے۔ان کی زبان ترکی ہے۔یہاں پر ترکمان کے علاوہ روسی، بلوچ، قازق، ازبک اور ایرانی بھی آباد ہیں۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: کپاس، مکئی، سنترے، موسمی، انگور، خربوز، تربوز، ہری گھاس (الفا)، تلہن، سبزیاں اور بہت سے پھل اگائے جاتے ہیں۔

صنعتیں: سوتی کپڑا، قالین بنانا، پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنا، مشروبات تیار کرنا، قراقل کی کھالیں یہاں سے دنیا بھر کو روانہ کی جاتی ہیں۔

ذخائر: پٹرولیم اور قدرتی گیس کے ذخائر وافر مقدار میں موجود ہیں۔نیبت داغ (NEBIT - DAG) میں تیل کے بھاری ذخائر ہیں۔(ترکمانی زبان میں نیبت کے معنی تیل کے ہیں) ترکمانیہ میں ہر سال تقریباً دو کروڑ ٹن پٹرولیم نکالا جاتا ہے۔ ملک کی سب سے بڑی رفائنری (تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے) کرانسوودسک میں واقع ہے۔اس کے شمال میں پٹرول صاف کرنے کا کارخانہ لگایا گیاہے۔یہاں سے پائپ لائنوں کے ذریعہ تیل اور پٹرولیم، قزاخستان، والگا، فرغانہ، ازبکستان اور عاشق آباد کو سپلائی کیا جاتا ہے۔

ترکمانستان کے دارالسلطنت "عشق آباد" سے سالانہ، ہزار "قرآن مجید" ہدیتہ دیئے جاتے ہیں۔

۲۲۔ تاجکستان (TADZKISTAN)

جمہوریہ تاجکستان: انقلاب روس کے بعد ۱۹۲۴ء میں قائم ہوئی۔

سویت یونین کا نومبر ۱۹۹۱ء میں شیرازہ بکھرا تو تاجکستان نے آزادی خودمختاری کا اعلان کیا۔وسطی ایشیا کے مسلم ممالک میں تاجکستان سب سے چھوٹا ملک ہے۔

اس کا رقبہ: ۲۵ ہزار مربع میل (۱۴۳۰۰۰ مربع کلومیٹر) ہے۔اس کی آبادی تقریباً ۵۲ لاکھ۔یہاں کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے جو اپنی بسر اوقات تجارت اور گلہ بانی پر کرتی ہے۔

اس کا دار الخلافہ: دوشنبہ ہے۔ اس کا پرانا نام "اسٹیلن آباد" ہے۔ یہ ایک اہم تجارتی اور تاریخی اہمیت کا شہر ہے۔

اقتصادیات: فصلیں: کپاس، مکا، گیہوں، سیب، سنترے، انگور، خوبانی، اخروٹ، بادام، پستہ، الفا (گھاس) چقندر، السی وغیرہ۔

صنعتیں: سوتی کپڑے، ریشمی کپڑے، قالین، نمدے اور عمدہ قسم کی قراقلی کھالیں تیار کی جاتی ہیں۔ ہلکی مشینیں اور بجلی کا سامان بھی تیار کیا جاتا ہے۔

ذخائر: یہاں پر قدرتی گیس کے ذخائر موجود ہیں۔ جن سے گیس نکالی جارہی ہے۔ کوراما پہاڑیوں سے یورینیم نکالا جارہا ہے۔

اہم کاروبار: تجارت، مویشی پالنا اور بھیڑ بکریوں کو چرانا۔ یہاں کے اہم کاروبار ہیں۔

۲۳۔ جزائر القمر

(COMOROS FEDERALISL AMIC REUBLIC)

القمر مجلس نواب نے ۶/ جولائی ۱۹۷۵ء کو آزادی کا اعلان کیا۔

اس کا رقبہ: ۸۳۸ مربع میل ہے اور اس کی آبادی ۱۹۹۰ء تک ۴ لاکھ ۵۹ ہزار ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۸۶ فیصد ہے۔

اس کی راجدھانی: مورونی ہے۔ یہاں کی زبانیں: عربی، فرانسیسی اور سواحلی ہیں۔

اس کا قومی جھنڈا: سبز میدان جس کے وسط میں سفید ہلال۔ جس کے مقام چار پانچ کونی تارے۔

اقتصادیات: صنعتیں: عطریات۔

اہم پیداوار: کھوپرا، عطریاتی (خوشبودار) درخت، پھل۔

بندرگاہ: زودزی ہے۔

۲۴۔ جیبوتی (JIBOUTI)

جمہوریہ جیبوتی: افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ اس کے مشرق میں خلیج عدن، شمال مغرب اور جنوب میں اتھوپیا اور جنوب مشرق میں جمہوریت صومالیہ ہے۔

اس کا کل رقبہ: ۸ ہزار ۹۶۰ مربع میل (۲۳،۳۰۱ مربع کلومیٹر) ہے۔

اس کی کل آبادی: ۱۹۹۰ء کے مطابق ۴ لاکھ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۷ فیصد ہے۔

اس کا صدر مقام: جیبوتی، اس کی قومی زبان فرانسیسی ہے۔ اس کے علاوہ عربی، صومالی، عفاری اور فرانسیسی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

یہاں کے مذاہب اسلام، یوروپین اور رومن کیتھلک ہیں۔

معدنیات: نمک۔

برآمدات: قہوہ، نمک، کھالیں، چمڑا خشک اور ہری سبزیاں، اناج، گوشت کے مویشی اور موم ہیں۔

درآمدات: مشینیں، کپڑا، بجلی کا سامان، کیمیاوی اشیاء اور ادویات وغیرہ۔

جیبوتی کی تجارت خاص طور سے فرانس، اٹلی، مغربی یورپ اور جنوب مغربی ایشیاء کے عرب ممالک کے ساتھ کی جاتی ہے۔

بندرگاہ: جیبوتی۔

۲۵۔ چاڈ (CHAD)

یہ علاقہ ۱۱/ اگست ۱۹۶۰ء میں آزاد ہوا۔

اس کا رقبہ: ۴ لاکھ ۹۵ ہزار ۷۷۵ مربع میل (۱۲،۸۴،۶۳۴ مربع کلومیٹر) ہے۔

اس کی آبادی: ۱۹۹۱ء کے مطابق ۵۸ لاکھ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۰ فیصد ہے۔

اس کا پایۂ تخت: انجمینا ہے اور یہاں کی زبان فرنچ ہے ۔عربی اور فرانسیسی زبانیں عام طور پر بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

اس کا قومی پرچم: ترنگا ہے ۔(سرخ، زرد، بلو)

اقتصادیات: فصلیں: جوار، باجرہ، چاول، شکر قند، رتالو، مونگ پھلی اور کپاس ۔ کھجور کے باغیچے تیزی سے لگائے جارہے ہیں ۔اس لئے کھجور کی پیداور میں کافی اضافہ ہوا ہے۔

معدنیات: سوڈیم کاربونیٹ۔

یورپی اقتصادی برادری سے چاڈ کے خصوصی تجارتی تعلقات ہیں اور کل درآمدات کا ۵۰ فیصد حصہ انہیں ممالک سے خریدا جاتا ہے ۔چاڈ سے مچھلی، گوشت، مویشی، چمڑا، کھالیں، کپاس، کھجور اور سوڈیم کاربونیٹ باہر کے ملکوں کو بھیج کر زرمبادلہ حاصل کیا جاتا ہے۔

۲۶۔ سعودی عرب (SAUDI _ ARABIA)

المملکتہ العربیہ السعودیہ: یہ خطہ چودہ سو سال سے مسلمانوں کے زیر اقتدار چلا آرہا ہے ۔اس کی شخصی نظام حکومت شریعت اسلامی پر مبنی ہے ۔ ۲۰/ مئی ۱۹۲۷ء میں سعودی خاندان کے حکمرانوں نے اس کو ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے شہنشاہیت کا اعلان کیا۔

رقبے کے اعتبار سے سعودی عرب جنوب مغربی ایشیا کا سب سے بڑا ملک ہے سعودی عرب کا بیشتر حصہ ریگستان پر مبنی ہے۔

اس کا رقبہ: ۸ لاکھ ۷۳ ہزار مربع میل (۶۹۰، ۱۴۹، ۲ مربع کلومیٹر) ہے۔

اس کی کل آبادی: ۱۹۹۰ء تک ۲/۱-۱ کروڑ ہے ۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰ فیصد ہے۔

اس کا دارالخلافہ: ریاض ہے (جو سطح سمندر سے ۵۸۰ میٹر بلندی پر واقع ہے) اس کی قومی و سرکاری زبان عربی ہے (انگریزی تجارتی اغراض کے لئے استعمال کی جاتی

ہے) ہند و پاک کے لاکھوں افراد جو یہاں ملازمت کے سلسلے میں مقیم ہیں اردو بولتے ہیں۔ لاکھوں کورین، اطالوی، بنگالی، پنجابی، پشتو، سواحلی، صومالی اور بہت سی زبانوں کے بولنے والے ہزاروں اور بعض (صومالی) لاکھوں کی تعداد میں آباد ہے

اقتصادیات: اہم پیداوار: گیہوں، جو، مکئی، الفافا (برسیم، چارہ) گنا، کھجور اور سبزیوں کی کاشت کی جاتی ہے۔

معدنیات: تیل، قدرتی گیس اور پٹرولیم کے علاوہ سونا، چاندی، لوہا، جستہ، سیسہ، تانبہ وغیرہ وافر مقدار میں موجود ہے۔

صنعتیں: یہاں پر تیل کی مصنوعات ہیں۔

اہم ذخائر: سعودی عرب پٹرولیم کے معاملے میں دنیا کے امیر ترین ملکوں میں ہے۔ ۱۹۴۰ء کے آس پاس حساصوبے میں پٹرولیم کے ذخائر ملے تھے۔ جبل فہد کے مغربی ڈھلانوں پر ۱۹۶۴ء میں تیل کے بھاری ذخائر کا پتہ لگا۔ غوار (مشرقی سعودی عرب) کے علاقے میں تقریباً ۲۵/ کلومیٹر کی لمبائی تک پٹرول کے ذخائر پھیلے ہوئے ہیں جو دنیا کے سب سے بڑے ذخائر میں سے ایک ہے۔ پٹرولیم اور قدرتی گیس ملک کے سب سے اہم ذخائر ہیں۔

ذرائع آمدنی: سعودی عرب کی معیشت زمانہ قدیم سے نخلستانوں میں کاشت، چراگاہوں میں بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کو پالنا اور ماہی گیری پر مبنی ہے۔ حج و عمرہ اور زیارت و سیاحت بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

اس ملک میں اب رفاہ عام کے کاموں میں نمایاں ترقی ہو رہی ہے۔ بعض مقامات پر تیل کے چشمے دریافت ہو چکے ہیں اور ان سے ہر سال کئی کروڑ ٹن تیل برآمد ہوتا ہے۔ یہاں پر کوئلے کے کانوں کی کھوج بھی جاری ہے۔ جدہ کے نزدیک وادی فاطمہؓ اور وادی سمیشی کے علاقوں میں ۴۳ فیصد سے زائد لوہے کے بھاری ذخیرے پائے جاتے ہیں۔ یہاں پر اعلیٰ تعلیمی سہولتیں بہت کم ہیں۔

اہم بندرگاہیں: جدہ، ینبع، دمام۔ رائس تنورہ ہے۔
امن و سلامتی کے لحاظ سے یہ دنیا کا واحد مرکز ہے۔

۲۷۔ سوڈان (SUDAN)

رقبے کے اعتبار سے سوڈان براعظم افریقہ کا سب سے بڑا ملک ہے۔ یکم جنوری ۱۹۵۶ء کو آزادی ملنے کے بعد یہاں پہ جمہوری حکومت قائم ہوئی۔

اس کا رقبہ: ۹ لاکھ ۶۷ ہزار ۴۹۱ مربع میل (۰۰۰، ۰۰، ۲۵ مربع کلومیٹر) ہے۔

کل آبادی: ۱۹۹۰ء تک ڈھائی کروڑ، اس میں مسلمانوں کا تناسب ۸۰ فیصد ہے۔

دارالحکومت: خرطوم، اس کی قومی، سرکاری اور عوامی زبان عربی ہے۔ علاوہ ازیں نوبین اور تگری زبانیں بھی خوب بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

خرطوم اپنے عجائب گھروں اور چڑیا گھروں کی وجہ سے ایک امتیازی حیثیت کا مالک ہے۔ اس علاقے میں شیر، ببر، تیندوا، ہاتھی، گینڈا، شترمرغ اور جنگلی سور موجود ہیں۔ ان حیوانات کے لئے ملک میں تین قومی پارک، چودہ محفوظ علاقے اور تین پناہ گاہیں مخصوص ہیں۔

اقتصادیات: صنعتیں: سوتی کپڑے، سمنٹ کے کارخانے، کاغذ، لکڑی، صابن، چمڑا، کیمیاوی اشیاء چینی کے برتن، بجلی کا سامان، ان کے علاوہ بندرگاہ سوڈان میں تیل صاف کرنے کا ایک بڑا کارخانہ ہے۔

اہم فصلیں: جوار، مکئی، باجرہ، کپاس، گنا، دالیں، اروی، رتالو، شکرقند، سبزیاں، کساوا، تل، مونگ پھلی، چاول، کافی، تمباکو، گیہوں اور کھجوریں ہیں۔

معدنیات: مینگنیز کے ذخیرے، کرومائٹ، جپسم، سونا، چاندی، اور تانبہ ہے۔

اہم کاروبار: مویشیوں، بھیڑبکریوں اور اونٹوں کو پالنا ہے۔

برآمدات: کپاس، گوند، مونگ پھلی، جوار، باجرہ، تلہن، مویشی، کھالیں اور چمڑا۔

درآمدات: گیہوں، چینی، چائے، قہوہ، بھاری مشینیں، کیمیاوی اشیاء اور بجلی کا

سامان قابل ذکر ہیں۔

۱۷ / نومبر ۱۹۵۸ء کو یہاں پر فوجی حکومت قائم ہوئی تھی لیکن اکتوبر ۱۹۶۴ء کے بعد فوجی حکومت کی جگہ شہری حکومت قائم ہو گئی۔

۲۸- سیرالیون (SIERRALEONE)

جمہوریہ سیرالیون: یہ ملک مغربی افریقہ کے کنارے واقع ہے۔

رقبہ: ۲۷،۹۲۵ مربع میل (۷۲،۳۲۶ کلو میٹر) ہے۔

مجموعی آبادی: ۱۹۹۰ء تک ۶۰ لاکھ ہے۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۷۰ فیصد ہے۔

صدر مقام: فری ٹاون ہے، اس کی سرکاری زبان انگریزی۔اس کے علاوہ کریو (پڈگن) اور دیگر قبائلی زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

قومی پرچم: ترنگا ہے (اوپر سرخ، درمیان سفید اور نیچے اودا)

اقتصادیات: صنعتیں: لکڑی کی مصنوعات۔

خاص فصلیں: چاول، مکئ، جوار، مونگ پھلی، کساوا، قہوہ، کوکو، ناریل اور سبزیاں ہیں۔

خاص برآمدات: لوہا، کرومائٹ اور ہیرے ہیں۔اہم پیداوار: کوکو، کافی، کھجور، مغزیات، کولانٹ اور ادرک ہیں۔

دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت اور ماہی گیری۔بندرگاہ: بری ٹون، بولنے۔

۲۹- سینگال (SANEGAL)

جمہوریہ سینگال: یہ شمالی افریقہ کی ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو ۲۰ / اگست ۱۹۶۰ء کو آزادی ملی۔

رقبہ: ۷۶ ہزار ۱۲۴ مربع میل (۱،۹۷،۴۰۰ مربع کلو میٹر) ہے۔

کل آبادی: ۷۷ لاکھ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۵ فیصد ہے۔
صدر مقام: ڈاکار ہے۔یہاں کی سرکاری زبان فرانسیسی۔علاوہ ازیں، ولوف، سیریر، اور دیگر قبائلی زبانیں۔
قومی پرچم: ترنگا ہے (سرخ، زرد، سبز) جس کے زرد رنگ میں سبز ستارہ ہے۔
اقتصادیات: صنعتیں: غذائی اشیاء، کیمیائی اشیاء، سمنٹ۔
اہم فصلیں: مونگ پھلی، مکئی، چاول، مٹر، تلہن، کساوا، شکر قند، آلو اور جوار۔
خاص معدنیات: فاسفیٹ اور نمک ہیں۔
دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت، ماہی گیری اور مویشیوں کو پالنا ہے۔
برآمدات: مونگ پھلی، تیل، تلہن، فاسفیٹ اور کپاس ہے۔
درآمدات: مشینیں، صنعتی اشیاء وغیرہ۔اہم بندرگاہیں: ڈاکار، سینٹ لوئی۔

۳۰۔ شام (سیریا) (SYRIA)

یہ ایک قدیم تاریخی ملک ہے۔پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکوں کی سلطنت عثمانیہ کا شیرازہ بکھرا تو ملک شام وجود میں آیا۔ ستمبر ۱۹۴۱ء میں آزاد ہوا۔اور اپریل ۴۶ء میں جمہوری ہوگیا۔۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۱ء تک، سیریا، متحدہ عرب جمہوریہ میں شامل ہوا جو مصر، یمن اور سیریا پر مشتمل تھی۔۱۹۶۱ء کے بعد سیریا نے سوویت روس اور مشرقی یورپ کے ملکوں سے قریبی تعلقات قائم کئے۔

رقبہ: ۷۱ ہزار ۴۹۸ مربع میل (۸۱۸۰، ا مربع کلو میٹر) ہے۔
کل آبادی: ایک کروڑ ۲۴ لاکھ ۱۰۰۰ ہزار۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۸۷ فیصد ہے۔
دارالخلافہ: دمشق ہے۔اس کی قومی اور دفتری زبان عربی، یہاں پر فرانسیسی، کرد اور آرمینی زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔
قومی پرچم: ترنگا ہے۔جس کا بالائی حصہ سبز وسط میں سفید اور نچلا حصہ سرخ ہے۔

اس کے سفید میں تین سرخ ستارے بنے ہیں۔

اقتصادیات: صنعتیں: یہاں کی زیادہ تر صنعتیں زراعت پر مبنی ہیں۔ سوتی کپڑا، بناسپتی گھی، سمنٹ، شیشہ سازی، تانبہ اور پیتل کی اشیاء بنانا، چقندر سے چینی تیار کرنا۔ پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنا یہاں کی خاص صنعتیں ہیں۔ سگریٹ اور سگار تیار کرنا، چمڑے کے جوتے بنانا، کیمیاوی اشیاء کیمیاوی کھاد، لکڑی کا سامان بنانا، چھوٹی مشینیں، بجلی کا سامان اور ادویات تیار کرنا دوسری صنعتیں ہیں۔ دمشق، الپو، لتاکیا اور حمص یہاں کے خاص صنعتی مراکز ہیں۔

اہم پیداوار: گیہوں، جو، آلو، شکر قند، کپاس، تمباکو، چاول، چقندر، مونگ پھلی، دالیں، خربوزے، زیتون، انجیر، سنترے، موسمی، انگور، اور سبزیوں کی کاشت کی جاتی ہے۔

معدنیات: کرومائیٹ، پائرائٹ، تانبہ، سیسہ، جپسم، المونیم، اور قیمتی پتھر بھی نکالے جاتے ہیں۔ نمک اور فاسفیٹ، حمص کے مقام پر ملک کا عظیم پٹرول کا کارخانہ ہے (کولتار) بھی نکالا جاتا ہے۔

ذرائع آمدنی: بھیڑ، بکریاں اور اونٹ پالنا، ان سے حاصل کردہ دودھ دہی مکھن پنیر، چمڑے سے کافی آمدنی ہوتی ہے۔ سیریا میں تقریباً تین لاکھ بھیڑ بکریاں ہیں۔ دمشق کے علاقے میں تیل کے ذخائر موجود ہیں۔ جن سے کئی کروڑ بطور رائلٹی ملتی ہے۔ شام کو اس علاقے سے گزرنے والے پائپ لائنوں کے لئے ہر سال پونے دو کروڑ روپے ملتے ہیں۔ شام کا تہائی رقبہ قابل کاشت ہے۔ ملک میں مختلف چھوٹی چھوٹی صنعتیں ہیں۔ تقریباً ۶۰ ہزار مزدور کپڑے کے کارخانے میں کام کرتے ہیں۔ حمص میں تیل صاف کرنے کا کارخانہ کئی سال قبل چیکوسلاویہ کی مدد سے قائم کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اون، گائے، بھیڑ اور بکری کا گوشت اور سیاحت بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

برآمدات: زرعی پیداوار، پٹرولیم، قدرتی گیس اور معدنیات شامل ہیں۔
درآمدات: مشینیں، موٹر گاڑیاں، ریل کے ڈبے، بجلی کا سامان، کیمیاوی اشیاء اور اناج وغیرہ۔
اہم بندرگاہیں: لاذقیہ، طرطوس ہیں۔
یہ ملک اقوام متحدہ اور عرب لیگ کا رکن ہے۔ ۵/ مارچ ۱۹۵۸ء سے جمہوریہ شام کا الگ وجود باقی نہ رہا بلکہ متحدہ عرب جمہوریہ کا ایک رکن بن گیا۔

۳۱۔ صومالیہ (SOMALIA)

افریقی ملک جمہوریہ صومالیہ ۱۹۹۱ء سے دو قبائلی سرداروں کے درمیان بٹا ہوا ہے۔ جنوبی حصے پر جنرل فرخ عیدید مرحوم اور ان کے جانشین کی حکومت ہے۔ اور شمالی حصے پر علی مہدی قابض ہیں لیکن ہر دو حصوں میں اسلام کی سربلندی اور اسلامی قوانین کے نفاذ و استحکام کی سعی برابر جاری ہے۔ شمالی صومالیہ میں شرعی قوانین اور اسلامی تعزیرات و حدود کے احکام نافذ العمل ہیں۔
کل رقبہ: ۲ لاکھ ۴۶ ہزار ۱۵۵ مربع میل (۶۶۱، ۶۳۷ مربع کلومیٹر) ہے۔
مجموعی آبادی: ۸۵ لاکھ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰ فیصد ہے۔
پایہ تخت: مقدیشو ہے۔ اس کی سرکاری زبان صومالی۔ اس کے علاوہ عربی، اطالوی، اور انگریزی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔
اقتصادیات: اہم فصلیں۔ تلی، تلہن، مکئی، کپاس، مونگ پھلی، کیلا، گنا اور لوبان ہے۔
معدنیات: زیلا کے پاس نمک نکالا جاتا ہے۔ لگنائٹ اور کوئلے کے ذخائر بھی ملے ہیں۔ لوہا، ٹن، جپسم۔
درآمدات: پٹرولیم، پٹرولیم سے بنی اشیاء، صنعتی سامان، مشینیں، بجلی کا سامان، کپڑا اور ادویات۔
برآمدات: مویشی، بھیڑبکریاں، اونٹ، کھال، چمڑا، گوشت اور گوشت کی بنی

اشیاء۔
مجموعی قومی پیداوار: ۱۹۷۴ء، ۳۷۰ ملین امریکن ڈالر ہے۔
اہم بندرگاہ: مقدلیشو، بربرہ۔

۳۲۔ عراق (IRAQ)

سلطنت عراق: ۱۹۲۱ء میں وجود میں آئی۔ ۱۹۳۰ء تک یہ علاقہ برطانیہ کے زیر نگرانی رہا۔ آزادی شہنشاہیت کے بعد پہلا عوامی انقلاب ۳/ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو ہوا۔ دوسرا ۱۴/ جولائی ۱۹۵۸ء کو ہوا۔ اس حکومت کے وزیراعظم جنرل عبدالکریم قاسم تھے۔ تیسرا عوامی انقلاب فروری ۶۳ء میں ہوا جو کرنل عبدالسلام محمد عارف، جنرل قاسم کی جگہ صدر جمہوریہ مقرر ہوئے۔ موجودہ صدر ریاست جنرل صدام حسین ۱۶/ جولائی ۱۹۷۹ء سے برسر عہدہ ہیں۔ اور وزیراعظم محمد طارق عزیز۔
رقبہ: ۱/ لاکھ ۷۲ ہزار مربع میل (۹۲۴، ۳۴ مربع کلومیٹر) ہے۔
کل آبادی: ۱/ کروڑ ۸۷ لاکھ ۸۲ ہزار ہے۔ جس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۵ فیصد ہے۔
صدر مقام: بغداد ہے۔ یہاں کی قومی و سرکاری زبان عربی، کردی، اسیریائی اور آرمینیائی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس کے اہم شہر بغداد، بصرہ اور موصل ہیں۔
قومی پرچم: ترنگا ہے۔ اوپر سیاہ، نیچے سبز اور وسط میں سفید ہے۔
اقتصادیات: اہم فصلیں: گیہوں، جو، جئی، چارہ، تمباکو، ترش پھل، انجیر، زیتون، چاول، دالیں اور کھجور ہیں۔ جوار کی فصل عام طور سے چارہ کے لئے اگائی جاتی ہے۔ دیگر فصلوں میں مکا، تلہن، سرسوں اور سبزیاں قابلِ ذکر ہیں۔ دنیا کی اسی فیصد کھجور عراق میں پیدا ہوتی ہے۔ کھجوروں کی ۱۳۰ قسمیں ہیں۔ ان میں حلاوی (HALAW) کھجور سب سے اچھی مانی جاتی ہے۔ عراق میں کھجوروں کی اوسط سالانہ پیداوار چار لاکھ ٹن ہے۔ جس کا پچاس فیصد حصہ برآمد کیا جاتا ہے۔ کپاس کی فصل بہت عمدہ ہوتی ہے۔ تمباکو، تلہن، گوار، سویا

بین، مونگ پھلی، مٹر اور دالیں بھی کافی رقبے میں اگائی جاتی ہیں۔
صنعتیں: سوتی، ریشمی، اونی کپڑے، مصنوعی دھاگے، ململ، مصنوعی کپڑے کے کارخانے، چینی کے کارخانے، سیمنٹ اور کیمیاوی کھاد کے کارخانے بھی ہیں۔ جو گھریلوں مانگ کو پورا کرتے ہیں۔ پٹرو کیمیکل کا کارخانہ، کھجوروں کو ڈبوں میں بند کرنا، کھجور سے شراب تیار کرنا، کاغذ، سگریٹ، سگار، بجلی کا سامان، فرنیچر، چمڑے کا سامان، جوتے، کپڑے بنانا بھی عراق کی اہم صنعتیں ہیں۔
معدنیات: پٹرولیم اور قدرتی گیس ہے۔ کوئلہ، نمک، جپسم، فاسفیٹ، گندھک وغیرہ۔ عراق کا تیل پائپ لائنوں کے ذریعہ شام کی بندرگاہ بانیاس، لبنان کی بندرگاہ طرابلس میں پہنچایا جاتا ہے اور وہاں سے دیگر ممالک کو بھی۔ بغداد کے قریب تیل صاف کرنے کا ایک کارخانہ دس کروڑ روپئے سے قائم ہو چکا ہے جس میں ہر سال دس لاکھ ٹن تیل صاف کیا جاسکتا ہے۔ تیل کا پچاس فیصد منافع حکومت عراق کو ملتا ہے۔ یہ ملک ۷۰ فیصدی حصہ ملک کی ترقیاتی اور معاشی استحکامی اسکیموں پر خرچ کرتی ہے۔
دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت، اون، چرم، گائے اور بکری کا گوشت بھی یہاں کی آمدنی کا ذریعہ ہے۔
بندرگاہ: اس کی اہم بندرگاہ "بصرہ" ہے۔

۲۳۔ عمان (OMAN)

عمان ایک تنگ ساحلی میدانی خطہ ہے۔ جو دس میل تک چوڑا ہے اور ہلجر پہاڑوں کا ایک سلسلہ واقع ہے۔ جو ۹۰۰ فٹ تک بلند ہے اور ایک وسیع، پتھریلا اور اکثر بے آب سطح مرتفع ہے۔ جس کی اونچائی سطح سمندر سے تقریباً بارہ سو میٹر ہے۔ عمان میں جزیرہ نما راس الجبل واقع ہے جو زیادہ تر خلیج فارس کو کنٹرول کرتا ہے۔
رقبہ: ۲،۱۲،۴۵۷ مربع کلومیٹر ہے

آبادی: ۱۴/ لاکھ ہے۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰ فیصد ہے۔
دارالخلافہ: مسقط ہے۔یہاں کی قومی و دفتری زبان عربی ہے، اس کے علاوہ فارسی، اردو اور دیگر زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

عمان میں سنی مسلمانوں کی آبادی ہے۔ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، سری لنکا، فلپائن اور کوریا وغیرہ سے بھی روزگار کی تلاش میں آکر یہاں عارضی طور پر آباد ہوگئے ہیں۔

اقتصادیات: اہم فصلیں: گیہوں، جو، جئی، چاول، کھجور، پھل اور ترکاریاں ہیں۔

معدنیات: عمان کی معیشت کا دارومدار پٹرولیم پر ہے۔
ذخائر: کروڈ آئیل (تخمینہ ۱۹۷۸ء) ۵۶۵ / ارب بیارل۔
برقی پیداوار: (۱۹۷۵ء) ۳۱۰/ ملین کلوواٹ۔
دیگر ذرائع آمدنی: ماہی گیری یہاں کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

صنعتی اعتبار سے یہ ملک ابھی پیچھے ہے۔عمان میں جدید طرز سے تعمیر کردہ بہت سی خوبصورت عمارتیں اور پارک ہیں۔یہ ملک کا دارالخلافہ ہی نہیں بلکہ تجارتی اور ثقافتی مرکز بھی ہے۔

سلطنت عمان کے سربراہ (جلالتہ الملک) سلطان قابوس بن سعید ہیں۔
تخت نشین سلطنت: ۲۳/ جولائی ۱۹۷۰ء
اہم بندرگاہ: مسقط، مطرح ہے۔

۳۴۔ فلسطین (PALESTINE)

فلسطین جس کا پرانا نام کنعان ہے۔بشری تاریخ کے مختلف ادوار میں فلسطین کی سرحدیں بدلتی رہی ہیں۔حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام (تقریباً ایک ہزار سال قبل مسیح) کے عہد حکومت میں بحیرۂ روم سے لے کر لبنان، سیریا اور دریائے فرات تک کے علاقے فلسطین میں شامل تھے۔سلطنت

روما کے دوران ملک شام (سیریا) کے جنوبی صوبے کو فلسطین کہا جاتا تھا۔ پہلی جنگ عظیم سے پہلے عہد عثمانیہ میں بحیرۂ روم سے لے کر ہاشفیلا (HASHAFELA) جواد، سماریا، صحرائے نجیب اور عقبہ کے علاقے فلسطین کے حصے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد فلسطین کے نقشے میں زبردست تبدیلی آئی۔

مغربی طاقتوں نے ۱۹۱۶ء کے بالفور اعلان (BALFORDECL ARATION) کے تحت ایک یہودی ریاست کے قیام کو عملی جامہ پہنایا اور ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو حکومت اسرائیل وجود میں آئی۔ عرب ریاستوں نے اسرائیل کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ کے بعد غازہ پٹی، نجیب، گیلیلی اور شمال مغربی یروشلم پر اسرائیل نے قبضہ کر کے اپنے رقبے کو دوگنا کرلیا جس کے نتیجے میں یہ ہوا کہ ۱۹۴۹ء میں تقریباً ۷ لاکھ سے زیادہ فلسطینیوں کو اپنا وطن چھوڑ کر قرب و جوار کے عرب ملکوں میں مہاجرین کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ ۱۹۵۰ء میں اردن نے فلسطین کے دریائے اردن کے مغربی علاقے پر اپنا قبضہ جمالیا، لیکن ۱۹۶۷ء کی جنگ میں دریائے اردن کے مغربی علاقے صحرائے سینا (مصر) اور سیریا کے جولان کے پہاڑی علاقوں پر اسرائیل نے قبضہ جمالیا۔ ۱۹۷۳ء میں اسرائیل کی عربوں سے پھر جنگ ہوئی جس میں صحرائے سینا کا علاقہ تو مصر نے پھر سے حاصل کرلیا۔ لیکن فلسطین کے بہت سے علاقے اسرائیل کا حصہ بن گئے۔ جب تک فلسطین کے ملک کو تسلیم نہ کرلیں۔ اس کی مملکت کی حدبندی اور نشاندہی نہ ہوجائے تب تک اس کا رقبہ اور حدود اربعہ بیان کرنا مشکل ہے۔

شمال سے جنوب طرف بہنے والا دریائے اردن فلسطین کا خاص دریا ہے۔ اس میں سال بھر پانی رہتا ہے۔ اس کے دائیں اور بائیں کناروں پر معاون ندیاں آ ملتی ہیں۔ جن میں، مشاش، قاد، یاسب زرقا اور شعیب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: جو، مکئی، چاول، کپاس، الفا، چقندر، مونگ پھلی،

تمباکو، تلہن اور سبزیاں اگائی جاتی ہیں۔ فلسطین میں ترش پھل بالخصوص سنترے، لیموں، زیتون، سیب، انجیر انگور، خوبانی، بادام، اخروٹ وغیرہ اگائے جاتے ہیں۔
صنعتیں: سوتی کپڑے کے کارخانے، قالین، سیمنٹ، کیمیاوی کھاد، بجلی کی صنعت اور چمڑے کا سامان فلسطین کی خاص صنعتیں ہیں۔
ذخائر: غازہ کے قریب ہابز کے مقام پر تیل کے کنویں اور زہر کے مقام پر قدرتی گیس نکالی جاتی ہے۔ فاسفیٹ، برومائٹ، پوٹاش، نمک، ریت اور گرینائٹ کے ذخائر ہیں۔
ذرائع آمدنی: ماہی گیری، بھیڑ، بکری، اونٹ اور مرغیوں کا پالنا آمدنی کے ذرائع ہیں۔ [جغرافیہ عالم اسلام ص ۷۴-۷۳]

۳۵- قزاقستان (KAZAKISTAN)

یہ سوشلسٹ آزاد جمہوری حکومت کا قیام ۱۹۲۰ء میں عمل میں آیا۔ قزاقستان وسطی ایشیا کا سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔ نومبر ۱۹۹۱ء میں سوویت روس کا شیرازہ بکھرنے کے بعد قزاقستان، ایک خود مختار ملک کی شکل میں وجود میں آیا۔
رقبہ: ۱۰/ لاکھ ۵۶ ہزار مربع میل (۲۷۱۷،۰۰۰ مربع کلومیٹر) ہے۔
آبادی: ۱/ کروڑ ۶۵ لاکھ۔
اس کا دارالخلافہ: الماتا ہے، جو سوویت یونین کے جدید اور بارونق شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں کے اسی فیصد باشندے تعلیم یافتہ ہیں۔
اقتصادیات: اہم پیداوار: کپاس، گیہوں، جو، چاول، چقندر، سورج مکھی، السی تلہن، سیب، سنترے، لیموں، انگور، اخروٹ، بادام، آلو، سبزیاں اور گھاس وغیرہ۔

الماتا کے آس پاس سیب، سنترے اور انگور کے باغیچے ہیں۔ ماہرین کی رائے ہے کہ سیب دنیا میں سب سے پہلے الماء تا کے آس پاس ہی اگا تھا اور یہاں سے اس پھل کے پودوں کو دنیا کے دوسرے علاقوں میں لے جا کر لگایا گیا۔

معدنیات : کوئلہ ، لوہا ، تیل ، تانبہ ، سیسہ ، جستہ ، سونا ، چاندی ، کرومیم ، فاسفیٹ ، بوریکس ، سوڈیم ، ایس بیسٹس کے بھاری ذخیرے ہیں ۔

یہاں پر ۸ / ارب ٹن کوئلے کے بھنڈار ہیں اور سو سے زیادہ مقامات پر کان کنی کی جارہی ہے ۔ دوسرا اہم معدن پٹرولیم ہے ۔ ۱۹۱۱ء سے عام تیل نکالا جارہا ہے جو پاروسلاول اور سک کے تیل صاف کرنے کے کارخانوں کو سپلائی کیا جاتا ہے ۔

کارخانے : گاراگانڈا ، شہر میں لوہے اور فولاد کا بھاری کارخانہ ہے ۔ اوست کا مینو گورسک شہر میں معدنیات صاف کرنے کا جدید کارخانہ ہے ، جس میں سیسہ جست اور پارہ صاف کیا جاتا ہے ۔ پاؤلودار ، میں المونیم صاف کرنے اور ٹراکٹر بنانے کا کارخانہ ہے ۔ تیمرتاؤ (TEMIRTAO) کاراگانڈا کے شمال میں واقع لوہا اور فولاد تیار کرنے کا بھاری کارخانہ ہے ۔

علاوہ ازیں قزاقستان کے مختلف شہروں میں زراعت میں کام آنے والی مشینیں ، کیمیائی کھاد ، بجلی کا سامان ، قالین ، سوتی ، ریشمی ، اونی اور چمڑے کے کپڑے اور چمڑے سے تیار ہونے والی اشیاء بنائی جاتی ہیں ۔ پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنا ، قراقلی کھالیں اور ان سے ٹوپیاں تیار کرنا ، ادویات اور روزمرہ کی استعمال کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں اور مختلف قسم کی ہلکی مشینیں تیار کی جاتی ہیں ۔

صنعتیں : اس اعتبار سے قزاقستان وسطی ایشیا کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک ہے ۔

بنیادی معدنیات (لوہا ، کوئلہ ، مینگنیز وغیرہ) ملنے کے سبب یہاں بھاری صنعتیں لگانے میں مدد ملی ہے ۔

سیاحت : ہر سال لاکھوں سیاح اپنی چھٹیاں گزارنے کے لئے آتے ہیں ۔ یہ بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے ۔ (جغرافیہ عالم اسلام)

۳۶ ۔ قبرص (CYPRUS)

یہ جزیرہ ترکی کے ساحل سے تقریباً ۸۰ کلومیٹر ، جنوب میں اور سیریا سے تقریباً ۹۷ کلومیٹر مغرب میں واقع ہے ۔

رقبہ : ۹۲۵۱ کلومیٹر (۳۷۰۰ مربع میل) ہے۔ بحیرۂ روم میں واقع سسلی اور ساڈینیا کے بعد یہ تیسرا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔

آبادی: تقریباً ساڑھے چھ لاکھ ہے۔یہاں کی سرکاری زبان یونانی اور ترکی ہے۔ انگریزی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ملک کے شمالی علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور جنوبی علاقوں میں یونانیوں کی۔

دارالخلافہ: نکوسیا ہے، اس کی آبادی ۱۹۸۵ء میں ۱/ لاکھ ۶۵ ہزار ہے۔

اقتصادیات: پیداوار: گیہوں، جو، جئی، آلو، چقندر، چاء، علاوہ ازیں انگور، سنترے، موسمی، لیموں، مالٹا، انجیر اور زیتون کی پیداوار بھی بکثرت پائی جاتی ہے۔ بحیرۂ روم کی آب وہوا ان سب ہی پھلوں کی کاشت کے لئے نہایت مناسب ہے۔

صنعتیں: سوتی، اونی، ریشمی کپڑا، جوتے بنانا، چمڑے کا سامان، لباس، تیار کرنا، مشروبات کشید کرنا، چھوٹی چھوٹی مشینیں، بجلی کا سامان اور عمارتیں تعمیر کرنا قبرص کی خاص خاص صنعتیں ہیں۔

قبرص کی بیشتر تجارت برطانیہ، فرانس، بلجیم، نیدرلینڈ، اٹلی، جرمنی، اسپین پرتگال، ناروے، سویڈن وغیرہ سے ہوتی ہے۔ سعودی عرب اور لیبیا سے بھی کافی سامان درآمد و برآمد کی جاتی ہے۔ نیکوسیا، کے بین الاقوامی ہوائی اڈے ولرناکا، سے انقرہ، ایتھنس، بیروت، لندن، تل ابیب کو پروازیں جاتی ہیں۔

معدنیات: تانبہ، پائیراٹ، ایس بسٹس، جپسم، عنبر، سنگ مرمر، نمک اور برتن بنانے کی مٹی قابلِ ذکر ہے۔

دیگر ذرائع آمدنی: قبرص میں پتھر کے زمانے کے آثار قدیمہ اور دیگر تاریخی مقامات کو دیکھنے کے لئے ہزاروں سیاح دنیا بھر کے ملکوں سے آتے ہیں۔ یہ بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

اہم بندرگاہ: لامار ہے۔

۳۷۔ قطر(QATAR)

قطر ایک عرب امارات ہے۔یہ علاقہ شخصی حکومت پر مبنی ہے۔

رقبہ: ۴ہزار ۴۰۰مربع میل (۱۱ہزار مربع کلومیٹر) ہے۔

آبادی: ۴لاکھ ۹۸ہزار۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰فیصد ہے۔

دارالحکومت: دوحہ ہے،یہاں کی قومی اور سرکاری زبان عربی ہے۔فارسی اور انگریزی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

قومی پرچم: سرخ اور سفید ہے۔

۱۹۱۶ء سے ۱۹۷۱ء تک قطر برطانیہ کے ماتحت تھا۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: مکا،جو،چارہ اور سبزیوں کی کاشت ہے۔

ذخائر: کروڈآئیل (تخمینہ ۱۹۷۸ء) ۵۶۰ / ارب بیارل ہے۔

قطر کی معیشت کا دارومدار پٹرولیم اور پٹرولیم سے تیار ہونے والی اشیاء پر ہے۔گذشتہ بیس سال سے پٹرولیم کی آمد پر دوحہ اور دوسرے شہروں میں خوبصورت عمارتیں،اسکول،سڑکیں،دواخانے،کھیل کے میدان اور پارک وغیرہ کی تعمیر کئے گئے ہیں۔

ذرائع آمدنی: مویشیوں کو پالنا اور مچھلیاں پکڑنا ہے۔علاوہ ازیں نخلستانوں میں کھجور کے کافی درخت پائے جاتے ہیں۔جن سے بھی آمدنی ہوتی ہے۔

اہم بندرگاہیں: الدوحہ اور المسید ہیں۔

۳۸۔ کویت(KUWAIT)

کویت دنیا کے امیر ترین ملکوں میں سے ایک ہے۔یہ مختصر سا علاقہ جو برطانیہ کے زیر اثر تھا۔۱۹/ جون ۱۹۶۱ء کو آزاد ہوا۔

رقبہ: ۶ہزار ۸۸۰مربع میل (۱۷۸۱۸مربع کلومیٹر) ہے۔

آبادی: ۲۰لاکھ ۸۰ہزار ہے۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰فیصد ہے۔

صدر مقام: الکویت ہے۔قومی اوز سرکاری زبان عربی۔شہروں میں انگریزی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔یہاں پر ۸۵فیصد تعلیم یافتہ ہیں۔ہائی اسکول تک تعلیم

مفت اور لازمی ہے۔

یہاں پر گرمی زیادہ ہے۔ گرمی کے مہینوں میں گرم ہواؤں سے بچنے کے لئے لوگ تہہ خانوں میں پناہ لیتے ہیں۔ اب ایرکنڈیشن کا رواج عام ہوچلا ہے۔

کویت کی ۸۰ فیصد آبادی عربی النسل سے تعلق رکھتی ہے۔ باقی پندرہ فی صدی میں ایرانی، ہندوستانی، پاکستانی، بنگلہ دیش، فلپائن، سری لنکا، کوریا، فلسطین، مصر، یمن اور انڈونیشیا کے لوگ ہیں۔

کویت کی حکومت دستوری شہنشاہیت بالغ رائے دہی پر منحصر ہے۔ ۶۸۸۰ مربع میل کا یہ علاقہ اپنے سینے میں بے پناہ ذخائر سمیٹے ہوئے ہے۔ عظیم مقدار میں تیل نکالے جانے کے باوجود اس کے چشموں میں کمی نہیں آرہی ہے۔ اس کی آمدنی کے ایک حصے سے چھوٹی صنعتیں شروع کی گئی ہیں۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: گیہوں، جو، چارہ، سبزیاں، پھل اور کھجور ہیں۔ لیکن غذا کے معاملے میں کویت خود کفیل نہیں ہے۔ دنیا کے دیگر ممالک سے کھانے پینے کی چیزیں منگوائی جاتی ہیں۔

صنعتیں: امونیا، کیمیاوی کھاد، عمارتی اینٹیں، سیمنٹ یہاں کی خاص صنعتیں ہیں۔ ملک میں کئی بڑے بڑے صنعتی مراکز (پٹرو کیمیکل کمپلکس) قائم کئے جاچکے ہیں۔ سمندری پانی صاف کرنے کا ایک بڑا کارخانہ بھی کویت میں لگایا گیا ہے۔

معدنیات: کویت کی معیشت کا دارومدار پٹرولیم اور قدرتی گیس پر منحصر ہے، احمد، مگوا اور برغان، یہاں پر تیل کے اہم کنویں ہیں۔

ذرائع آمدنی: پٹرول کے علاوہ بھیڑیں پالنا، اون اور موتی دیگر ممالک کو روانہ کرنا۔

کویت میں تمام عرب ممالک کے مقابلے میں متعدد بہترین سڑکیں، مدرسے اور دواخانے موجود ہیں۔ کویت یونیورسٹی ایک جدید ادارہ ہے۔

اہم بندرگاہیں: مینائے الاحمدی ہے۔

۳۹۔ کیمرون (CAMEROON)

وفاقی جمہوریہ کیمرون: یہ افریقہ کی ایک آزاد ریاست ہے۔انیسویں صدی کے آخری تک کیمرون جرمنی کے زیر اثر رہا ۱۹۲۲ء میں یہ برطانیہ اور فرانس کی مشترکہ نگرانی میں آیا۔ کیمرون کی موجودہ شکل ۱۹۶۱ء میں وجود میں آئی۔

رقبہ: ۱/ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل (۴،۷۵،۴۳۹ مربع کلومیٹر) ہے۔

آبادی: ۱/ کروڑ ۹ لاکھ۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۵۵ فیصد ہے اور شرح خواندگی ۶۵ فیصد۔

دارالسلطنت: یااونڈے ہے، اس کی دفتری زبانیں، انگریزی اور فرانسیسی ہیں۔علاوہ ازیں، دیگر ۲۴ قبائلی زبانیں بھی ہیں۔

قومی پرچم: ترنگا ہے۔اودا، سرخ اور ہلکا سا زرد رنگ، جس کے سرخ کے درمیان ستارہ۔

اقتصادیات: صنعتیں: المونیم اور کھجور کی مصنوعات۔

اہم فصلیں: کوکو، کافی، چاء، موز (کیلا) روئی، تمباکو، یام، رتالو، چاول اور ربر

وسطی پلیٹو پر قہوہ کی عربیکا اور روبستا قسمیں اگائی جاتی ہیں، جہاں کی آب و ہوا نسبتاً گرم خشک ہے۔وہاں پر مونگ پھلی، کپاس، جوار اور دالیں خاص طور پر اگائی جاتی ہیں۔

برآمدات: کوکو، قہوہ، لکڑی، کیلا، ربر اور مونگ پھلی۔

دیگر ذرائع آمدنی: گائے، بکری کا گوشت، سیاحت اور ماہی گیری ہے۔

اہم بندرگاہ: دووالا، ہے۔

۴۰۔ کومرو (COMOROS)

اس کا سرکاری نام: وفاقی اسلامی جمہوریہ "کومرو" ہے۔یہ ملک چند جزائر پر مشتمل ہے۔جو بحرہند میں مدغاسکر اور تنزانیہ کے درمیان آبنائے موزمبیق کے

شمالی سرے پر واقع ہے۔

رقبہ: ۲،۱۶۶ مربع کلو میٹر ہے۔

آبادی: تقریباً ۴ لاکھ تیس ہزار۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۸۶ فیصد ہے۔

صدر مقام: مورونی ہے۔یہاں کے لوگ سواحلی عربی، مالاگاسی اور فرانسیسی زبان بولتے ہیں۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: ناریل، لونگ، ونیلا، الائچی، دارچینی قہوہ، کیلا، کساوا وغیرہ۔ونیلا کی پیداوار کا دنیا میں دوسرا مقام ہے۔کومرو کی ۹۰ فیصد آبادی کا گزر بسر کھیتی باڑی پر ہے۔

درآمدات: بڑھتی ہوئی آبادی اور غذائی مانگ کو پورا کرنے کے لئے ۴۰ فیصد اناج درآمد کیا جاتا ہے۔

دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت، مورونی اور موتساموودو، میں یوروپی سیلانی اپنی چھٹیاں گزارنے کے لئے یہاں آتے ہیں یہ بھی ایک آمدنی کا ذریعہ ہے۔

۴۱۔ کرغیزیا (KARGIZIA)

کرغیزیا نومبر ۱۹۹۱ء میں ایک خود مختار ملک کی شکل میں وجود میں آیا۔

اس کا رقبہ: ۱،۶۶۰۰۰ مربع کلو میٹر ہے اور کل آبادی: تقریباً ۳۵ لاکھ۔

دارالخلافہ: "فرنز" ہے اور اس کی آبادی ۶ لاکھ سے زیادہ ہے۔

اقتصادیات: اہم فصلیں: کرغیزیا میں کھیتی باڑی صرف ان میدانوں، وادیوں اور پہاڑوں کی ڈھلانوں پر کی جاتی ہے۔جہاں سینچائی کا بندوبست ہے۔یہاں پر مکئی الفا گھاس، چقندر، خربزے، تربوز، انگور، سیب، سنترے، جو اور گیہوں۔

معدنیات: یہاں پر معدنیات کی کمی ہے۔تیان شان کی پہاڑیوں میں کوئلہ ملا ہے۔اس سے بجلی تیار کی جاتی ہے۔

صنعتیں: سوتی، ریشمی اور اونی کپڑا۔قالین، چمڑے کا سامان، موٹر گاڑیاں اور ٹرک بنانا۔گوشت کو ڈبوں میں بند کرنا، ہلکی اور چھوٹی مشینیں بنانا، بجلی کا سامان

تیار کرنا قابل ذکر ہیں۔

اہم کاروبار: بھیڑبکریاں، گھوڑے، خچر اور یاک پالنا بھی یہاں کے لوگوں کے خاص کاروبار ہیں۔

۴۲۔ گنی (GUINEA)

یہ مغربی افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ یہ ریاست برطانیہ کے زیر اقتدار تھی۔ ۲/ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں اس کو آزادی ملی۔

رقبہ: ۹۴ ہزار ۹۶۴ مربع میل (۲،۴۶،۰۴۸ مربع کلومیٹر) ہے۔

آبادی: ۷۵ لاکھ ۶۹ ہزار ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۷ فیصد ہے۔

صدر مقام: کوناکری ہے، اس کی سرکاری زبان فرانسیسی، اس کے علاوہ دیگر قبائلی زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: موز (کیلا) انناس، چاول، مکئی، نٹ، کافی، شہد، کساوا، جوار، قہوہ، ناریل، تاڑ، شکر قند، آلو اور رتالو۔

معدنیات: باکسائیٹ، لوہا، ہیرے اور سونا ہے۔

۴۳۔ گنی بساؤ (GUINEABISSAU)

یہ چھوٹا سا ملک مغربی افریقہ کے اوقیانوسی ساحل پر واقع ہے۔

رقبہ: ۱۳ ہزار ۹۴۸ مربع میل (۲۶،۴۰۰ مربع کلومیٹر) ہے۔

آبادی: ۱۰ لاکھ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۶۰ فیصد ہے۔

پایہ تخت: بساؤ ہے۔ اس کی سرکاری زبان پرتگالی، کریاؤلو اور دیگر قبائلی زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

اس کا قومی پرچم: ترنگا ہے۔ (سرخ، سفید، نیلا) جس کے سرخ رنگ میں سیاہ تارا ہے۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: مونگ پھلی (PALMAIL) کپاس، چاول، جوار،

مکئی۔

معدنیات: پٹرولیم، باکسائٹ، فاسفیٹ۔

کارخانے: گنی بساؤ میں بناسپتی گھی، کپاس، سوتی کپڑا اور چاول صاف کرنے کے کارخانے ہیں۔

برآمدات: مچھلی، مونگ پھلی، تاڑ کے بیج، لکڑی اور دیگر جنگلاتی اور زرعی پیداوار پرتگال، اسپین اور مغربی یورپ کو برآمد کی جاتی ہیں۔

درآمدات: مشینیں، موٹرگاڑیاں، بجلی کا سامان، ادویات، زرعی مشینیں، قابل ذکر ہیں۔ راجدھانی بساؤ میں چند چھوٹی چھوٹی صنعتیں قائم کی جارہی ہیں۔ سوتی کپڑا، دھاگے، بناسپتی گھی اور زراعت و جنگلات پر منحصر بساؤ شہر میں فروغ پارہی ہیں۔

۴۴۔ گابون (GABON)

جمہوریہ گابون: انیسویں صدی کے نصف آخر میں فرانس نے اس پر قبضہ کرلیا تھا لیکن گابون ۱۷/ اگست ۱۹۶۰ء کو فرانس سے آزادی حاصل کرلی۔ یہ افریقی سیاہ فام ممالک میں تقریباً سب سے زیادہ خوش حال علاقہ ہے۔ کیونکہ یہ قدرتی دولت سے مالا مال ہے۔

اس کا رقبہ: ۱۰۲،۳۱۷ مربع میل (۲،۶۶،۰۲۴ مربع کلو میٹر) ہے۔

اس کی آبادی: ۱۲ لاکھ۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۵۵ فیصد ہے۔

اس کا صدر مقام: لیبرویل ہے۔ اس کی سرکاری زبان، فرانسیسی، اس کے علاوہ فیانگ، اور بنٹو بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

اقتصادیات: صنعتیں: یہاں پر تیل کی مصنوعات اور بیشتر صنعتیں، پٹرولیم اور جنگلات پر مبنی ہیں۔

اہم فصلیں: کوکو، کافی، چاول، مونگ پھلی، موز (کیلا) جوار، مکئی، دالیں، قہوہ اننناس۔

معدنیات: مینگنیز، تیل، یورانیم، لوہا، قدرتی گیس۔
ذخائر: کروڑ آئیل۔
برآمدات: لکڑی اور لکڑی کا سامان، پٹرولیم، مینگنیز، یورانیم، کوکو اور قہوہ۔
درآمدات: موٹر گاڑیاں، مشینیں، ادویات، بجلی اور کیمیاوی سامان قابل ذکر ہیں۔
دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت اور لکڑی بھی ہے۔
اہم بندرگاہیں: لیبرویل، پورٹ جنٹل

۴۵۔ لبنان (LABANON)

یہ ایک چھوٹا سا ملک ہے، جو شمال مشرق جنوب مشرق میں شام سے محصور ہے۔ یہ ایک آزاد جمہوری ریاست ہے۔ اس کا قیام ۲۶ / نومبر ۱۹۴۱ء میں عمل میں آیا۔

اس کا رقبہ: ۴ ہزار ۱۵ مربع میل (۴۰۰، ۱۰ مربع کلو میٹر) ہے۔
اس کی آبادی: ۱۹۹۰ء تک ۳۳ لاکھ ۴۰ ہزار ہے۔ اس کا دارالسلطنت بیروت ہے اس میں مسلمانوں کا تناسب ۷۵ فیصد ہے۔ اور سرکاری زبان عربی ہے۔ فرانسیسی اور آرمینی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس کا قومی پرچم دو رنگا ہے۔ اوپر نیچے سرخ اور وسط میں سفید ہے۔

اقتصادیات: اہم پیداوار: اناج، پھلوں کی کاشت، بادام، اخروٹ، خوبانی، کشمش، گندم، جو، مٹر، مکئی، جوار، سبزیاں، زیتون، تمباکو اور انگور ہے۔
اہم صنعتیں: قالین تیار کرنا، ریشمی کپڑے تیار کرنا، سوتی کپڑے، سمنٹ روغنی مصنوعات۔

برآمدات: ملک سے زرعی فصلیں، تازہ پھل، (انگور، زیتون، سیب، سنترے اور خوبانی وغیرہ) بادام، اخروٹ، کشمش اور منقیٰ، زیتون، انجیر، ہلکی مشینیں، کیمیائی کھاد، سمنٹ اور قالین برآمد کئے جاتے ہیں۔

درآمدات : سوتی اور اونی کپڑا ، بھاری مشینیں ، موٹرگاڑیاں ادویات اور انجنیری کا سامان درآمد کیا جاتا ہے۔

معدنیات: میں لوہا ہے۔

سیاحت : لبنان کی زبردست صنعت ہے ۔ ہزاروں اور لاکھوں سیاح ہر سال یہاں تفریح کی غرض سے آتے ہیں جس سے زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے ۔ سیاحوں کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے بیروت ، طرابلس اور دیگر شہروں میں عالی شان ہوٹل اور تفریح گاہیں تعمیر کی ہیں۔

دیگر ذرائع آمدنی: گائے اور بکری کا گوشت بھی یہاں کی آمدنی کا ذریعہ ہے۔

پختہ سڑکوں اور ریلوں کے ذریعہ بیروت ملک کے بڑے بڑے شہروں سے منسلک ہے ۔ بیروت کے خالدی ہوائی اڈے سے دنیا کے طیارے پرواز بھرتے ہیں۔

یہاں کی اہم بندرگاہیں: بیروت ، طرابلس اور سیرون ہیں ۔ یہ ملک بھی سلامتی کونسل کا رکن ہے۔

۴۶۔ لیبیا (LIBYA)

اس ملک میں اسلام کی کرنیں پہلی صدی ہجری میں پہنچ چکی ہیں ۔ یہ علاقہ ۲۴/ دسمبر ۱۹۵۱ء کو آزاد ہوا۔

اس کا رقبہ: ۶۷۹۳۵۹ مربع میل ہے۔

آبادی: ۴۳ لاکھ ۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰ فیصد ہے۔

اس کا مشترکہ دارالحکومت: طرابلس (تری پولی) اور بن غازی ہے۔

یہ حکومت دستوری شہنشاہیت بالغ رائے دہی ہے ۔ اس کی قومی اور سرکاری زبان عربی ہے۔

شرح خواندگی ۲۵ فیصد ۔ اس کا قومی پرچم سادہ سبز میدان ہے۔

قومی ترانہ: "اللہ تعالیٰ"

اس ملک کا ساحلی علاقہ نہایت زرخیز ہے سیہاں پر کھجوروں کے تقریباً ایک کروڑ پچاس لاکھ درخت ہیں ۔ جن سے سالانہ ۵ سے ۸ ہزار ٹن تک کھجوریں حاصل کی جاتی ہیں ۔

اقتصادیات: صنعتیں: قالین، سوتی، اونی اور ریشمی کپڑے تیار کرنا، کاغذ، لگدی، کیمیاوی کھاد، جوتا سازی، چھوٹی مشینیں اور بجلی کا سامان بنانا۔

اہم پیداوار: کھجور، زیتون، لیموں، انگور، نارنگی، تمباکو، انجیر، گیہوں، جو، مونگ پھلی، سنترے اور مالٹا ہیں ۔

ذخائر: پٹرولیم، قدرتی گیس، کروڑ آئیل کے ذخائر سے ۱۹۷۸ء میں ۲۵ ارب بیارل آئیل برآمد ہوا ۔ ۱۹۵۹ء میں پٹرول کے ذخائر کا پتہ لگنے کے بعد لیبیا میں تیزی سے صنعتی ترقی ہوئی اور بالخصوص پٹرو کیمیکل صنعت نے فروغ پایا ہے ۔

بہت سے لوگوں کا گزر بسر مویشیوں کو پالنے اور چرواہی پر ہے ۔

برآمدات: بادام، تمباکو، خشک پھل، اور گھاس بھی بوئی جاتی ہے ۔ دیگر اشیاء میں مونگ پھلی، زیتون، چمڑا اور کھالیں قابل ذکر ہیں ۔

درآمدات: کھانے پینے کی اشیاء مشینیں، بجلی کا سامان اور کیمیاوی اشیاء شامل ہیں ۔

اہم بندرگاہیں: طرابلس، بن غازی اور تریپولی ہے ۔ تریپولی اور بن غازی میں بین الاقوامی ہوائی اڈے ہیں جہاں سے دوسرے ملکوں کو ہوائی جہاز پرواز بھرتے ہیں ۔

یہ ملک بھی ادارہ اقوام متحدہ کا رکن ہے ۔

۴۷۔ مصر (EGYPT)

جمہوریہ مصرالعربیہ: یہ ایک قدیم اور تاریخی ملک ہے ۔ حضرت عمرؓ کے دور سے لے کر آج تک مسلمانوں کی ہی حکومت چلی آرہی ہے ۔ چند دنوں کے لئے یہ ملک برطانیہ کے زیر سایہ آگیا تھا لیکن پرامن فوجی انقلاب برپا کر کے ۲۲ / جولائی ۱۹۵۲ء

میں آزادی حاصل کرلی۔

اس کا رقبہ: ۳۸۶،۸۷۲ مربع میل (۱۰،۰۱،۴۴۹) مربع کلو میٹر ہے۔

آبادی: ساڑھے پانچ کروڑ۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۵ فیصد ہے۔

اس کا دارالخلافہ: قاہرہ ہے۔اس کی قومی و سرکاری زبان عربی، یہاں کی حکومت عرب سوشلسٹ جمہوریت بالغ رائے دہی ہے۔دنیا کی مشہور یونیورسٹی جامع ازہر اور دنیا کی مشہور نہر سوئز اسی ملک میں ہیں۔مصر میں شرح خواندگی ۴۰ فیصد ہے۔

اسوان بند مصر میں دریائے نیل پر تعمیر کیا گیا ہے۔اس میں ایک کھرب اور ۳۰ ارب مکعب میٹر پانی جمع ہوگا۔اس سے ۲ لاکھ ۸۰ ہزار ایکڑ اراضی کو پہلی بار سیراب کیا جاسکے گا۔اسوان ڈیم ۱۱ میٹر بلند اور پانچ کلو میٹر طویل ہے۔اس بند کے ساتھ جو بجلی گھر تعمیر کیا گیا ہے۔اس کی استعداد ۲۱ لاکھ کلو وائیٹ ہوگی۔وہ ہر سال دس ارب کلو واٹ بجلی تیار کر رہا ہے۔

تجارتی نقطہ نظر سے دنیا کی سب سے اہم نہر سوئز کا منصوبہ اور خاکہ ایک فرانسیسی انجنیئر فرڈی نانڈ ڈی لی سیپس (FERDINAND DELESSAPS) نے تیار کیا تھا۔برسوں کی کھدائی اور تعمیر کے بعد نہر سوئز ۱۸۶۹ء میں بن کر تیار ہوئی۔نہر سوئز کے بن جانے کے بعد لندن سے بمبئی آنے کے د ۶۶۶۶ کلو میٹر کا فاصلہ کم طے کرنا پڑتا ہے۔جس سے وقت کی بچت اور اشیاء کے کرائے میں بھاری کمی آتی ہے۔یورپ سے بحرہند ہوکر جنوب مشرقی ایشیا، آسٹریا اور مشرق بعید کو جانے والے سب ہی جہاز اس نہر سے گزرتے ہیں۔یورپ کی تجارت کے لئے نہر سوئز شہ رگ کا کام کرتی ہے۔مصر کو اس سے بھاری آمدنی ہوتی ہے۔

اقتصادیات: اہم صنعتیں: سوتی کپڑا، کیمیاوی کھاد، پٹرولیم، پیٹرو کیمیکل، سمنٹ کیمیائی مصنوعات، فولاد، کھاد، وغیرہ کی صنعتیں کافی فروغ پر ہیں۔

معدنیات: تیل، فاسفیٹ، نمک، لوہا، مینگنیز، سونا، جپسم، چونا، پتھر جیسی معدنیات پائی جاتی ہیں۔

اہم پیداوار: گیہوں، جو، جئی، چاول، مکئی، برسیم، سبزیاں، چارہ، اناج، شکر، کپاس اور پھل ہیں۔ دنیا کے سب سے زیادہ روئی اگانے والے مسلم ممالک میں مصر کو پہلا مقام حاصل ہے۔ مصر کی روئی بہترین کوالٹی کی ہوتی ہے۔ یہ ملک بہت بڑی مقدار میں روئی فراہم کرتا ہے۔

ذخائر: کروڑآئیل: ۱۹۷۸ء میں ۲۴۵/ ارب بیارل برآمد کیا۔

دیگر ذرائع آمدنی: گائے بکری کا گوشت اور سیاحت بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

اہم بندرگاہیں: اسکندریہ، پورٹ سعید، سوئز۔

آج سے کئی سال پیشتر مصر کو سوئی بھی درآمد کرنی پڑتی تھی۔ اب ریڈیو، ٹیلی ویژن اور کاریں وغیرہ ملک میں بننے لگی ہیں۔ ۵/ مارچ ۱۹۵۸ء سے ایک جداگانہ حیثیت سے ملک کا وجود ختم ہوگیا اور وہ متحدہ عرب جمہوریہ کا ایک جزو بن گیا ہے

۴۸۔ مراقش (MOROCCO)

یہ ملک شمال مغربی افریقہ میں واقع ہے۔ ۲/ مارچ ۱۹۵۲ء کو آزاد ہوا۔ یہ حکومت دو حصوں میں منقسم ہے۔ اس کا مجموعی رقبہ: ایک لاکھ ۷۲ ہزار ۴۱۳ مربع میل۔ (۶۸۰، ۴۳، ۴ مربع کلو میٹر) پر پھیلا ہوا ہے۔

اس کی مجموعی آبادی: ڈھائی کروڑ اور اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۹ فیصد ہے۔

اس کا صدر مقام: رباط ہے اور اس کی عوامی اور سرکاری زبان عربی۔ یہاں کی حکومت دستوری ہے اور یہاں کے باشندے مذہب کے پابند ہیں۔

اقتصادیات: صنعتیں: دوسری جنگ عظیم کے بعد مراقش میں تیزی سے صنعتی ترقی ہوئی۔ ملک کے تقریباً ۷۰ فیصد کارخانے، کسابلنکا، چاؤ یا شہروں کے آس پاس ہیں۔ یہاں فاسفیٹ، کیمیاوی اشیاء مشروبات اور سگریٹ کے کارخانے، بناسپتی گھی تیار کرنا، چینی بنانا، مچھلیوں کو ڈبوں میں بند کرنا، جام جیلی بنانا، موٹر گاڑیاں، لوہا اور فولاد تیار کرنا، ہلکی مشینیں بنانا، قالین، لباس، چمڑے کا سامان،

ریشمی اور اونی قیمتی کپڑا بنانا، برتن اور زیورات بنانا یہاں کی اہم صنعتیں ہیں۔

اہم فصلیں: گیہوں، چاول، جو، جئی، مکا، جوار، شکر قند، چقندر، دالیں، ملہن، چارہ اور سبزیاں یہاں کی خاص فصلیں ہیں۔ نقدی فصلوں میں تمباکو، انجیر، زیتون کھجور، سیب، سنترے، انگور اور دیگر ترش پھل قابل ذکر ہیں۔

معدنیات: فاسفیٹ، لوہا، کوئلہ، مینگنیز، سیسہ، جستہ، پٹرولیم، کوبالٹ، نیل ہے۔ مراقش دنیا کا سب سے زیادہ فاسفیٹ برآمد کرنے والا ملک ہے۔ لوہے کی کانیں بھی ہیں۔ جن سے لوہا نکالا جاتا ہے۔

ذخائر خام تیل: ۱۹۷۸ء میں ۱۵ کروڑ بیارل۔

اہم کاروبار: بھیڑ بکریوں کو پالنا مراقش کا اہم کاروبار ہے۔ گھاس کے میدانوں اور اٹلس پہاڑ کے الپائن، چراگاہوں میں رہنے والوں کی زندگی کا دارومدار مویشیوں اور بھیڑ بکریوں پر ہے۔ کسابلنکا، صفی، اور جدیدہ بندرگاہ مچھلیوں کے کاروبار کے لئے مشہور ہیں۔ سارڈین مچھلی پکڑنے میں پرتگال کے بعد مراقش کا نمبر دنیا میں دوسرا ہے۔

اہم بندرگاہیں: تنجر، الدار، البیضا، قینطرہ۔

دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت اور ماہی گیری ہے۔

۴۹۔ ملیشیا (MALAYSIA)

بہت سے جزیروں پر مشتمل ملیشیا، جنوب مشرقی ایشیا کا ایک اہم ملک ہے۔ ملایا میں اسلام، عرب، ہندوستان، ترک اور ایرانی تاجروں نے پھیلایا۔ یہ پہلے پرتگالیوں بعد ازاں ڈچوں پھر انگریزوں کے قبضے میں رہا۔ ۳۱ / اگست ۱۹۵۷ء کو یہ انگریزی اقتدار سے آزاد ہوا۔

اس کا رقبہ: ایک لاکھ ۲۸ ہزار ۳۲۸ مربع میل (۳،۲۹ لاکھ مربع کلو میٹر) ہے۔

کل آبادی: ۲ کروڑ، اس میں مسلمانوں کا تناسب ۵۸ فیصد ہے۔

دارالخلافہ: کوالالمپور ہے۔ اس کا قومی پرچم دو رنگا ہے۔ سرخ اور لائٹ بلو۔

جس کے سرخ میں سفید دھاریاں اور لائٹ بلو میں چاند اور تارا۔
اس کی قومی و سرکاری زبان ملیشین ۔انگریزی، چینی اور ہندوستانی زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں ۔یہاں پر جمہوری حکومت قائم ہے ۔۶۰ فیصد تعلیم یافتہ ہیں ۔
اقتصادیات: فصلیں: چاول، مکئی، دالیں، تمباکو، گنا وغیرہ خاص فصلیں ہیں ۔ باغاتی فصلوں میں ربر، گرم مصالحے، (لونگ، الائچی، دارچینی وغیرہ) ناریل، چائے، سپاری اور انناس وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔ملیشیاء دنیا کا سب سے زیادہ ربر پیدا کرنے والا اور ربر برآمد کرنے والا ملک ہے ۔
زرعی پیداوار: کھوپرا اور کھوپرے کا تیل، چاول، شکر اور سیاہ مرچ ہے ۔
معدنیات: ٹن (عالمی پیداوار کا ۳۵ فیصد) دنیا میں سب سے زیادہ ٹن ملیشیا ہی میں نکالا جاتا ہے ۔یہاں پر کل ۷ سو کانوں سے ٹن نکالا جاتا ہے ۔سونے اور چاندی کی کانیں بھی ہیں ۔
ذخائر: کروڈ آئیل ۔
اہم صنعتیں: ٹن صاف کرنے کے کارخانے ۔لوہے اور فولاد کے کارخانے، ربر صاف کرنے کے کارخانے، کیمیاوی کھاد، پیٹرو کیمیکل، بجلی کا سامان، سوتی اور ریشمی کپڑا، چائے، چینی، تمباکو، سگریٹ، سگار، کاغذ، ادویات اور چاول صاف کرنے کے کارخانے اہم ہیں ۔ کپڑوں کی رنگائی، چھپائی اور گھریلو صنعتیں بھی ہر دیہات اور قصبوں میں موجود ہیں ۔ان کے علاوہ ربر کی مصنوعات برتن سازی اور کھاد بھی ہے ۔
اہم کاروبار: ماہی گیری ہے ۔سمندروں، اور خلیجوں ہی میں نہیں، دریاؤں، جھیلوں اور تالابوں سے بھی مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں ۔علاوہ ازیں دھان کے کھیتوں میں بھی مچھلی پائی جاتی ہے ۔جس سے کسانوں کو مزید آمدنی ہوتی ہے ۔ملیشیا میں پکڑی جانے والی مچھلیوں میں، میکرل، پران، تمبان، سیلار وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔
ملیشیا میں استوائی جنگل پائے جاتے ہیں جو سدا بہار ہیں ۔یہاں کے جنگلات میں

قیمتی لکڑی، گرم مصالحے، ربر، سنکونا، آبنوس، گلابی لکڑی، سال اور ساگوان کے درخت کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔
برآمدات: بھاری مقدار میں ٹن، ربر، گرم مصالحے، چاء، چینی، لوہا، باکسائٹ ناریل، تمباکو اور کپڑے کا سامان برآمد کیا جاتا ہے۔
اہم بندرگاہیں: جارج ٹاون، کیلانگ، میلاکا، اور کوچنگ ہے۔

۵۰۔ موریطانیہ (MAURITANIA)

اسلامی جمہوریہ موریطانیہ: مغربی افریقہ میں واقع ایک آزاد مسلم ملک ہے۔ یہ نوآبادی ۱۹۴۰ء سے فرانسیسی اقتدار کے تحت تھی۔ ۱۹/ نومبر ۱۹۶۰ء کو آزادی ملی۔
اس کا رقبہ: ۴ لاکھ ۱۹ ہزار ۲۲۹ مربع میل (۱۰۳۰۰۰ مربع کلو میٹر) ہے۔
آبادی: ۲۰ لاکھ ۳۸ ہزار ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰ فیصد ہے۔
دارالسلطنت: نواکشوٹ ہے اور یہاں کی دفتری اور قومی زبانیں فرانسیسی اور عربی ہے۔ نیجر کانگو کی قبائیلی زبان۔
اقتصادیات: اہم پیداوار: کھجور اور اناج ہے۔ گیہوں، جو، جئی، تمباکو اور سبزیاں۔
معدنیات: لوہا، اور تانبہ ہے۔ لوہے کو باہر کے ملکوں کو روانہ کیا جاتا ہے۔
ذخائر: یہاں پر تانبے کے ذخائر بھی ہیں جن سے زرمبادلہ حاصل کیا جاتا ہے۔
دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت، ماہی گیری اور کھجور بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔
اہم بندرگاہیں: نواکشوٹ، اور نوادھی بو، ہے۔

۵۱۔ مالی (MALI)

جمہوریہ مالی: جنوب مغربی حصے میں واقع مالی ایک جمہوری ملک ہے۔ دریائے سینگال اور دریائے نیجر کے اوپری (BOSIM) میں گھاس کے میدانوں والا علاقہ ہے۔ جو شمال میں صحرائے اعظم تک پھیلا ہوا ہے۔

یہ ملک فرانسیسی اقتدار سے ۲۲ ستمبر ۱۹۶۰ء کو آزاد ہوا۔ اس کا پہلا نام فرانسیسی سوڈان تھا۔

مجموعی رقبہ: ۴ لاکھ ۶۴ ہزار ۸۷۳ مربع میل (۰۰۰، ۴۰، ۱۲ مربع کلو میٹر) ہے۔

کل آبادی: ۱۹۹۰ء تک ۹۱ لاکھ ۸۲ ہزار ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۰ فیصد ہے۔

اس کا صدر مقام: بماکو ہے اور اس کی سرکاری زبان فرانسیسی، بمبار اور دیگر قبائیلی زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

اس کا قومی پرچم: ترنگا ہے۔ (سرخ، سفید اور بلو)

اقتصادیات: اہم فصلیں، چاول مونگ پھلی، کپاس، مکئی، جوار، تلہن، انناس اور سبزیاں۔

درآمدات: مشینیں، موٹر گاڑیاں، بجلی کا سامان، کاغذ اور کیمیاوی اشیاء۔

برآمدات: چاول، مونگ پھلی، چمڑا، گوشت اور مویشیوں سے حاصل کردہ اشیاء

دیگر ذرائع آمدنی: ربر اور ماہی گیری بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

۵۲۔ مالدیپ (محل دیپ) (MALDIVE)

جزائر مالدیپ ۱۸۸۷ء سے برطانیہ کے زیر سایہ تھے۔ مالدیپ میں تقریبا دو ہزار جزیرے شامل ہیں۔ جن میں صرف ۲۰۲ جزیرے آباد ہیں۔ کوئی بھی جزیرہ ۵/ مربع میل سے بڑا نہیں ہے۔ سب کے سب تقریبا مسطح ہیں۔ سری لنکا کے مغربی ساحل سے تقریبا ۶۴۰/ کلو میٹر کی دوری پر بحر ہند میں واقع مالدیپ ایک چھوٹا سا ملک ہے۔

یہ ملک ۲۶/ جولائی ۱۹۶۵ء میں آزاد ہوا۔ ۱۱/ نومبر ۱۹۶۵ء میں ایک جمہوریت بن گیا۔ لیکن برطانیہ نے ۱۹۷۶ء تک اس پر اپنا ایک ہوائی اڈا برقرار رکھا۔

کل رقبہ: ۱۱۵/ مربع میل ہے۔

آبادی: ۱۹۹۰ء تک ۲/ لاکھ ۱۹/ ہزار، اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰/ فیصد ہے۔

صدر مقام: مالے، ہے۔ اس کی زبان، دیوہی، (سنہالی رسم خط) عربی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔
ریاست کے صدر: نعمان عبدالقیوم ہیں۔ جنھیں مجلس قانون ساز نے ۱۹۷۸ء میں نامزد کیا ہے۔
قومی پرچم: سرخ ہے، جس کے گراونڈ میں سبز رنگ اور اس میں سفید چاند ہے۔ ۱۸۸۷ء سے پہلے یہ جزائر فرانسیسیوں کے قبضے میں تھے۔ اس کے بعد ۱۹۶۵ء تک یہ برطانیہ کے زیر اقتدار رہے۔
اقتصادیات: اہم پیداوار: ناریل اور پھل ہیں۔
اہم کاروبار: چاول، ناریل، مکئ، چارہ اور سبزیوں کی کاشت کرنا یہاں کے لوگوں کے خاص کاروبار ہیں۔

یہاں کے جنگلات میں ربر، سنکونا، گٹاپارچہ، گرم مصالحے، سال، ساگوان اور بھاری لکڑی کے درخت قابل ذکر ہیں۔

مالدیپ میں بھاری مقدار میں میکرل، بونی ٹو، مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ ناریل اور ناریل کا تیل وافر مقدار میں برآمد کیا جاتا ہے۔ کپڑا اور چھوٹی مشینوں کی صنعتیں بھی یہاں قائم ہو گئی ہیں۔ ہندوستان سے مالدیپ کے خصوصی تجارتی اور ثقافتی تعلقات ہیں۔
دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت اور ماہی گیری یہاں کی آمدنی کا ایک خاص ذریعہ ہے

۵۳۔ متحدہ عرب امارات (UNITED ARAB EMIRATES)

متحدہ عرب امارات سات چھوٹی ریاستوں پر مشتمل ایک وفاقی حکومت ہے جو جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مشرقی حصے میں واقع ہے۔ ان امارات کا نام " ابو ظہبی " دوبئ، شارجہ، ام لیبون، اجمان، فوجائرہ اور راس الخیمہ ہیں۔

اس کا دارالخلافہ: ابو ظہبی ہے۔
امارات کا کل رقبہ: ۸۲،۹۰۰۰/ مربع کلو میٹر ہے۔
کل آبادی: ۱۹۹۳ء تک تقریباً ڈھائی لاکھ ہے۔
حکومت متحدہ عرب امارات ۱۹۷۱ء میں وجود میں آئی۔ اس سے پیشتر یہ چھوٹی چھوٹی سلطنتیں حکومت برطانیہ کے ماتحت تھیں۔
اقتصادیات: پیداوار: جو، چارہ، مکا، سبزی، کھجور اور پھلوں کی کاشتکاری ہوتی ہے۔
ذخائر: متحدہ عرب امارات کی خوش حالی کا دارومدار پٹرولیم اور قدرتی گیس کے ذخائر پر ہے۔
ذرائع آمدنی: سمندروں سے اصلی موتی حاصل کرنا، ماہی گیری، اور چرواہی یہاں کے خاص کاروبار ہیں۔
کانٹے دار جھاڑیاں، کیکر، ببول اور ناگ پھنی یہاں کی خاص نباتات ہیں۔ نخلستانوں میں کھجور کے باغیچے کثرت سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ اونٹ، بھیڑ اور بکریاں یہاں کے خاص پالتو جانور ہیں۔
پٹرو کیمیکل یہاں کی اہم ترین صنعت ہے۔ ملک میں کھانے پینے کی اشیاء کی کمی ہے جن کو باہر کے ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے۔
متحدہ عرب امارات کے بڑے شہر ابو ظہبی، دوبئ اور شارجہ قابل ذکر ہیں۔ یہ خوبصورت شہر دنیا بھر کے سیلانیوں اور سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہیں۔ شارجہ نے کھیل کود کی دنیا میں اپنا مقام بنا لیا ہے۔ یہاں پر ہونے والے ایک روزہ کرکٹ میچوں میں دنیا کی عظیم ترین کرکٹ ٹیمیں حصہ لیتی ہیں۔

۵۴۔ نائجر (NIGER)

جمہوریہ نائجر: اس ملک کا اکثر علاقہ بنجر، صحرا اور پہاڑ ہیں۔ یہ ملک چاروں طرف سے خشکی سے گھرا ہوا ہے۔ اس کو ۳/ اگست ۱۹۶۰ء میں آزادی

حاصل ہوئی۔

کل رقبہ: ۴/ لاکھ ۸۹/ ہزار ۲۰۶/ مربع میل (۱۲،۶۷،۰۰۰/ مربع کلو میٹر ہے۔
مجموعی آبادی: ۷۴/ لاکھ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۹۰/ فیصد ہے۔
دارالحکومت: نیامی ہے یہاں کی سرکاری زبان فرانسیسی ہوسا اور جرما، زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔
قومی پرچم: ترنگا، ہے (بلو، سفید، ہلکا سا گلابی) جس کی سفیدی میں چھوٹی سی گولائی ہے۔
اقتصادیات: اہم پیداوار: چاول، مکئی، گیہوں، جوار، کپاس، مونگ پھلی اور سبزیاں ہیں۔
معدنیات: نائجر میں یورانیم کے ذخائر کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ان ذخائر میں نائجر کا دنیا میں دوسرا مقام ہے۔ (جغرافیہ عالم اسلام)
نیامی شہر: مونگ پھلی، کھالیں اور چمڑا صاف کرنے کا بڑا مرکز ہے۔ نائجر چونکہ چاروں طرف سے خشکی سے گھرا ہوا ہے۔ اس لئے اس کی بیشتر تجارت لاگوس دھومی اور ٹوگو ممالک کے راستے سے کی جاتی ہے۔

۵۵۔ نائجیریا (NIGERIA)

فیڈرل ریپبلک آف نائجیریا: مغربی افریقہ کا ایک وسیع علاقہ ہے۔ جو براعظم افریقہ کے اہم ترین ممالک میں سے ایک ہے۔ جو رقبہ میں تقریباً پاکستان کے برابر ہے۔ چند سال تک یہ ملک برطانوی سامراج کے زیر اقتدار تھا۔ لیکن یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء کو ان سے آزادی ملی۔

رقبہ: ۳/ لاکھ ۵۶/ ہزار ۶۶۹/ مربع میل (۹،۲۴ لاکھ مربع کلو میٹر) ہے۔
کل آبادی: ۱۹۹۰ء تک ۱۱/ کروڑ ۸۸/ لاکھ ۶۵/ ہزار ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۵۰/ فیصد ہے۔
صدر مقام: لاگوس ہے۔ اس کی قومی زبان، ہوسا اور سرکاری زبان انگریزی،

یوروپا، ایبو وغیرہ زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

اس ملک میں مختلف قبیلے پائے جاتے ہیں۔نائجیریا شمالی اور مغربی خطوں کا فڈریشن ہے۔ہر خطہ کی حکومت الگ الگ ہے۔

اقتصادیات: اہم فصلیں: مکا، جوار، دالیں، تمباکو، کپاس، مونگ پھلی، سویابین، کھجور، گنا وغیرہ۔

ملک کے جنوبی حصے میں: ربر، ناریل، کوکو، کیلا، کولا، چاول وغیرہ کی اہم فصلیں ہوتی ہیں۔

صنعتیں: تیار غذائیں، موٹر کار، اور دیگر مشینری۔

معدنیات: پٹرولیم، قدرتی گیاس، کوئلہ، لوہا، چونا، ٹن، جست، کولم بائٹ (COLUMBITE)

ذخائر کروڈ آئیل: ١٩٧٨ء ۔ ١٨٧٠ ارب بیارل۔

اہم پیداوار: لکڑی، ربر، چرم۔

دیگر ذرائع آمدنی: سیاحت اور ماہی گیری بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

اہم بندرگاہ: پورٹ ہارکوٹ، بونی، لاگوس۔

پٹرولیم اور قدرتی گیس کا پتہ چلنے کے بعد یہ ملک بہت تیزی سے صنعتی ترقی کر رہا ہے۔زراعت اور جنگلات پر مبنی یہاں پر مختلف شہروں میں بہت سے کارخانے ہیں۔چمڑے کا سامان تیار کرنا، لکڑی کا سامان بنانا، پلائی ووڈ تیار کرنا، سوتی کپڑے بنانا، جام، جیلی اور پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنا، پٹرولیم صاف کرنا، کیمیاوی کھاد بنانا، بجلی کا سامان اور مشروبات تیار کرنا یہاں کی خاص صنعتیں ہیں لاگوس اور پورٹ ہارٹ میں المونیم تیار کرنے کے کارخانے ہیں۔ربر اور کوکو، تیار کرنے کی صنعت بھی بہت ترقی پر ہے۔

۵۶۔ یوگنڈا (UGANDA)

یوگنڈا ایک پہاڑی اور پٹھاری ملک ہے جو سطح سمندر سے تقریباً ۹۰۰ میٹر

بلندی پر واقع ہے ۔یو گنڈا کو اونچی جھیلوں کا ملک بھی کہا جاتا ہے ۔جھیل وکٹوریہ ، جھیل ایڈورڈ (عیدی امین جھیل) جھیل البرٹ ، جھیل کیوگا ، جھیل کوانائی یو گنڈا کی اہم جھیلیں ہیں ۔

اس کا رقبہ: ۹۱،۱۳۴ مربع میل (۲،۳۶،۰۳۷ مربع کلو میٹر ہے)

اس کی آبادی: ایک تخمینہ کے مطابق ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ ہے ۔اس میں مسلمانوں کا تناسب ۵۵ فیصد ہے ۔

اس کا صدر مقام: کمپالا ہے ۔اس کی سرکاری زبان انگریزی ۔

اقتصادیات: اہم فصلیں: جوار ، مکئی ، دالیں ، کساوا ، اننناس ، شکرقند ، کپاس

اہم صنعتیں: سمنٹ ، کیمیاوی کھاد ، سوتی کپڑا ، دھات کا سامان ، لکڑی ، صابن ، کاغذ ، مشروبات ، کیمیاوی اشیاء ، رنگائی کا سامان تیار کرنا ۔

معدنیات: ٹن ، کیلمبلے (KILEMBE) سے تانبہ ، کوبالٹ ، چونے کا پتھر ، فاسفیٹ اور چونا پتھر کے ذخائر ۔

برآمدات: قہوہ ، کپاس ، تانبہ ، اور چاء ۔۱۹۶۲ء کے بعد کپاس کے مقابلے میں قہوہ کی کھیتی پر زیادہ زور دیا گیا ہے ۔

درآمدات: مشینیں ، موٹر گاڑیاں ، کیمیاوی سامان ، بجلی کا سامان ۔

یو گنڈا کا اکثر علاقہ بلند سطح مرتفع ہے ۔بہت خوبصورت اور ہرا بھرا سرسبز و شاداب ہے ۔اس لئے اس کو افریقہ کا سوئزرلینڈ اور کشمیر بھی کہا جاتا ہے ۔

اہم دریائیں: نیل وکٹوریہ ، نیل البرٹ اور کاٹونگا ہے ۔

۵۷۔ یمن (YEMEN)

جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مغرب میں واقع یمن ایک خوبصورت ملک ہے جس کا بیشتر حصہ پہاڑیت اور پھٹاری ہے ۔ متحدہ جمہوریہ یمن کے وجود میں آنے کے پہلے ۱۹۹۰ء تک ملک یمن جنوبی و شمالی میں منقسم تھا۔جس میں جنوبی یمن کے سوویت روس سے قریبی تعلق تھے اور شمالی یمن ایک اسلامی جمہوریہ تھی ۔ یہ

دونوں ملک ۱۹۹۰ء میں متحد ہوئے اور جمہوریہ یمن کے نام سے پکارے جانے لگے۔
اس کا رقبہ: ایک لاکھ ۷۶ ہزار ۴۸۹ مربع میل (۸۲۷۰۰، ۴ مربع کلو میٹر) ہے۔
اس کی آبادی: ۱۹۹۰ء تک ایک کروڑ ۲۵ لاکھ ہے۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب ۱۰۰ فیصد ہے۔
اس کا دار الخلافہ: صنعاء ہے۔ اس کی قومی و دفتری زبان عربی۔ یمن کے باشندے عربی النسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یمن کے لوگ اپنی بہادری اور شجاعت کے لئے مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج میں بہت سے سپاہی یمن کے رہنے والے تھے۔
اس کا قومی پرچم: سرخ رنگ کا ہے۔ جس کے وسط میں شمشیر اس کے ہر کونے میں ایک ستارہ اور شمشیر کے اگلے حصہ کے اوپر تارہ بنا ہوا ہے۔
اقتصادیات: اہم صنعتیں: عدن میں پٹرولیم صاف کرنے کا بھاری کارخانہ ہے۔ شہروں اور قصبوں میں سوتی کپڑوں کے کارخانے ہیں۔ چھوٹی مشینیں اور صنعتی مشینیں بھی تیار کی جاتی ہیں۔ چمڑے کی بنی چیزیں، دھات کے برتن، بجلی کا سامان اور سمنٹ یہاں کی خاص صنعتیں ہیں۔
اہم فصلیں: جوار، مکا، کپاس، ساگودانہ، ارنڈی، سی سل (SISAL) نیل، کیلا، آم، تمباکو، پپیتیہ، پھل، کھجور، تل، غلہ، سبزیاں یہاں کی خاص فصلیں ہیں۔

سیرات ایک پہاڑی علاقہ ہے یہاں پر خوبانی، زیتون، انجیر، اخروٹ اور قہوہ یہاں کی خاص فصل ہے۔ سیرات کا مغربی ضلع مناخا (MANAKAH) قہوہ کی فصل کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ دوسری اہم فصل "قات" ہے۔ (QAT) یہ ایک جھاڑی جیسا پودا ہے۔ جس کی پتیاں چبانے سے نشے کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ تائز شہر کے گرد و نواح میں قات کے بہت سے باغیچے ہیں۔
دیگر ذرائع آمدنی: کروڈ آئیل کے ذخائر، سیاحت، ماہی گیری اور نقل بحری باربرداری بھی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔
بندرگاہیں: الحدیدہ ملک کا ایک جدید بندرگاہ ہے۔ المخا، عدن۔

مصنف کی دیگر تصانیف

	نام کتاب	قیمت
۱	حفیظ القواعد	20_00
۲	توشۂ آخرت	25_00
۳	معیار انتخاب	16_00
۴	چند باتیں	20_00
۵	نوری چہل حدیث	02_00
۶	مشعل راہ	10_00
۷	انسانیت کے چراغ	12_00
۸	درِ بے بہا	12_00
۹	شعاع نور	12_00
۱۰	روشنی کے مینار	12_00
۱۱	لمعانِ ایمانی	12_00
۱۲	فردوس نظر	12_00
۱۳	پہلی منزل	10_00
۱۴	صدائے حق	15_00
۱۵	نقوش راہ	15_00
۱۶	نایاب جواہر	35_00
۱۷	تاریخ عالم اسلام	زیر طبع
۱۸	اعتراف حق	زیر طبع
۱۹	چشمۂ ہدایت	زیر طبع
۲۰	نورانی حق تحفہ	زیر طبع
۲۱	اسلامی آداب	زیر طبع

تلگو اڈیشین

۱	کانتی کرانالو	15_00
۲	مانوتا دیپمو	10_00
۳	کانتی سکھرالو	10_00
۴	نیتی ولگولو	10_00
۵	آسان نماز	06_00
۶	کفن ودفن کا طریقہ	04_00
۷	چہل حدیث	03_00
۸	ودیا جیوتی	01_50

ملنے کا پتہ:-

ظفر بکڈپو۔ کچھیری سٹ 10_49_645

کاولی: 524201

ضلع نیلور (اے پی)